مَن يُرِدِ اللہُ بِہٖ خَیراً یُفَقِّھہُ فِی الدِّینِ

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

جلد ششم

کتاب الصلاۃ

باب المسبوق واللاحق، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا

باب قراءۃ الصلاۃ، باب الوتر والقنوت، باب السنن والنوافل

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (٦)

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۶)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۵ھ-۲۰۲۳ء

باہتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

Composed By: Noor Graphics, Deoband

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi

ISBN: 978-93-84775-18-6

مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد ششم)

کتاب الصلاۃ

باب المسبوق واللاحق، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا،

باب قراءۃ الصلاۃ، باب الوتر والقنوت، باب السنن والنوافل

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دار العلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند (جلد ششم)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیر نگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ:

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات : ۴۴۰

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۵ھ-۲۰۲۳ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

اجمالی فہرست

کتاب الصلاۃ

تفصیلی فہرست

باب الوتر والقنوت

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب المسبوق واللاحق

فصل اول: مسبوق کی نماز کا بیان

فصل ثانی: لاحق کی نماز کا بیان

فصل اول

مسبوق کی نماز کا بیان

مسبوق ضم سورة کب کرے؟

(۱)**سوال**: خالد کو امام کے ساتھ چوتھی رکعت ملی تو جب اپنی تین رکعت پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوگا تو شروع کی دو رکعت میں قرأت کرے گا، سورہ فاتحہ پڑھے گا اور سورہ ضم کرے گا یا آخری دو رکعت میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں اس کو چاہئے کہ کھڑے ہوتے ہی پہلی دو رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ ضم کرے۔(۱)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸:۲/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ویقضي أول صلاته في حق قراء ة، وآخرها في حق تشهد؛ فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما، وبرابعة الرباعي بفاتحة فقط ولا يقعد قبلها. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام الخ'': ج ۲،ص: ۳۴۷، زکریا دیوبند)

ولو أدرك ركعة من الرباعية فعليه أن يقضي ركعة يقرأ فيها الفاتحة والسورة، ويتشهد ويقضي ركعة أخرىٰ كذلك، ولا يتشهد، وفي الثالثة بالخيار، والقراءة أفضل، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع: في المسبوق واللاحق'': ج ۱،ص: ۱۴۹، زکریا دیوبند)

ترک واجب کے بعد اعادہ صلوٰۃ کی صورت میں بعد میں شریک ہونے والوں کی نماز کا حکم:

(۲)**سوال:** ترک واجب کے باوجود امام صاحب نے بھول کر سجدہ سہو نہیں کیا اعادہ نماز کی صورت میں کچھ لوگ بعد میں آ کر شامل ہو گئے تو ان کی نماز اداء ہوئی یا نفل ہوئی۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شکیل احمد، فرخ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال صورت میں بعد میں شریک ہونے والوں کی نماز نفل ہو جائے گی، فرض اداء نہیں ہوگا اس لیے کہ پہلی نماز سے فرض ساقط ہو گیا دوسری مرتبہ جو جماعت ہوئی اور نماز لوٹائی گئی یہ اس نقصان کی تلافی ہے تو بعد میں آنے والوں نے جو اقتداء کی ہے وہ ایسے امام کی اقتداء ہوئی جو فرض نماز نہیں پڑھ رہا تھا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۱۳: ۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے سجدہ سہو کرتے وقت مسبوق کیا کرے؟

(۳)**سوال:** ایک شخص امام کو دوسری رکعت میں پایا امام سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور امام کو سجدہ لاحق ہوا مسبوق کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے، امام کے

---

(۱) ووجب عليه إعادة الصلاة تغليظاً عليه لجبر نقصها فتكون مكملة، وسقط الفرض بالأولىٰ. (أحمد بن محمد الشرنبلالي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ص: ۴۶۲، مکتبہ: شیخ الہند دیوبند)

و لا يصح .... اقتداء المفترض بالمتنفل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره“: ج۱، ص: ۱۴۳، دارالکتاب دیوبند)

والمختار أنه جابر للأول. لأن الفرض لا يتكرر. (الحصكفي، الدر المختار على رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“: ج۲، ص: ۱۴۸، زکریا دیوبند)

ساتھ مسبوق بھی سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ اگر نہ کرے، تو اس درمیان کے وقفہ میں مسبوق بیٹھا رہے یا اپنی نماز کو مکمل کرلے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فدا حسین، سہرساوی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہوگا ہاں جب امام سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرے گا اس میں مسبوق امام کی متابعت نہیں کرے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱/۵:۸/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والا التحیات پوری پڑھے یا امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے؟

(۴) **سوال:** امام قعدہ اولیٰ میں تھا، ایک شخص جیسے ہی آکر ملا، امام صاحب فوراً کھڑے ہوگئے اب یہ التحیات پڑھے یا ساتھ کھڑا ہو جائے یا آدھی التحیات پڑھ چکا تھا کہ امام صاحب کھڑے ہوگئے ایسی صورت میں کیا کرے؟ براہ کرم جواب جلد عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، بلندشہر

---

(۱) ثالثها: أنه لو قام إلى قضاء ما سبق به، وعلى الإمام سجدتا سهو قبل أن يدخل معه، كان عليه أن يعود فيسجد معه ما لم يقيد بسجدة، فإن لم يعد حتى سجد، وعليه أن يسجد في آخر صلاته ...... ومنها أنه يتابع الإمام في السهو ولا يتابعه في التسليم والتكبير والتلبية، فإن تابعه في التسليم والتلبية فسدت. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق'': ج۱، ص:۱۵۰، زکریا دیوبند)

ولو قام لقضاء ما سبق به وسجد إمامه لسهو تابعه فيه إن لم يقيد الركعة بسجدة فإن لم يتابعه سجد في آخر صلاته. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، فصل في ما يفعله المقتدي الخ'': ص:۳۰۹، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام کے ساتھ شریک ہوکر التحیات شروع نہیں کی تو امام کے ساتھ ہی کھڑا ہو جائے اور اگر پڑھنی شروع کردی ہے، تو جلدی سے پوری کر کے کھڑا ہو جائے۔(۱)

’’أو قیامه لثالثة قبل تمام المؤتم التشهد فإنه لا یتابعه بل یتمه لوجوبه، ولو لم یتم جاز‘‘۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۱/۸/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دو رکعت چھوٹنے پر مسبوق کس طرح نماز مکمل کرے گا؟

(۵) **سوال:** مغرب کی نماز میں دو رکعت چھوٹ گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کو کس طرح ادا کرے اس میں اختلاف ہو رہا ہے؛ اس لیے حوالہ تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: ظہیر الدین، گنگوہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو اور پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ وتسمیہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کر کے قعدہ کرے پھر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت ملا کر نماز پوری کرے۔ یہ عام قاعدہ ہے، مگر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وجہ سے بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر دو رکعت کر کے قعدہ کرے گا تب بھی اس پر سجدہ

---

(۱) ولو خاف أن تفوته الركعة الثالثة مع الإمام كما صرح به في الظهيرية، وشمل بإطلاقه ما لو اقتدىٰ به في أثناء التشهد الأول أو الأخير، فحين قعد قام إمامه أو سلم، ومقتضاه أنه يتم التشهد ثم يقوم ولم أره صريحاً، ثم رأيته في الذخيرة ناقلاً عن أبي الليث : المختار عندي أن يتم التشهد..... وإن لم يفعل أجزأه. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي‘‘: ج ۲، ص: ۲۰۰، زکریا دیوبند)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب إطالة الركوع للجائي‘‘: ج ۲، ص: ۱۹۹، ۲۰۰، ط: زکریا، دیوبند)

سہو یا نماز کا اعادہ لازم نہ آئے گا کبیری میں ہے۔[1]

''حتی لو أدرك مع الإمام ركعة من المغرب فإنه يقرء في الركعتين الفاتحه والسورة ويعقد في أولهما لأنها ثنائية ولم لم يعقد جاز استحساناً لا قياسا ولم يلزمه سجود السهو''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ (۲۳/۱۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد کیا پڑھے گا؟

(٦) **سوال**: حضرت مسبوق امام کے پیچھے امام کی آخری رکعت میں التحیات کے بعد کیا پڑھے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے، اور بہتر ہے کہ التحیات ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے کا وقت ہو جائے۔ جب امام سلام پھیر لے، تو کھڑا ہو اور اپنی نماز مکمل کرے۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد اسعد جلال
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲/۵/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) قوله وتشهد بينهما) قال في شرح المنية: ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياساً، ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة أولىٰ من وجه. (ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده''، ج ۲، ص: ۳۴۷، زکریا دیوبند)

(۲) إبراهيم حلبي، الحلبي الكبيري، ''كتاب الصلاة: فصل في سجود السهو، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسبوق چھوٹی ہوئی تین رکعت کس طرح مکمل کرے گا؟

(۷) **سوال**: حضرت! امام کے پیچھے بقیہ تین رکعت کس انداز سے مکمل کریں۔ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: راشد حسن، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس کو امام کے پیچھے صرف ایک رکعت ملی، وہ امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں صرف تشہد پر اکتفاء کرے، امام کے سلام سے فارغ ہونے کے بعد مقتدی کھڑا ہو اور اپنی دوسری رکعت اسی طرح ادا کرے جس طرح چھوٹی ہے، یعنی ثناء وتعوذ وتسمیہ پڑھے، سورہ فاتحہ شروع کردے اور کوئی سورہ یا چند آیات پڑھے، پھر رکوع وسجدہ کرے اور بیٹھ جائے، تشہد پڑھے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو، سورہ فاتحہ پڑھے، کوئی سورہ یا چند آیات پڑھے اور پھر رکوع وسجدہ کرے اور اب سیدھا چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوجائے اور صرف سورہ فاتحہ پڑھے، سورہ نہ ملائے اور رکوع وسجدہ کے بعد قعدہ اخیرہ کرے جس میں تشہد، درود شریف اور دعاء کے بعد سلام پھیردے۔(۱)

’’فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما،

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مطلب في أحكام آخر للمسبوق‘‘: ص:۲۱۷.

(۳) ومنها أن المسبوق ببعض الركعات يتابع الإمام في التشهد الأخير، وإذا أتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات، ثم ماذا يفعل؟ تكلموا فيه......والصحيح أن المسبوق يترسل في التشهد حتى يفرغ عند سلام الإمام. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق‘‘: ج۱، ص:۱۴۹، زکریا دیوبند)

ولو فرغ المؤتم قبل إمامه سكت اتفاقاً؛ وأما المسبوق فيترسل ليفرغ عند سلام إمامه، وقيل يتم، وقيل يكرر كلمة الشهادة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد‘‘: ج۲، ص:۲۲۰، ۲۲۱، زکریا دیوبند)

(۱) ومنها: أنه لا يقوم إلى القضاء بعد التسليمتين، بل ينتظر فراغ الإمام، كذا في البحر الرائق......ومنها أنه يقضي أول صلاته في حق القراءة، وآخرها في حق التشهد......ولو أدرك ركعة من الرباعية، فعليه أن يقضي ركعة يقرأ فيها الفاتحة والسورة، ويتشهد ويقضي ركعة أخرىٰ كذلك، ولا يتشهد، وفي الثالثة بالخيار، والقراءة أفضل، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق‘‘: ج۱، ص:۱۴۹، زکریا دیوبند)

وبرابعة الرباعي بفاتحة فقط ولايقعد قبلها"(۱)

الجواب صحيح:
محمد حسان قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۹: ۱۴۴۱ھ)

مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہونے والا:

(۸) **سوال:** ہماری مسجد میں کل ایک شخص نے اعلانیہ طور پر کہا نماز مغرب میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں جڑے، تو فوت شدہ رکعت کو سلام پھیرنے کے بعد اس طرح پڑھا جائے کہ دونوں رکعت میں ایک ہی تشہد ہو یعنی دونوں رکعت کے درمیان نہ بیٹھے اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔ کیا ان حضرت کی بات صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: چھوٹی ہوئی ایک رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھنا چاہئے، البتہ دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد بیٹھا، تو بھی استحساناً نماز درست ہوجائے گی۔ اس کے خلاف کوئی حدیث ملی ہو تو مع حوالہ ارسال کریں۔(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۶/۸: ۱۴۳۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده": ج۲، ص: ۳۴۷، زکریا دیوبند)

(۲) ومنها: أنه يقضي أول صلاته في حق القراءة، وآخرها في حق التشهد، حتى لو أدرك ركعة من المغرب قضى ركعتين وفصل بقعدة فيكون بثلاث قعدات، وقرأ في كل فاتحةً وسورةً، و لو ترك القراءة في إحداهما تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الخامس...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اعادہ نماز کی صورت میں نئے مقتدی کی نماز کا حکم:

(٩)**سوال:** فرض نماز امام نے پڑھائی اور نماز میں واجب بھولے سے چھوٹ گیا اور بعد سلام پھر انہیں مقتدیوں کو لے کر نماز دہرائی، اس دہرانے میں کوئی دوسرا شخص فرض کی نیت سے شامل ہو گیا آیا اس کی نماز بلا کراہت درست ہوئی یا نہیں؟ ایسی صورت میں امام کو پہلی جماعت کی خرابی کا اعلان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ دوسری جماعت میں شامل ہونے والا کو علم نہیں کہ پہلی نماز خرابی کی وجہ سے دہرائی جارہی ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورۃ مسئول عنہا میں اگر ترک واجب سے نماز کا اعادہ کیا گیا اور اس اعادہ والی نماز میں اگر کوئی دوسرا مقتدی شامل ہو گیا، تو اس کی فرض نماز ادا نہیں ہوئی؛ اس لیے کہ یہ اعادہ والی نماز نفل ہے۔ قول اصح کی بناء پر اور اگر شامل ہونے والے مقتدی کو اس مسئلہ کا علم نہیں ہے، تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ امام کو چاہئے کہ نماز میں جو خرابی آئی نقصان ہوا ہے اس کو مقتدیوں کے سامنے ظاہر کر دے۔[1]

”وكذا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها، والمختار أنه جابر للأول. لأن الفرض لا يتكرر، وقال الشامي“(والمختار أنه)”أي الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهو، و بالأول يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصح، كذا في شرح الأكمل على أصول البزدوي الخ“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (٢٠/٣/١٤٠٨ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في الإمامة،الفصل السابع في المسبوق واللاحق“: ج١،ص:١٤٩،زکریا دیوبند)
قوله:(وتشهد بينهما) قال في شرح المنية: ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياساً ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة أولىٰ من وجه. (ابن عابدين،الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة:باب الإمامة،مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده“: ج٢،ص:٣٤٧،زکریا دیوبند)
(١)والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر، والفرض سقط بالأولىٰ لأن الفرض......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسبوق بھول کر سلام پھیر دے:

(۱۰)**سوال**: زید کی ایک رکعت جماعت کے ساتھ چھوٹ گئی بھول سے اس نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر یاد آ گیا تو کیا سجدہ سہو لازم آئے گا؟ کس صورت میں سجدہ لازم آئے گا اور کس صورت میں نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد الطاف، بنگال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس مسبوق کو چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد فوراً ہی کھڑا ہو جائے اور اپنی ایک رکعت پوری کرے اور سجدہ سہو اس پر واجب ہے اپنی رکعت کے آخر میں سجدہ سہو کر کے پھر سلام پھیر لے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲/۲۱/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مسبوق کے سجدہ سہو کا حکم:

(۱۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ پوچھنا ہے کہ:

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لا يتكرر كما في الدر وغيره. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان واجب الصلاة''، ص:۲۴۸، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

(۲)الحصكفي، الدر المختار على رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها''، ج۲، ص:۱۴۸، زکریا دیوبند)

(۱)ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو لا في السلام، فيسجد معه و يتشهد، فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء، فإن سلم فإن كان عامداً فسدت وإلا فلا. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو''، ج۲، ص:۱۷۶، زکریا، دیوبند)

وإن سلم مع الإمام مقارناً له، أو قبله ساهياً، فلا سهو عليه لأنه في حال اقتدائه وإن سلم بعده يلزمه السهو لأنه منفرد. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو''، ص:۴۶۵، مکتبہ: شیخ الہند دیوبند)

اگر مسبوق جس کی کچھ رکعات چھوٹ گئیں اس نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر بقیہ کی تکمیل کے دوران سجدہ سہو لازم آجائے تو کیا حکم ہے؟ اگر بعد میں شامل ہونے والے شخص نے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کیا اور اس کی بقیہ نماز میں بھی سجدہ سہو لازم آگیا تو اس صورت میں یہ شخص کیا کرے گا براہ کرم مدلل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قمر الہدیٰ، ندوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال مسبوق (جس کی امام سے کوئی رکعت رہ گئی) مطلقاً اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا خواہ اقتداء سے پہلے امام بھولا ہو یا بعد میں۔

اور اگر امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی اپنی بقیہ نماز پوری کرتے ہوئے بھول گیا تو دوبارہ اکیلا سجدہ سہو کرے۔ اور اگر امام کے ساتھ اس مسبوق نے سجدہ سہو نہیں کیا تھا، پھر وہ بھی امام کی طرح بھول گیا اسے دو بار سجدہ سہو کی بجائے ایک بار سجدہ سہو کرنا کافی ہے کیوں کہ سجدہ (سہو) میں تکرار نہیں ہوتا۔

’’(والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقا) سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده (ثم يقضي مافاته) ولو سها فيه سجد ثانيا‘‘(۱)

علامہ شامی مذکورہ بالا عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

’’(ولو سها فيه) أي فيما يقضيه بعد فراغ الإمام يسجد ثانيا لأنه منفرد فيه، والمنفرد يسجد لسهوه، وإن كان لم يسجد مع الإمام لسهوه ثم سها، هو أيضا كفته سجدتان عن السهوين، لأن السجود لايتكرر‘‘(۲)

’’والمسبوق يسجد لسهوه فيما يقضي ولو سها إمامه ولم يسجد المسبوق معه وسها هو فيما يقضي يكفيه سجدتان‘‘(۳)

(۱)ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة‘‘: ج۲،ص:۱۰۸،بيروت: دار المعرفة.
(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲،ص:۵۴۷،زكريا.
(۳)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة:باب سجود السهو‘‘:ج۲،ص:۵۵۴.

خلاصہ: مذکورہ بالا عبارت کی رو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ:
اگر مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے تو اپنی نماز مکمل ہونے سے قبل اس پر سجدہ سہو کرنا ضروری ہے، ایسے میں اگر امام کے ساتھ اس نے سجدہ سہو کر لیا پھر چھوٹی ہوئی نماز کے درمیان اس پر دوبارہ سجدہ سہو لازم ہوا تو مسبوق دوبارہ سجدہ سہو کرے گا نیز مسبوق اگر امام کے ساتھ سجدہ سہو نہیں کر سکا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کے اوپر دوبارہ سجدہ سہو لازم ہو گیا اس صورت میں ایک ہی سجدہ سہو کر لینا کافی ہے دوبارہ سجدہ سہو نہیں کرے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(٢٢/١٢/١٤٤٢ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مسبوق ثنا اور تعوذ پڑھے گا یا نہیں؟

(١٢) **سوال:** زید کی ایک رکعت چھوٹ گئی اب زید جب کھڑا ہو کر اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرے گا، تو ''سبحانك اللهم الخ'' اور ''أعوذ بالله وبسم الله'' پڑھے یا نہ پڑھے؟ جب کہ اس نے سبحانک پہلے بھی نہیں پڑھا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: غصیلہ بیگم دہلی

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں زید کو ثنا (سبحانك اللهم الخ) تعوذ (أعوذ بالله الخ) اور تسمیہ (بسم الله الخ) پڑھنی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(١) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو بعضها وهو منفرد حتى يثنى ويتعوذ ويقرأ، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ایک رکعت فوت ہونے کے بعد جمعہ میں شریک ہونے والا جمعہ پڑھے گا یا ظہر؟

(۱۳)**سوال:** زید جمعہ کی نماز میں تاخیر سے مسجد پہونچا، اول رکعت فوت ہوگئی کیا وہ جمعہ کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب زید ظہر پڑھے گا۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نسیم فاروقی، دہرہ دون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص خطبہ کے وقت یا نماز جمعہ میں تشہد تک شریک ہو جائے ایسا شخص جمعہ کی نماز میں شامل ہوجائے، اور جمعہ کی نماز پوری کرے ظہر نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف قاسمی (۱۱/۸/ ۱۴۰۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام قعدہ اخیرہ میں سہواً کھڑا ہو تو مسبوق کیا کرے؟

(۱۴)**سوال:** چار رکعت والی نماز میں اگر امام قعدہ اخیرہ کرکے سہواً کھڑا ہوجائے اور امام دو رکعت پوری کرے تو ان دو رکعتوں میں مسبوق امام کی اقتدا کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ دو رکعت مسبوق

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وإن قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لكراهتها. (ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة: باب الإمامة'': ج۱،ص:۳۴۶، ۳۴۷)

منها : أنه إذا أدرك الإمام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها، لا يأتي بالثناء، كذا في الخلاصة هو الصحيح، كذا في التجنيس وهو الأصح ...... فإذا قام إلى قضاء ما سبق، يأتي بالثناء ويتعوذ للقراءة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق'': ج۱،ص:۱۴۸)

(۱)عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أدرك من الجمعة ركعة فليصل إليها أخرى. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ما جاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة'': ج۱،ص:۷۸، رقم:۱۱۲۱)

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أدرك ركعة الجمعة فقد أدركها وليضف إليها أخرى. (أخرجه الدار قطني، في سننه، ''كتاب الصلاة'': ج۲،ص:۳۲۳، رقم:۱۶۰۸)

کے حق میں کیا ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حنیف سیفی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قعدہ اخیرہ کے بعد اگر امام سہواً کھڑا ہو جائے تو مسبوق کو اس زائد نماز میں اقتداء جائز نہیں ہے اگر اقتدا کیا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

"قال في الدر ولو قام إمامه لخامسة فتابعه، إن بعد القعود تفسد، قوله تفسد أي صلاة المسبوق لأنه اقتداء في موضع الإنفراد الخ"[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۲/۲۳ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسبوق نے امام کو قعدہ اخیرہ میں پایا:

(۱۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں شریک ہونے والا درود شریف، التحیات اور دعا سب پڑھے یا کچھ کم وبیش؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع الدین، گنگوہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قعدہ اخیرہ سے مراد وہ قعدہ ہے جو امام کا قعدہ اخیرہ ہو جس میں مسبوق کو صرف تشہد پڑھنا چاہیئے خواہ آہستہ آہستہ ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام تک تشہد پورا ہو جائے یا تشہد ہی کو مکرر پڑھتا رہے اس پر درود دعاء کا اضافہ نہ کرے۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۱۲/۲۳ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دورانِ نماز مسبوق کو خلیفہ بنایا تو نماز کیسے مکمل کریں؟

(۱۶)**سوال**: امام نے کسی مجبوری کی وجہ سے اپنا خلیفہ ایسے شخص کو بنایا جو مسبوق تھا تو نماز کیسے پوری کریں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مبارک حسین، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس کی نماز پوری ہو جائے وہ اپنی نماز پوری ہونے پر بیٹھا رہے امام نماز پوری کر کے جب سلام پھیرے تو اس کے ساتھ سلام پھیر دے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۶/۱۴۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنے کا حکم:

(۱۷)**سوال**: مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کا سلام جان کر یا بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دے تو مسبوق پر الگ سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، باغپت

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما الخ‘‘: ج۲،ص:۳۵۰.

(۲)ومنها أن المسبوق ببعض الركعات يتابع الأمام في التشهد الأخير، وإذا أتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ’’كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق‘‘: ج۱،ص:۱۴۹، مکتبہ فیصل دیوبند)

(۱) و لو كان الذين خلف الإمام المحدث كلهم مسبوقون، ينظر إن بقي على الإمام شيء من الصلاة فإنه يستخلف واحدا منهم، لأن المسبوق يصلح خليفة لما بينا، فيتم صلاة الإمام ثم يقوم إلى قضاء ما سبق به من غير تسليم لبقاء بعض أركان الصلاة عليه. وكذا القوم يقومون من غير تسليم ويصلون وحدانا. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ’’كتاب الصلاة: باب شرائط جواز الاستخلاف‘‘: ج۱،ص:۵۳۰، دارالکتاب، دیوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس نے بھولے سے امام کے ساتھ متصل سلام پھیرا تھا تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا لیکن اگر مسبوق نے امام کے متصل سلام نہ پھیرا اس کے لفظ السلام کہنے میں امام سے تاخیر ہوئی ہو تو اس صورت میں بقیہ رکعات پوری کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا اس پر لازم ہے، اسی طرح اگر مسبوق بھولے سے دونوں طرف سلام پھیر دیا اگر اس نے نماز کے منافی کوئی کام نہ کیا ہو تو آخر میں سجدہ سہو کر لے اور اگر مسبوق عمداً امام کے ساتھ سلام پھیرا ہو یا یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیرا ہو کہ اس پر امام کے ساتھ سلام پھیرنا لازم ہے، تو اس صورت میں اس کی نماز باطل ہو جائے گی، اعادہ ضروری ہوگا اور جن صورتوں میں مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اگر اس نے سجدہ سہو نہ کیا تو وقت کے اندر نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

’’قوله والمسبوق يسجد مع إمامه ...... فإن سلم: فإن كان عامداً فسدت، وإلا لا،ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه؛ وإن سلم بعد لزمه لكونه منفرداً حينئذ،بحر.وأراد بالمعية المقارنة، وهو نادر الوقوع كما في شرح المنية. وفيه: ولو سلم علىٰ ظن أن عليه أن يسلم فهو سلام عمد يمنع البناء‘‘(۱)

’’ولو سلم ساهيا إن بعد إمامه لزمه السهو وإلا لا. ’’قوله ولم سلم ساهيا: قيد به لأنه لو سلم مع الإمام على ظن أنه عليه السلام معه فهو سلام عمد فتفسد كمافي البحر عن الظهيرية. قوله: لزمه السهو لأنه منفرد في هذه الحالة ...... قوله وإلا لا ......أي وإن سلم معه أو قبله لا يلزمه لأنه مقتد في هاتين الحالتين‘‘(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۲/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين،الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘:ج۲،ص:۵۴۶،۵۴۷،زکریا۔
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،’’كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود أو بهما مع الإمام الخ‘‘:ج۲،ص:۳۵۰.

باب المسبوق واللاحق

مسبوق نے مغرب کی دورکعتیں ایک ساتھ پڑھ کر سلام پھیرا:

(۱۸)**سوال:** مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی، باقی دو رکعتیں ایک ساتھ پڑھ کر سلام پھیرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، نصرت نگر

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ طریقہ سے چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ افضل طریقہ یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھ کر بیٹھ جائے، تشہد پڑھے، پھر تیسری رکعت پڑھے اور نماز پوری کرے۔

”وأما وجوب القعدة بعد قضاء الأولیين من الركعتين اللتين سبق بهما فنقول القياس أن يقضي الركعتين ثم يقعد إلا أنا استحسنا وتركنا القياس بالأثر وهو ما روي أن جندبا ومسروقا ابتليا بهذا فصلى جندب ركعتين ثم قعد وصلى مسروق ركعة ثم قعد ثم صلى ركعة أخرى فسألا ابن مسعود عن ذلك فقال كلا كما أصاب ولو كنت أنا لصنعت كما صنع مسروق، وإنما حكم بتصويبهما لما أن ذلك من باب الحسن إلى وأما حكم القراءة في هذه المسألة فنقول:إذا أدرك مع الإمام ركعة من المغرب ثم قام إلى القضاء يقضي ركعتين ويقرأ في كل ركعة بفاتحة الكتاب وسورة“[۱]

”ثم قضى أي المأموم الركعتين بتشهدين،لما قدمنا من أن المسبوق يقضي آخر صلاته من حيث الأفعال،فمن هذه الحيثية ما صلاه مع الإمام آخر صلاته،فإذا أتى بركعة مما عليه كانت ثانية صلاته فيقعد ثم يأتي بركعة ويقعد“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۷/۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ”كتاب الصلاة: باب الإمامة،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسبوق ثنا کب پڑھے؟

(۱۹)**سوال**: امام کے پیچھے دو رکعت چھوٹ گئی تو جب اپنی رکعت پڑھے گا تو فاتحہ سے پہلے ثنا پڑھے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، نیپال

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مقتدی نے امام کو قیام کی حالت میں پایا اور امام قرأت نہیں کر رہا ہے تو مقتدی ثنا پڑھ کر امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہے۔ اور امام کے ساتھ نماز پڑھتا رہے۔ پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی رکعت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہو تو تعوذ وتسمیہ اور قرات سے شروع کرے، اور ثنا نہ پڑھے۔

’’(منها) أنه إذا أدرك الإمام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها، لا يأتي بالثناء‘‘(۱)

’’فقلنا: بأن المسبوق يأتي بالثناء متى دخل مع الإمام في الصلاة، حتى يقع الثناء في محله، وهو ما قبل أداء الأركان، واعتبرنا الحكم فيما أدرك، وفيما يقضى في حق القراءة، فجعلنا ما أدرك آخر صلاته وما يقضى أول صلاته، فيجب القراءة عليه فيما يقضى؛ لأن القراءة ركن لا تجوز الصلاة بدونها‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فصل الكلام في مسائل السجدات يدور على أصول‘‘: ج۱، ص: ۲۴۹.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ’’كتاب الصلاة: مطلب واجبات الصلاة‘‘: ج ۲، ص: ۱۴۷.

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق‘‘: ج۱، ص: ۱۴۸. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسبوق کا امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہونا:

(۲۰) **سوال**: کوئی آدمی تیسری رکعت میں شامل ہوا دو رکعت چھوٹ گئی، اور امام صاحب سے سہو ہو گیا تھا، اس نے امام صاحب کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر امام صاحب نے سلام پھیرا اور نماز پوری کر لی اور وہ آدمی اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور اس نے پھر اپنی نماز مکمل کی تو کیا اس کی نماز درست ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شریف، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں اس مقتدی جو کہ تیسری رکعت میں شامل ہو) کی نماز صحیح ہوگئی۔(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۶/۷/۱۴۱۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا مسبوق قعدۂ اخیرہ میں درود شریف بھی پڑھے گا؟

(۲۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء دین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں:

ایک شخص عصر کی نماز امام صاحب کے ساتھ پڑھ رہا ہے، اس کی ایک رکعت نماز چھوٹ گئی ہے، تو کیا قعدہ اخیرہ میں وہ شخص (مسبوق) امام کے ساتھ صرف التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے گا؟ اور امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرے گا یا وہ مسبوق

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ''كتاب الصلاة: الفصل الثالث والثلاثون: المسبوق واللاحق'': ج۳، ص:۱۱۵.)

(۱) والمسبوق يسجد مع إمامه قيد بالسجود لأنه لا يتابعه في السلام، بل يسجد معه ويتشهد، فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء، فإن سلم: فإن كان عامداً فسدت، وإلا لا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو'': ج۲، ص:۵۴۶، زکریا دیوبند)

قعدہ اخیرہ میں التحیات شریف، درود شریف اور دعاء ماثورہ بھی امام صاحب کے ساتھ پڑھے گا؟ جلد جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسن، مرادآباد

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں جس شخص کی نماز با جماعت امام کے پیچھے ایک، دو یا تین رکعات چھوٹ گئی ہوں اور قعدہ اخیرہ میں بھی امام کے ساتھ شریک رہا ہو تو اس کے لیے شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ تشہد پڑھنے کے بعد وہ شخص امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے، اس درمیان وہ شخص التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف اور دعاء ماثورہ وغیرہ نہ پڑھے؛ بلکہ تشہد (التحیات) کو امام کے سلام پھیرنے تک آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا رہے، اور اگر التحیات پڑھ کر فارغ ہو جائے تو خاموش بیٹھا رہے۔

’’والصحيح أن المسبوق يترسل في التشهد حتى يفرغ من التشهد عند سلام الإمام‘‘(۱)

’’المسبوق إذا قعد مع الإمام كيف يفعل اختلفوا فيه والصحيح أنه يترسل في التشهد حتى يفرغ من التشهد عند سلام الإمام‘‘(۲)

’’(ومنها) أن المسبوق ببعض الركعات يتابع الإمام في التشهد الأخير وإذا أتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات، ثم ماذا يفعل؟ تكلموا فيه، وعن ابن شجاع: أنه يكرر التشهد أي : قوله أشهد أن لا إله إلا الله وهو المختار كذا في الغياثية والصحيح : أن المسبوق يترسل في التشهد حتى يفرغ عند سلام الإمام، كذا في الوجيز للكردري وفتاوى قاضي خان وهكذا في الخلاصة وفتح القدير‘‘(۳)

(۱)محمد بن محمد البزازي،الفتاویٰ البزازية، ’’كتاب الصلاة: فصل في المسبوق‘‘:ج۱،ص:۲۶.)
(۲)قاضي خان،فتاوى قاضي خان،’’كتاب الصلاة: فصل في المسبوق‘‘:ج۱،ص:۲۶.)
(۳)جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية:’’كتاب الصلاة:الباب الخامس في الإمامة،الفصل السابع، في المسبوق واللاحق‘‘:ج۱،ص:۱۴۹.)

”(ومنها القعود الاخیر) مقدار التشهد“[۱]

”السادسة من الفرائض القعدة الآخرة التی تکون في آخر الصلاة سواء تقدمها قعدة أولا کما في الثنائية“[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۱۲/۱۴۴۲ھ)

مسبوق کا سجدہ سہو میں امام کے ساتھ سلام پھیرنے کا حکم:

(۲۲)**سوال**: حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں رہنمائی فرمائیں: مسبوق کا امام کے ساتھ سجدہ سہو میں سلام پھیرنا اور سجدہ سہو کرنا ضروری ہے؟ اگر مسبوق سجدہ سہو نہ کرے تو شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ مسبوق کی نماز ہوگی یا نہیں؟ یا نماز کا اس پر اعادہ کرنا ضروری ہے؟ ”بینوا وتوجروا.“

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کلام، سونپور، بہار

الجواب وبالله التوفیق: مسبوق کے لیے سجدہ سہو کے احکام بیان کرتے ہوئے علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع میں درج ذیل وضاحتیں کی ہیں:

مسبوق (جس مقتدی کی ایک، دو یا تین رکعت چھوٹ گئی ہو) سجدہ سہو میں امام کی متابعت یعنی پیروی کرے گا، سلام پھیرنے میں امام کی پیروی نہ کرے؛ بلکہ مسبوق امام کا انتظار کرے کہ وہ سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے تو مسبوق بھی سجدہ سہو کرے۔ اور سجدہ سہو میں امام کی متابعت اور پیروی

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ”کتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة“: ج۱، ص:۱۲۸.
(۲)إبراهیم الحلبي، الحلبي الکبیري، ”کتاب الصلاة: فرائض الصلاة السادسة“: ص:۶۹.

کرے۔ آخری سلام پھیرنے میں مسبوق امام کی متابعت ہرگز نہ کرے۔ اور اگر سلام پھیرنے میں جان بوجھ کر امام کی پیروی کی تو اس صورت میں مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی یعنی ٹوٹ جائے گی؛ لیکن بھول کر پیروی کی تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور مسبوق پر سجدہ سہو بھی نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ مقتدی ہے اور مقتدی کا سہو باطل ہوتا ہے۔ اور جب امام آخری سلام پھیرے تو مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے؛ اس لیے کہ امام کا سلام نماز سے باہر آنے کے لیے ہے اور مسبوق پر ابھی ارکانِ نماز باقی ہیں۔

''ثم المسبوق إنما يتابع الإمام في السهو دون السلام، بل ينتظر الإمام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو، لا في سلامه، وإن سلم فإن كان عامدا تفسد صلاته، وإن كان ساهيا لا تفسد ولا سهو عليه لأنه مقتد، وسهو المقتدى باطل، فإذا سجد الإمام للسهو يتابعه في السجود ويتابعه في التشهد، ولا يسلم إذا سلم الإمام لأن السلام للخروج عن الصلاة وقد بقي عليه أركان الصلاة''[1]

خلاصہ: مذکورہ عبارتوں کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتی ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا، اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ جان بوجھ کر سلام پھیر لیا تو اس صورت میں مسبوق کی نماز ٹوٹ جائے گی؛ البتہ اگر مسبوق بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیرا ہے، تو اس کی نماز درست ہو جائے گی اور مسبوق پر سجدہ سہو بھی لازم نہیں آئے گا، نیز مسبوق ہر حال میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا خواہ امام کی وہ بھول مسبوق کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے یا بعد میں ہوئی ہو، مسبوق پر امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنا ضروری ہے، اگر مسبوق سجدہ سہو نہ کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اعادہ ضروری ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۲۲: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: بيان من يجب عليه سجود السهو و من لا يجب عليه'': ج ۱، ص: ۴۲۲ (دار الکتاب، دیوبند)

مسبوق کسے کہتے ہیں؟

(۲۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام! ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے: مسبوق کسے کہتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ذاکر حسین، پالی، دربھنگہ، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: مسبوق وہ شخص کہلاتا ہے کہ جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد امام کے ساتھ جماعت میں تاخیر سے آکر شریک ہوا ہو۔

''المسبوق من لم یدرك الركعة الأولى مع الإمامة''(۱)

''المسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها''(۲)

''كالمسبوق وهو الذي لم يدرك أول الصلاة مع الإمام''(۳)

''وحقيقة المسبوق هو من لم يدرك أول صلاة الإمام والمراد بالأول الركعة الأولى''(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۱۲/۲۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران، گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق'': ج۱ص:۱۴۸.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب الإمامة، مطلب: فيما لو أتى بالركوع و السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده'': ج۲ص:۳۴۶، (زکریا، دیوبند)

(۳) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: بيان كيفية القضاء'': ج۱ص:۵۶۳.

(۴) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب الحدث في الصلاة، (وصح استخلاف المسبوق)'': ج۱ص: ۶۶۱؛ و جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق'': ج۱ص:۱۴۹.

مدرک غلطی سے خود کو مسبوق سمجھ کر کھڑا ہو گیا:

(۲۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک شخص شروع سے امام کے ساتھ نماز میں شریک تھا؛ لیکن جب امام نے سلام پھیرا تو اس کے بازو میں مسبوق کھڑا ہوا، تو وہ بھی اپنے آپ کو مسبوق سمجھ کر کھڑا ہو گیا اب اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد، اعظم گڈھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ شخص مدرک تھا اور غلطی سے اس نے اپنے آپ کو مسبوق سمجھ کر امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو گیا تو جب تک اس نے رکعت پوری نہیں کی ہے اس کو چاہیے کہ واپس تشہد میں بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے اپنی نماز پوری کرے اور اگر کھڑے ہونے کے بعد ایک رکعت پوری کر چکا ہے تو اسے چاہیے کہ دوسری رکعت بھی مکمل کر لے اور سجدہ سہو کر کے نماز کو پوری کرے؛ لیکن اگر ایک رکعت پر ہی بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز کو مکمل کر لیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

”(وإن قعد في الرابعة) مثلاً قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم)......،(وإن سجد للخامسة سلموا) ...... (وضم إليها سادسة) لو في العصر، وخامسة في المغرب، ورابعة في الفجر، به يفتى (لتصير الركعتان له نفلاً) والضم هنا آكد، ولا عهدة لو قطع، ولا بأس بإتمامه في وقت كراهة على المعتمد (وسجد للسهو) في الصورتين، لنقصان فرضه بتأخير السلام في الأولى وتركه في الثانية“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۲۵/۱/۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب سجود السهو“: ج ۲، ص: ۵۵۳، ۵۵۴.

کیا مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہے؟

(۲۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے علاقہ میں ایک صاحب ہیں جو ماشاء اللہ کئی سالوں سے جماعت کے کام سے جڑے ہوئے ہیں، چند روز پہلے ظہر کی نماز میں میری اور ان کی دو رکعت چھوٹ گئی امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے اپنی دونوں رکعتیں پوری کی میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعت پوری کرنے کے بعد سجدہ سہو کیا، اب مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ اگر امام کے پیچھے کوئی رکعت چھوٹ جائے، تو کیا سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا وجہ رہی ہوگی کہ انہوں نے سجدہ سہو کیا؟ فقط: والسلام

المستفتی: محمد نسیم، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: جس کی امام کے ساتھ کوئی رکعت چھوٹ جائے اس کو مسبوق کہتے ہیں، مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت اسی طرح پوری کرتا ہے جس طرح کے منفرد اپنی نماز پوری کرتا ہے، یعنی قرأت وغیرہ امور انجام دیتا ہے، اس میں کبھی سجدہ سہو کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے، پس مسبوق کے لیے سجدہ سہو ضروری نہیں ہے، لیکن اگر چھوٹی رکعت کے پوری کرنے کے دوران ایسی غلطی ہوگئی جس پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، تو مسبوق کو بھی سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔

”والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد) حتى يثنى ويتعوذ ويقرأ، وإن قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لكراهتها. مفتاح السعادة (فيما يقضيه أي: بعد متابعته لإمامه، فلو قبلها فالأظهر الفساد، ويقضي أول صلاته في حق قراءة، وآخرها في حق تشهد؛ (في الشاميه)، ويلزمه السجود إذا سها فيما يقضيه كما يأتي، وغير ذلك مما يأتي متنا وشرحاً“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۶/۲۹: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار، ”کتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع والسجود الخ“: ج ۲، ص: ۳۴۶، ۳۴۷.

فصل ثانی:

لاحق کا بیان

بنا کی صورت میں فوت شدہ رکعت کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟

(۲۶) **سوال:** جماعت میں مقتدی کو حدث ہو گیا وہ وضو کے لیے چلا گیا اتنے میں امام نے ایک رکعت پڑھ لی تو اسی رکعت کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد دلشاد قاسمی، قنوج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسی رکعت کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے شرط یہ ہے کہ کوئی مانع نہ پایا گیا ہو اور اگر وضو کرنے جاتے وقت بات وغیرہ کر لی تو از سر نو نماز پڑھے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۴/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قعدہ اخیرہ میں جان بوجھ کر حدث کر دے تو کیا حکم ہے؟

(۲۷) **سوال:** ایک شخص قعدہ اخیرہ میں سلام سے پہلے جان بوجھ کر اپنے اوپر حدث لاحق کر دے تو اس شخص کا کیا حکم ہے اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، مہاراشٹر

---

(۱) من سبقه حدث توضأ وبنى...... حتى إذا سبقه الحدث ثم تكلم، أو أحدث متعمداً، أو قهقه، أو أكل، أو شرب، أو نحو ذلك، لا يجوز له البناء. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السادس في الحدث في الصلاة'': ج۱، ص: ۱۵۲، ۱۵۳، مکتبہ فیصل دیوبند).

الجواب وباللہ التوفیق: قعدہ اخیرہ میں سلام سے پہلے عمداً حدث لاحق کردیا یعنی حدث کرکے نماز سے باہر نکلا تو فرض ساقط ہوجائے گا لیکن نماز واجب الاعادہ ہوگی اور اگر غیر اختیاری طور پر حدث لاحق ہوگیا تو بنا درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۸/۲۵ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

وضو ٹوٹنے پر دوسرے کو امام بنانا:

(۲۸) **سوال:** امام صاحب کا وضو ٹوٹ گیا انہوں نے دائیں بائیں سے کسی کو امام بنادیا کیا اتنے فاصلہ سے لے کر امام بنانا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابواسحاق، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: وقت ضرورت اس کی گنجائش ہے باقی تمام شرائط کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۳: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) منها الخروج بصنعه كفعله المنافي لها بعد تمامها وإن كره تحريماً والصحيح أنه ليس بفرض اتفاقاً قاله الزيلعي وغيره وآثره المصنف وفي المجتبىٰ وعليه المتون. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة‘‘: ج۱، ص: ۴۴۸).

(۲) يستفاد مما في الفتاوى الهندية: صورة الاستخلاف أن يتأخر مُحدَوْدِبًا ...... ويقدم من الصف الذي يليه ...... وله أن يستخلف ما لم يجاوز الصفوف في الصحراء وفي المسجد ما لم يخرج عنه كذا في التبيين. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘: ج۲، ص: ۵۵۴).

اعادہ نماز کی صورت میں نیا نمازی شامل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۲۹) سوال: اگر کسی فرض یا واجب کے چھوٹ جانے سے نماز کا اعادہ کیا جائے، تو کیا اس جماعت میں نئے لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں؟ اور اگر لوگوں کو اعادہ کی تفصیل معلوم نہ ہو، تو نئے نمازی کیا کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: گلشاد، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: اگر پہلی نماز کسی فرض وغیرہ کے چھوٹنے سے باطل ہوگئی اور دوبارہ نماز پڑھی جارہی ہے، تو اس میں وہ بھی شریک ہو سکتے ہیں جو پہلی نماز میں شریک نہیں تھے، لیکن اگر پہلی نماز کسی واجب وغیرہ کے چھوٹنے سے فاسد ہوئی ہے، تو دوسری نماز میں اس کی شرکت درست نہیں جو پہلی نماز میں شریک نہیں تھا اور اگر یہ تفصیل معلوم ہی نہ ہو، تو بھی اس دوسری نماز جماعت میں شرکت کافی نہیں ہے الگ سے نماز پڑھی جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۶/۱۴۳۱ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

امام کے ایک سلام پھیرنے کے بعد اقتداء کا حکم:

(۳۰) سوال: حضرت مفتی صاحب! آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ: اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور دیکھا کہ امام صاحب ایک سلام پھیر چکے ہیں اور آنے والا وہ شخص جماعت میں شامل ہو جائے اور اپنے آپ کو مقتدی شمار کرائے تو کیا مذکورہ شخص مقتدی شمار ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکمل، سنت کبیر نگر

---

(۱) والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولیٰ لأن الفرض لایتکرر کما في الدر. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: فصل في بيان واجب الصلاة'': ص: ۲۴۸، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

الجواب وبالله التوفيق: ذکر کردہ سوال میں آنے والا شخص جب دیکھے کہ امام صاحب ایک سلام پھیر چکے ہیں تو اس کے لیے اقتدا کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ لفظ سلام کہنے سے نماز ختم ہوگئی اب آنے والا شخص تکبیر تحریمہ کہہ کر اپنی نماز کو علیحدہ شروع کرے اور اس شخص کو اپنے آپ کو مقتدی سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں لکھا ہے:

”(قوله:وتنقضي قدوة بالأول) أي بالسلام الأول. قال في التجنيس:الإمام إذا فرغ من صلاته... فلما قال:السلام جاء رجل و اقتدى به قبل أن يقول: عليكم لايصير داخلًا في صلاته؛ لأنّ هذا سلام؛ ألا ترى أنه لو أراد أن يسلم على أحد في صلاته ساهيًا، فقال:السلام ثم علم فسكت تفسد صلاته“(۱)

”وتنقطع به التحريمة بتسليمة واحدة......وتنقضى قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور. قال في التجنيس:الإمام إذا فرغ من صلاته،فلما قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول : عليكم لا يصير داخلا في صلاته“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب	**الجواب صحیح**:
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی	محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند	محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)	مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

مسبوق ولاحق کے سجدہ سہو کا حکم:

(۳۱) **سوال**: کسی شخص کی ایک رکعت چھوٹ گئی تھی، امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھنے کے بعد اس کو حدث لاحق ہوگیا اور تیسری رکعت چھوٹ گئی اور چوتھی رکعت میں شریک ہوا، تو نماز کیسے ادا کرے نیز امام نے کسی واجب کے ترک کی وجہ سے سجدہ سہو کیا تھا، اب یہ لاحق جو مسبوق بھی ہے وہ

(۱) ابن عابدين، رد المحتار،”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب لا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية“: ج۲،ص:۱۶۲، ط: زکریا، دیوبند۔

(۲) الحصكفي و ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،”باب صفة الصلاة“: ج۲،ص:۱۶۲، ۲۳۹، ط: زکریا دیوبند.

اپنی چھوٹی ہوئی رکعت ادا کرتا ہے اور سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے تو کیا یہ دو سجدۂ سہو کرے گا یہ ایک سجدہ سہو کافی ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مسبوق کی ایک رکعت چھوٹی تھی جو وہ امام کی نماز کے مکمل ہونے کے بعد ادا کرے گا، اور درمیان میں حدث لاحق ہونے سے چونکہ وہ لاحق ہو گیا تو یہ شخص وضو کر کے نماز کی بناء کرے گا اور پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی ایک رکعت ادا کرے گا اور امام کی غلطی کی وجہ سے اس پر الگ سے کوئی سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اس لئے اپنی نماز کے دوران جو واجب ترک ہوا اس کی بناء پر ایک سجدۂ سہو ہی کافی ہوگا دو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

''والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً ثم يقضي ما فاته، ولو سها فيه سجد ثانيا. قوله: ولو سها فيه، أي فيما يقضيه بعد فراغ الإمام يسجد ثانيا لأنه منفرد فيه، والمنفرد يسجد لسهوه، وإن كان لم يسجد مع الإمام لسهوه ثم سها هو أيضاً كفته سجدتان عن السهوين،لأن السجود لا يتكرر''(١)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(٢٠/٨/١٤٤٣ھ)

نماز کی حالت میں اگر حدث لاحق ہو جائے:

(٣٢)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کسی شخص کو حدث لاحق ہو گیا وہ وضو کرنے چلا گیا، لیکن جب تک وہ واپس آیا امام صاحب سلام پھیر چکے تھے اس صورت میں وہ شخص کس طرح نماز ادا کریگا رہنمائی فرمائیں۔ نیز یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ لاحق

(١) الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''باب سجود السهو''،ج٢،ص:٥٤٧،زکریا؛ وفتاویٰ محمودیہ: ج٦،ص: ٥٧٠.

کس کو کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بلال انور، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں نیز محدث شخص وضو کرنے بعد جب دیکھے کہ امام صاحب نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو بنا کرنے والا اپنی اصل جگہ واپس آکر یا کسی جگہ اس طرح چھوٹی ہوئی رکعت یا رکعتیں پڑھے گا جس طرح امام کے پیچھے پڑھتا ہے، یعنی: قرأت نہیں کرے گا، صرف اندازے سے امام صاحب کے قیام کے بہ قدر قیام کرے گا اور رکوع اور سجدہ وغیرہ حسب معمول کرے گا اور اس طرح چھوٹی رکعت یا رکعتیں ادا کر کے نماز مکمل کرے گا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں مذکور ہے: جو شخص پہلی رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہو، لیکن بعد میں کسی رکعت میں مثلاً سوتے رہ جانے، یا وضو ٹوٹ جانے وغیرہ کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، اسے لاحق کہا جاتا ہے۔

”اللاحق وهو الذي أدرك أولها وفاته الباقي لنوم أو حدث أو بقي قائما للزحام“[1]

”واللاحق من فاتته الركعات كلها أو بعضها لكن بعد اقتدائه بعذر كغفلة وزحمة وسبق حدث الخ“[2]

”فلو نام في الثالثة واستيقظ في الرابعة فإنه يأتي بالثالثة بلا قراءة. فإذا فرغ منها صلى مع الإمام الرابعة، وإن فرغ منها الإمام صلاها وحده بلا قراءة أيضاً“[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤٤٣/٨/١٧ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(١) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الخامس ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

لاحق کی قرأت کا کیا حکم ہے؟

(۳۳۳) **سوال**: مسافر نے نماز پڑھائی اور اعلان کیا کہ میں مسافر ہوں آپ حضرات اپنی نماز پوری کرلیں، تو اب مقتدی حضرات جو مسافر نہیں ہیں وہ آخر کی دو رکعتوں میں قرأت کریں یا نہیں، اگر قرأت کرلی تو ان کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: مسافر امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد باقی مقیم مقتدی اپنی دو رکعت اس طرح پوری کریں کہ اس میں قرأت نہ کریں؛ بلکہ تھوڑی دیر کھڑے رہ کر رکوع کریں، کیونکہ حکماً وہ مقتدی ہیں اور مقتدی کا قرأت کرنا مکروہ ہے، بہر حال نماز کے فاسد ہونے کا حکم نہیں ہوگا۔

''إذا صلی المسافر بالمقيم ركعتين سلم وأتم المقيمون صلاتهم، لأن المقتدى التزم الموافقة في الركعتين فينفرد في الباقي كالمسبوق، إلا أنه لا يقرأ في الأصح لأنه مقتد تحريمة لا فعلا والفرض صار مؤدي''(۱)

''وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده فإذا قام المقيم إلى الاتمام لا يقرأ ولا يسجد للسهو في الأصح لأنه كاللاحق''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق''، ج۱، ص: ۱۵۰، مکتبہ فیصل دیوبند۔
(۲) الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار ''كتاب الصلاة: آخر باب الإمامة''، ج۲، ص: ۳۴۳، ۳۴۴، ط: مکتبہ زکریا دیوبند۔
(۳) ابن عابدین، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: آخر باب الإمامة''، ج۲، ص: ۳۴۵، ط: مکتبہ زکریا دیوبند نقلاً عن البحر۔
(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: المسافر''، ج۲، ص: ۲۳۸، رشیدیہ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

لاحق کی نماز کا شرعی حکم:

(۳۴)**سوال:** حضرات علمائے دین ومفتیان عظام: میں نے لاحق کے بارے میں کسی عالم دین سے ہی سن رکھا ہے کہ وہ اپنی نماز جب ادا کرتا ہے تو وہ قرأت نہیں کرتا کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ نیز لاحق کی نماز کا شرعی کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: اسلم جاوید، ممبئی

الجواب وبالله التوفيق: واضح رہے کہ حنفی مسلک میں مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتا ہے، اس لیے کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کے لیے کافی ہے، جیسا کہ ابن ماجہ شریف میں ایک حدیث ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کا قرأت کرنا مقتدی کا قرأت کرنا ہے۔

’’من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة‘‘(۱)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کی اقتداء میں جو مقتدی ہیں وہ قرأت نہیں کرے گا اور لاحق بھی تقدیراً امام کے پیچھے ہی سمجھا جاتا ہے اور وہ امام کی اقتدا کر رہا ہوتا ہے، اس لیے وہ لاحق بھی قرأت نہیں کرے گا؛ بلکہ سکوت اختیار کئے رہے گا۔

نیز لاحق کی نماز کا شرعی حکم کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ: اگر جماعت کی نماز باقی ہو تو لاحق اس جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ باقی چھوٹی ہوئی نماز تنہا پڑھ لے۔

لاحق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة المسافر‘‘: ج۲، ص: ۶۱۰، ۶۱۱ (زکریا؛ وفتاویٰ محمودیہ: ج۶، ص: ۵۷۱)

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’كتاب: إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا‘‘: ص: ۶۱، رقم: ۸۵۰.

ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے گا، بلکہ سکوت کیے ہوئے کھڑا رہے گا۔اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی ضرورت نہیں، جیسا کہ تبیین الحقائق میں ہے:

''فصار اللاحق فيما يقضي كأنه خلف الإمام تقديراً. ولهذا لا يقرأ و لايلزمه السجود بسهوه الخ''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تشہد کے بعد اگر حدث لاحق ہو تو کیا کرے؟

(۳۵) **سوال**: اگر کسی کو حدث لاحق ہو جائے تو بناء کا حکم ہے، مجھے جاننا یہ ہے کہ اگر قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے حدث لاحق ہوا تو کیا نماز ہوگئی یا وضو کر کے بناء کرنی ہوگی، اور نیز یہ بھی واضح فرمادیں کہ ایسے شخص کے لئے شرعاً بناء افضل ہے یا از سر نو پوری نماز پڑھنا افضل ہے، آج کل ہم نے کسی کو بناء کرتے نہیں دیکھا صرف کتابوں میں پڑھا ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: نورالدین اعظمی

الجواب وبالله التوفيق: سلام پھیرنا واجب ہے اس لئے اگر کسی کو سلام سے پہلے حدث لاحق ہو گیا تو ایک واجب رہ گیا، ایسا شخص وضو کر کے سلام پھیر دے تو یہ بناء درست ہے اور نماز ہو جائے گی، البتہ بناء کرنے کے مقابلہ میں استیناف یعنی از سر نو پور نماز پڑھنا افضل ہے، چونکہ بناء کے شرائط سخت ہیں اکثر لوگ ان سے واقف نہیں ہوتے، اس لئے استیناف افضل ہے۔

''وأما حكمه، فهو الخروج من الصلاة، ثم الخروج يتعلق بإحدى التسليمتين عند عامة العلماء، وقد روي عن محمد أنه قال: التسليمة الأولى

(۱) فخر الدين عثمان بن علي، تبيين الحقائق ''كتاب الصلاة'': ج۱ص:۳۵۳ (زکریا دیوبند)۔

للخروج والتحية،والتسليمة الثانية للتحية خاصةً.''[١]

''عن عائشة رضي الله عنها قالت:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من أصابه في أو رعاف أو قلس أو مذي، فلينصرف فليتوضأ، ثم ليبن على صلوته، وهوفي ذلك لا يتكلم. والأحاديث في الباب مختلفة،منها:ما يدل على الاستيناف، ومنها ما يدل على البناء فجمعنا بينها بأن حكمنا بجواز كليهما واستحباب الاستيناف''[٢]

''سبق الإمام حديث ......غير مانع البناء كما قدمناه ولو بعد التشهد ليأتي بالسلام واستينافه أفضل تحرزاً عن الخلاف......وإذا ساغ له البناء توضأ فوراً بكل سنة وبنى على ما مضى الخ''[٣]

''ثم ما ذكرنا من جواز البناء لا يتخلف، سيما إذا كان الحدث في وسط الصلاة أو في آخرها، حتى لو سبقه الحدث بعد ما قعد قدر التشهد الأخير يتوضأ، ويبني عندنا،لأنه يحتاج إلى الخروج بلفظة السلام التي هي واجبة''[٤]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(٢٠/٨/١٤٤٣ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

حالت نماز میں وضو ٹوٹنے کے بعد بنا کا حکم:

(٣٦) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(١)الكاساني،بدائع الصنائع،''كتاب الصلاة:فصل: و أما بيان مواضع الجنة الخ'':ج١،ص:٤٥٧،(رشیدیہ).

(٢)ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن،''كتاب الصلاة:باب جواز البناء لمن أحدث في الصلاة'':ج٥،ص:١، (ادارۃ القرآن، کراچی).

(٣)الدر المختار،''كتاب الصلاة:باب الإمامة'':ج١،ص:٥٩٩،٦٠٥،سعید.

(٤)الكاساني،بدائع الصنائع،''كتاب الصلاة: آخر فصل شرائط جواز البناء'':ج١،ص:٥٢١،(رشیدیہ).

اگر کسی کی دورانِ نماز وضوٹوٹ جائے تو وہ از سرِنو نماز پڑھے گا یا بنا کرے گا؟''بینواوتوجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: مختار احمد، امبیڈکر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں اگر نماز کی حالت میں وضوٹوٹ جائے اور وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو استیناف یعنی از سرِنو نماز ادا کرنا افضل ہے۔

اور اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا اور اسی دوران اس کو حدث لاحق ہو جائے تو وضو کرنے کے بعد اس کو جماعت ملنا ممکن ہو تو از سرِنو پڑھنا افضل ہے اور اگر وضو کے بعد جماعت ملنا ممکن نہ ہو تو بنا کرنا افضل ہے، جیسا کہ فتاویٰ ھندیہ میں لکھا ہے۔

''من سبقه حدث توضأ وبنى، كذا في الكنز، والرجل والمرأة في حق حكم البناء سواء، كذا في المحيط. ولايعتد بالتي أحدث فيها، ولا بد من الإعادة، هكذا في الهداية والكافي. والاستئناف أفضل، كذا في المتون. وهذا في حق الكل عند بعض المشايخ، وقيل: هذا في حق المنفرد قطعًا، وأما الإمام والمأموم إن كانا يجدان جماعةً فالاستئناف أفضل أيضًا، وإن كانا لايجدان فالبناء أفضل؛ صيانةً لفضيلة الجماعة، وصحح هذا في الفتاوى، كذا في الجوهرة النيرة''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية،''كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة'': ج۱، ص:۱۵۲.

باب المسبوق واللاحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب

مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا

مفسدات ومکروہاتِ نماز کا بیان

فصل اول: مفسداتِ نماز کا بیان

فصل ثانی: مکروہاتِ نماز کا بیان

فصل اول:

مفسداتِ نماز کا بیان

نماز کے دوران موبائل بند کرنا:

(۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

حضرت والا! نماز کی حالت میں اگر امام صاحب نے نماز ہی کے دوران کال آنے پر اپنے فون کو جیب سے باہر نکال کر کاٹ دیا، تو ایسا کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ذیشان، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کے دوران عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، عمل قلیل وکثیر کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں جن میں دو تعریفیں زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ دیکھنے والے کو یقین یا ظن غالب ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے تو وہ عمل کثیر ہے ورنہ قلیل ہے اور دوسری یہ کہ جس میں دونوں ہاتھ کا استعمال ہو وہ کثیر ہے اور جس میں ایک ہاتھ کا استعمال ہو وہ قلیل ہے۔ صورت مذکورہ میں امام صاحب نے ایک ہاتھ سے موبائل نکال کر بلا دیکھے اسے بند کردیا ہے، تو بظاہر یہ عمل قلیل ہے جس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، لیکن امام صاحب کو اس طرح کے عمل سے بھی احتراز کرنا چاہیے اس سے بھی کراہت بہر حال پیدا ہوتی ہے۔

’’(و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها، وفيه أقوال خمسة أصحها (ما لا يشك) بسببه (الناظر) من بعيد (في فاعله أنه ليس فيها) صححه في البدائعِ، وتابعه الزيلعي والولوالجي. وفي المحيط أنه الأحسن. وقال الصدر الشهيد: إنه الصواب. وفي الخانية والخلاصة: إنه اختيار العامة. وقال في المحيط وغيره: رواه الثلجي عن أصحابنا. حلية. القول الثاني: أن ما يعمل عادة

باليدين كثير وإن عمل بواحدة كالتعمم وشد السراويل، وما عمل بواحدة قليل وإن عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها إلا إذا تكرر ثلاثا متوالية وضعفه في البحر بأنه قاصر عن إفادة ما لا يعمل باليد كالمضغ والتقبيل"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۲/۱۳ھ)

نماز میں وسوسہ آنے پر "أعوذ باللّٰہ" پڑھنا:

(۲)**سوال:** ہمارے امام صاحب کہتے ہیں کہ نماز میں جب وسوسہ آئے، تو بار بار "أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" پڑھنے سے وسوسہ دور ہو جائے گا، تو اس طرح پڑھنے سے نماز میں خلل آئے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں وسوسہ دفع کرنے کے لیے بار بار "أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" پڑھنے کی روایت صحیح نہیں ہے، اگرچہ نماز فاسد ہونے میں فقہاء کا اتفاق نہیں ہے، مگر کراہت سے خالی نہیں ہے۔ یعنی نماز میں "أعوذ باللّٰہ" بار بار پڑھنا اگر دنیاوی امور کے وسوسہ کی وجہ سے ہے، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امور آخرت کے وسوسہ کے لیے ہے، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔(۲)

---

(۱) الحصكفي و ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، "باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها": ج۲، ص:۳۸۴،۳۸۵).

(۲) ولو وسوسه الشيطان فقال لا حول ولا قوة إلا باللّٰه إن كان ذلك لأمر الآخرة لا تفسد وإن كان لأمر الدنيا تفسد خلافا لأبي يوسف. (ابن نجيم،البحر الرائق، "كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها": ج۲،ص:۷)

ولو عود نفسه بشيءٍ من القرآن للحمى ونحوها تفسد عند هم اهـ. بخلاف التعوذ لدفع الوسوسة لا تفسد مطلقاً كما في القنية. (أيضاً)

''ولو تعوذ لدفع الوسوسة لا تفسد مطلقاً (إلى قوله) ولو تعوذ لدفع الوسوسة لا تفسد مطلقاً فيه نظر إذ لا فرق بينهما وبين الحوقلة فليتأمل''[(١)]

الجواب صحیح:　　　فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ　　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۷/۸/۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں ''ارے اللہ'' منہ سے نکلنے سے نماز کا حکم:

(۳)**سوال:** نماز میں کسی سبب سے یا ویسے ہی ''ارے اللہ'' منہ سے بے اختیار نکل جائے، تو وہ نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں اور اگر اختیار سے کہے، تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: ''ارے اللہ'' نماز میں کہہ دینا نماز کو فاسد کر دے گا، البتہ صرف اللہ اگر منہ سے نکل جائے، تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔[(٢)]

الجواب صحیح:　　　فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد عمران غفرلہ　　　**کتبہ:** محمد واصف غفرلہ (۶/۹/۱۴۰۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سجدہ کی حالت میں امام کا انتقال ہو گیا:

(۴)**سوال:** امام صاحب کا سجدے میں جا کر انتقال ہو گیا، تو اب نماز کیسے ادا کی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیر الدین، گورکھپور

---

(١) أحمد بن محمد الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة'': ج۱، ص: ۴۱۶).

(٢) والدعاء بما يشبه كلا منا أفرده وإن دخل في التكلم لأن الشافعي لا يفسدها بالدعاء وينبغي أن يتعلق قوله ''بما يشبه كلامنا'' بالتكلم والدعاء إلى قوله بخلاف التكلم فإنه يفسد وإن لم يشبه كلامنا كالمهمل. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة'': ج۲، ص: ۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ نماز فاسد ہوگئی پھر کسی دوسرے کو امام بنا کر نماز ادا کرنی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۲/۳:۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گھٹنہ کھلا رہنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۵)**سوال:** ایک شخص کا نماز میں گھٹنہ کھلا رہا اسی حالت میں نماز پڑھی، تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حکیم الدین، نالندہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے نماز میں اس کا چھپانا فرض ہے، لیکن مذکورہ صورت میں راجح قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوئی۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۲/۳:۱۴۲۰ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وكذلك لو مات الإمام استقبل القوم الصلاة بإمام آخر لأن عمله انقطع بموته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث، وهذا ليس من جملتها، والبناء على المنقطع غير ممكن فلهذا استقبلوا. (السرخسي،المبسوط،''باب الوضوء والغسل'':ج۱،ص:۸۹،بیروت،لبنان)

(۲)انكشاف ما دون الربع معفو إذا كان في عضو واحد وإن كان في عضوين أو أكثر وجمع وبلغ ربع أدنیٰ عضو منها يمنع جواز الصلاة، كذا في شرح المجمع لابن الملك. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الصلاة'':ج۱،ص:۱۱۵)

والركبة إلى آخر الفخذ عضو واحد، حتى لو صلى والركبتان مكشوفتان والفخذ مغطى، جازت صلاته، وهو الأصح، هكذا في التجنيس. (أيضاً:ج۱،ص:۱۱۶)

وفي الظهيرية حكم العورة في الركبة أخف منه في الفخذ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث في شروط الصلاة'':ج۲،ص:۸۲،زکریا دیوبند)

وهي للرجل ما تحت سرته إلى ما تحت ركبته. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: الباب الثالث في شروط الصلاة'':ج۱،ص:۶۷،زکریا دیوبند)

نمازی کے منہ سے لفظ اللہ نکلنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۶) **سوال:** بندوق کی آواز سن کر نمازی کے منہ سے اتفاقاً ''اللّٰہ'' کا لفظ نکلا، تو اس صورت میں نماز باقی رہی یا فاسد ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کریم الدین، سہرسہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۲۰/۳/۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شہادت کی انگلی کو حرکت دینے سے کیا نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

(۷) **سوال:** ایک صاحب اس بات کے مدعی ہیں کہ نماز میں تشہد کے وقت شہادت کی انگلی اٹھانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس مسئلہ کی کیا حقیقت ہے اور شہادت کی انگلی اٹھانا حدیث یا قرآن سے ثابت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحق، جموں کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں تشہد پڑھتے وقت ''أن'' پر شہادت کی انگلی اٹھانا اور ''إلا اللّٰہ'' پر گرادینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، جو مسنون ہے اس کے خلاف کرنے والے کا قول بالکل غلط ہے۔

---

(۱) ولو عطس فقال له المصلي: الحمد للّٰه لا تفسد؛ لأنه ليس بجواب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج۱، ص:۱۵۷، زکریا دیوبند)

ويشكل على هذا كله ما مر من التفصيل فيمن سمع العاطس فقال: ''الحمد للّٰه'' تأمل واستفيد أنه لو لم يقصد الجواب بل قصد الثناء والتعظيم لا تفسد، لأن نفس تعظيم اللّٰه تعالیٰ والصلاة على نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم لا ينافي الصلاة، كما في شرح المنية. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج۲، ص:۳۸۱، زکریا دیوبند)

''كان عبد الله بن عمر رضي الله عنه إذا جلس في الصلاة وضع يديه على ركبتيه وأشار بإصبعه وأتبعها بصره، ثم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لهي أشد على الشيطان من الحديد، يعني السبابة''[1]

''أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يشير بأصبعه إذا دعا، ولا يحركها''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (١٤٠٨/٦/١ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شراب یا پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا:

(٨) **سوال**: اگر کوئی شخص شیشی کے اندر شراب یا پیشاب بند کر کے رکھے ہوئے ہو اور پھر اسی حالت میں نماز پڑھتا ہے، تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟ حالاں کہ وہ بند ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سعید، دہلی

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں شراب یا پیشاب کی شیشی کے جیب میں موجود ہونے کی وجہ سے اس کی نماز درست نہیں ہوئی، اعادہ ضروری ہوگا۔

''بخلاف ما لو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه كما في البحر عن المحيط''[3]

''رجل صلى وفي كمه قارورة فيها بول لا تجوز الصلاة سواء كانت ممتلئة أو لم تكن لأن هذا ليس في مظانه ومعدنه''[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: سید احمد علی سعید (١٤٠٨/٦/٢٠ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(١) أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، "مسند عبدالله بن عمر": ج١٠، ص:٢٠٤، رقم:٦٠٠٠۔ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بحالت نماز نیند کا غلبہ ہو جائے، تو نماز کا حکم کیا ہے؟

(۹)**سوال:** اگر کسی کو بحالت نماز اونگھ آجائے اور نیند کا غلبہ اتنا ہو جائے کہ نماز کی حالت میں اس کو خواب بھی آجائے تو نماز باقی رہی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز باطل ہو جائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۴/۳:۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲)أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الصلاة: باب الإشارة في التشهد'': ج۱،ص: ۱۴۲، رقم: ۹۸۹).

(۳)ابن عابدين،الدر المختار مع رد المحتار،''كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة'': ج۲،ص:۴۷، زکریا دیوبند.

(۴)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''ومما يتصل بذلك مسائل تحت شروط الصلاة'': ج۱،ص:۱۲۰.

(۱)ومنها النوم ينقضه النوم مضطجعا فى الصلاة وفى غيرها، بلا خلاف بين الفقهاء وكذا النوم متوركا بأن نام على أحد وركيه، هكذا في البدائع وكذا النوم مستلقيا على قفاه كذا فى البحر الرائق. ولو نام قاعدا واضعا إليتيه على عقبيه شبه المنكب لا وضوء عليه، وهو الأصح، كذا فى محيط السرخسى. ولو نام مستندا إلى ما لو أزيل عنه لسقط. إن كانت مقعدته زائلة عن الأرض نقض بالإجماع، وإن كانت غير زائلة فالصحيح أن لا ينقض، هكذا في التبيين. ولا ينقض نوم القائم والقاعد ولو فى السرج أو المحمل، ولا الراكع ولا الساجد مطلقا إن كان في الصلاة، وإن كان خارجها فكذلك إلا فى السجود فإنه يشترط أن يكون على الهيئة المسنونة له، بأن يكون رافعا بطنه عن فخذيه، مجافيا عضديه عن جنبيه، وإن سجد على غير هذه الهيئة انتقض وضوءه كذا فى البحر الرائق ثم فى ظاهر الرواية: لا فرق بين غلبته وتعمده، وعن أبى يوسف: النقض فى الثانى، والصحيح: ما ذكر فى ظاهر الرواية، هكذا فى المحيط. واختلفوا فى المريض إذا كان يصلي مضطجعا فنام، فالصحيح أن وضوءه ينتقض، هكذا فى المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''الفصل الخامس: في نواقض الوضوء'': ج۱،ص:۶۳)

عن عائشة أن رسول الله عليه وسلم، قال: إذا نعس أحدكم وهو يصلى فليرقد حتى يذهب عنه النوم؛ فإن أحدكم إذا صلى وهو ناعس لا يدري لعله يستغفر، فيسب نفسه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم و من لم ير من النعسة الخ'': ج۱،ص:۳۴، رقم:۲۱۲)

نماز کی حالت میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا:

(١٠) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بعض ملکوں میں ہم نے دیکھا کہ قرآن کریم نماز کی حالت میں امام صاحب دیکھ کر پڑھتے ہیں اگر ہمارے یہاں بھی ایسا ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے؟ جب ہم نے اپنے یہاں ایک مولوی صاحب کے سامنے یہ بات رکھی تو انہوں نے بتایا کہ حنفی مسلک میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، کیا یہ قول صحیح ہے؟ تفصیل سے جواب لکھ دیں مہربانی ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد زبیر انصاری، سنبھل، یوپی

الجواب و بالله التوفيق: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی وضاحت علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں کی ہے کہ: اگر نمازی قرآن پاک دیکھ کر پڑھے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی امام صاحبؒ کے نزدیک اس کی دو وجہ ہیں، ایک تو یہ کہ قرآن پاک کا اٹھانا، اوراق کا پلٹنا اور اس میں دیکھنا یہ مجموعہ نماز کی جنس سے خارج اور عمل کثیر ہے جس کی نماز میں کوئی گنجائش نہیں ہے؛ لہٰذا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نمازی قرآن پاک سے سیکھ رہا ہے اس لیے کہ قرآن پاک سے پڑھنے والے کو متعلّم کہا جاتا ہے تو یہ استاذ سے سیکھنے کے مترادف ہو گیا اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اس علت کی بنیاد پر دونوں صورتیں مفسد ہوں گی خواہ قرآن اٹھا کر اوراق پلٹتا رہے خواہ قرآن سامنے رکھ کر بغیر اوراق کے پلٹے ہوئے پڑھے۔

”لو قرأ المصلي من المصحف فصلاته فاسدة عند أبي حنيفة.... ولأبي حنيفة طريقتان: إحداهما أن ما يوجد من حمل المصحف و تقليب الأوراق و النظر فيه أعمال كثيرة ليست من أعمال الصلاة، ولا حاجة إلى تحملها في الصلاة فتفسد الصلاة و الطريقة الثانية : أن هذا يلقن من المصحف فيكون تعلما منه، ألا ترى أن من يأخذ من المصحف يسمى متعلما فصار كما لو تعلم من معلم؛ وذا

يفسد الصلاة كذا هذا، وهذه الطريقة لا توجب الفصل بين ما إذا كان حاملا للمصحف مقلبا للأوراق، وبين ما إذا كان موضوعا بين يديه ولا يقلب الأوراق.''(۱)

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''وذكروا لأبي حنيفة في علة الفساد وجهين: إحداهما أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عمل كثير والثاني أنه تلقن من المصحف فصار كما إذا تلقن من غيره، وعلى الثاني لا فرق بين الموضوع والمحمول عنده، وعلى الأول افترقا وصحح الثاني في الكافي تبعاً لتصحيح السرخسي، وعليه لو لم يكن قادراً على القراءة إلا من المصحف فصلى بلا قراءة ذكر الفضلي أنها تجزيه وصححها في الظهيرية عدمه والظاهر أنه مفرع على الوجه الأول الضعيف بحر''(۲)

جب کہ صاحبین رحمہما اللہ کا قول اس سلسلے میں یہ ہے کہ نماز تام ہو جائے گی لیکن تشبہ کی بنا پر مکروہ ہوگی اس لیے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے؛ اہل کتاب بھی نماز میں تورات اور انجیل دیکھ کر پڑھتے ہیں اور یہود کی مشابہت سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں لکھا ہے کہ: امام ابو یوسفؒ ومحمدؒ کے نزدیک نماز تام ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اس لیے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے۔

''وعند أبي يوسف ومحمد تامة ويكره....... وقال إلا أنه يكره عندهما لأنه تشبه بأهل الكتاب''(۳)

خلاصہ: مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فسادِ نماز کے قائل ہیں، صاحبین رحمہما اللہ کراہت کے قائل ہیں؛ لہٰذا نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا مفسد نماز ہے، اس

---

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،'' فصل: وأما بيان حكم الاستخلاف'': ج۱، ص: ۵۴۳).
(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،'' فروع سمع المصلى إسم الله تعالىٰ'': ج۱، ص: ۶۲۴).
(۳) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،'' فصل وأما بيان حكم الاستخلاف'': ج۱، ص: ۵۴۳).

لیے کہ حالتِ نماز میں مصحف اٹھا کر قرأت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**صلوا كما رأيتموني أصلي**''(۱) نماز اسی طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل وحکم دوران نماز ہاتھ کو باندھنے کا ہے جب کہ مصحف کو اٹھانے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنے کی بجائے ہاتھ میں مصحف تھامے رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''**ثم وضع يده اليمنى على اليسرى**''(۲) پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا۔ اور حکم کو نقل کرتے ہوئے سیدنا سہل بن سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھے۔

''**كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليداليمنیٰ على ذراعه اليسریٰ فى الصلاة**''(۳)

مذکورہ روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جنھوں نے آپ کو مسئلہ بتایا ہے وہ صحیح ہے اور حنفی مسلک میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، صاحبین رحمہما اللہ اگرچہ کراہت کے قائل ہیں؛ لیکن مفتی بہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر، ج۱،ص۸۸،رقم۶۳۱).

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الصلاة: باب وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الإحرام'': ج۱،ص:۱۷۳،رقم:۴۰۱).

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة'': ج۱،ص:۱۰۲،رقم:۷۴۰).

رکوع کی تسبیح میں ''العظیم'' کی جگہ ''العجیم'' پڑھ دیا:

(۱۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام: نماز میں اگر ''سبحان ربي العظیم'' کی جگہ ''العجیم'' پڑھا گیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زید، ہریانہ

الجواب وباللہ التوفیق: نماز درست ہوگئی عمداً ایسا کرنا غلط ہے نیز صحیح ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران گنگوہی (۱۴۳۶/۲/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک رکن میں تین بار حرکت کرنا عمل کثیر ہے یا نہیں؟

(۱۲)**سوال**: نماز کے کسی ایک رکن میں الگ الگ عضو سے یکے بعد دیگرے تین بار حرکت کا ہونا کیا عمل کثیر ہے اور کیا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، بھاگل پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمل کثیر کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ مفتی بہ اور راجح قول یہ ہے کہ نماز میں ایسا کام کرے کہ دور سے دیکھنے والے کو یقین ہو جائے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔

---

(۱)السنة في تسبيح الركوع سبحان ربي العظيم، إلا إذا كان لايحسن الظاء فيبدل به الكريم، لئلا يجرى على لسانه العزيم، فتفسد به الصلاة. (ابن عابدين،رد المحتار،"باب صفة الصلاة، مطلب: قراء ة البسملة بين الفاتحة و السورة حسن ": ج۲،ص:۱۹۸)

لو قرأ في الصلاة الحمد للّٰه بالهاء مكان الحاء أو كل هواللّٰه أحد بالكاف مكان القاف والحال أنه لايقدر على غيره كما في الأتراك وغيرهم تجوز صلاته ولاتفسد. (إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري:ص:۴۸۱)

دوسرا قول یہ ہے کہ جو کام عام طور پر دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے مثلاً عمامہ باندھنا ایسا کام کرنا عمل کثیر شمار ہوتا ہے اور جو کام عام طور پر ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ عمل قلیل ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ تین حرکات متوالیہ یعنی تین بار سبحان ربی الاعلی کہنے کی مقدار وقت میں تین دفعہ ہاتھ کو حرکت دی تو یہ عمل کثیر ہے ورنہ قلیل۔

اگر کسی شخص نے ایک رکن (قعدہ، سجدہ، یا تشہد) میں تین بار حرکت کی تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہاں اگر ہر دفعہ حرکت کرنے کے لیے ہاتھ اٹھایا اور تینوں حرکات متوالیہ ہوں یعنی ہاتھ اٹھانے کی درمیانی مدت تین دفعہ سبحان ربی الاعلی کہنے کی مقدار سے کم ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

’’ويفسدها كل عمل كثير ليس من أعمالها ولا لإصلاحها وفيه أقوال خمسة أصحها مالايشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله أنه ليس فيها وإن شك أنه فيها أم لا فقليل‘‘(١)

’’الثالث:الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل وقيل يفوض إلى رأي المصلي إن استكثره فكثير وإلا فلا وعامة المشائخ على الأول وقال الحلواني: إن الثالث أقرب على مذهب أبي حنيفة لأن مذهبه التفويض إلى رأي المبتلى به في كثير من المواضع ولكن هذا غير مضبوط وتفويض مثله إلى رأي العوام مما لاينبغي وأكثر الفروع أو جميعها مخرج على أحد الطريقين الأولين والظاهر أن ثانيها ليس خارجا عن الأول لأن ما يقام باليدين عادة يغلب ظن الناظر أنه ليس في الصلاة وكذا قول من اعتبر التكرار إلى الثلاث متوالية في غيره فإن التكرار يغلب الظن بذلك فلذا اختاره جمهور المشائخ‘‘(٢)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٠/٢/١٤٤٣ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار ’’باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها‘‘: ج٢، ص: ٣٨٤، ٣٨٥.
(٢) إبراهيم الحلبي، غنية المستملي شرح منية المصلي ’’مطلب في التعريف بالعمل الكثير وحكمه‘‘: ج٢، ص: ٣٧٥.

نماز میں چی چی کی آواز نکلنے سے خلل ہوگا یا نہیں؟

(۱۳)**سوال**: حالت نماز میں زبان سے چی چی کی آواز نکلنے سے نماز میں خلل ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نمازی کا قرأت میں سرکو اوپر نیچے کرنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟

(۱۴)**سوال**: قرأت میں نمازی کا بار بار سرکو اوپر نیچے ہونا مفسد نماز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، قادرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکروہ ہے، مفسد نماز نہیں ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والتنحنح بحرفين بلا عذر إما به بأن نشأ من طبعه فلا أو بلا غرض صحيح فلو لتحسين صوته أو ليهتدى إمامه أو للإعلام أنه في الصلاة فلا فساد على الصحيح..... والتأوه هو قوله آه بالمد التأفيف أف أو تف والبكاء بصوت يحصل به حروف. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها“: ج۲،ص:۳۸۶-۳۸۸)

(۲)وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (سورة البقرة:۲۳۸)

وكذلك القيام لقوله تعالى وقوموا للّٰه قانتين. (البقرة: ۲۳۹) أي مطيعين وقيل خاشعين، وقيل: ساكنين. (الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،”باب صفة الصلاة“: ج۱،ص:۲۷۵)

اگر کوئی ﴿لیکونا من الأسفلین﴾ کی جگہ "لیکونا من المسلمین" پڑھ دے:

(۱۵) **سوال**: اگر کسی نے نماز کی حالت میں قرآن کی آیت ﴿وقال الذین کفروا ربنا أرنا الذین﴾ کے آخر میں ﴿تحت أقدامنا لیکونا من الأسفلین﴾ کے بجائے "من المسلمین" پڑھا اور پھر آگے آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے دوسری جگہ سے تلاوت شروع کردی تو اس صورت میں نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ساجد، کرنال

الجواب وباللہ التوفیق: قرأت میں غلطی سے متعلق ایک اصول یاد رکھیں کہ اگر کسی سے نماز کی حالت میں قرأت میں فحش غلطی ہوجائے اور وہ غلطی اس نوعیت کی ہو کہ اس سے معنی بالکل تبدیل اور فاسد ہوجائے تو اس صورت میں نماز فاسد ہوجاتی ہے، چاہے مقدارِ واجب قرأت کی جاچکی ہو یا نہیں، تاہم اگر کوئی غلطی ہوجائے اور اس کی اصلاح اسی رکعت میں کرلی جائے یا ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں کوئی ایسی تبدیلی نہ ہو جس سے نماز میں فساد پیدا ہو تو اس صورت میں نماز ادا ہوجاتی ہے۔

صورتِ مسئولہ میں ﴿لیکونا من الأسفلین﴾ کی جگہ "لیکونا من المسلمین" پڑھا گیا ہے، چوں کہ یہ فحش غلطی ہے اور معنی بالکل تبدیل ہوگئے ہیں، نیز قاری نے نماز میں یہ غلطی درست بھی نہیں کی اور دوسرے مقام سے قرائت شروع کردی تو اس صورت میں نماز فاسد ہوگئی، نماز کا اعادہ کرنا اس پر لازم ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ الہندیہ میں ہے:

"أما إذا لم یقف ووصل إن لم یغیر المعنی نحو أن یقرأ "إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلهم جزاء الحسنی" مكان قوله "كانت لهم جنات الفردوس نزلا" لاتفسد. أما إذا غیر المعنی بأن قرأ "إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات

أولئك هم شر البرية، إن الذين كفروا من أهل الكتاب" إلى قوله "خالدين فيها أولئك هم خير البرية" تفسد عند عامة علمائنا وهو الصحيح، هكذا في الخلاصة.(۱)

"ذكر في الفوائد لو قرأ في الصلاة بخطأ فاحش، ثم رجع وقرأ صحيحاً، قال: عندي صلاته جائزة، وكذلك الإعراب، ولو قرأ النصب مكان الرفع، والرفع مكان النصب، أو الخفض مكان الرفع أو النصب لاتفسد صلاته"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیانِ دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

سجدہ تلاوت بھول گیا اور سجدہ سہو بھی نہ کیا، تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۱۶) **سوال:** زید تراویح کی نماز پڑھا رہا تھا آیت سجدہ پڑھی؛ لیکن سجدہ نہیں کیا سجدہ کرنا بھول گیا، پھر بعد میں سجدہ تو کرلیا، سوال یہ ہے کہ یہ واجب چھوٹ گیا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا، تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد قریشی، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں جو سجدہ واجب ہوا تھا وہ تلاوت کا سجدہ تھا(۳) نماز کا نہیں تھا؛ پس اگر سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہوا تو نماز میں اس کو ادا کرنا چاہئے لیکن اگر

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب الرابع في صفة الصلاة، و منها ذكر آية مكان آية": ج۱، ص:۱۳۸.)

(۲) المرجع السابع "الباب الرابع: في صفة الصلاة، و منها : إدخال التأنيث في أسماء الله تعالىٰ" ج۱، ص۱۴۰.)

(۳) والسجدة واجبة في هذه المواضع على التالى والسامع سواء قصد سماع القرآن أولم يقصد. (المرغيناني، هداية، "باب في سجدة التلاوة": ج۱، ص:۱۶۳)

بھول جائے تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں اس لیے سجدہ سہو تو نماز کے کسی واجب کے سہواً ترک سے واجب ہوتا ہے اور یہ واجب نماز کا واجب نہیں تلاوت کا ہے پس اگر چھوٹ جائے تو بھی نماز درست ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۹/۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مقتدی نے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بجائے درود پڑھ لیا، کیا حکم ہے؟

(۱۷) **سوال:** ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے؛ لیکن جب قعدہ اولیٰ میں تشہد میں بیٹھا، تو تشہد پڑھنے کے بجائے درود شریف پڑھ لیا، تو یہ مقتدی اب کیا کرے گا؟ امام کے تابع ہوکر چوتھی رکعت میں سلام پھیرے گا یا نہیں اور اگر ایسا کرتا ہے، تو اس کی نماز میں کچھ کراہت تو نہیں آئے گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبدالوہاب، جودھپوری

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نمازی نے امام کی اقتدا میں بھول کر تشہد کے بجائے درود پڑھ لیا ہے تو بھی امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کرے، اس کی نماز بلا کراہت درست ہوگئی ہے مقتدی کی غلطی سے مقتدی یا امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وفي التجنيس: وهل يكره تاخيرها عن وقت القراءة ذكر في بعض المواضع أنه إذا قرأها في الصلاة فتاخيرها مكروه، وإن قرأها خارج الصلاة لايكره تاخيرها. وذكر الطحاوي: أن تاخيرها مكروه مطلقاً وهو الأصح اهـ. وهي كراهة تنزيهية في غير الصلاتيه لأنها لو كانت تحريمية لكان وجوبها على الفور وليس كذلك. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''باب سجود التلاوة'': ج۲، ص: ۲۱۱)

(۱) لا يلزم سجود السهو بسهو المقتدي لاعليه ولا على إمامه. (الحلبي، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سجدہ میں دونوں پیر اٹھ جائیں، تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۱۸) **سوال**: اگر سجدے میں دونوں پیر اٹھ جائیں یا سجدے سے اٹھتے وقت دونوں پیر یا ایک پیر اٹھا کر آگے کیا جائے، تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نور الدین، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر پورے سجدے میں دونوں پیر اٹھے رہے تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر ایک پیر اٹھا رہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر پیر آگے پیچھے ہوجائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور اگر تھوڑے سے اٹھ گئے ہوں تو بھی نماز صحیح ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی چیز نگلنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

(۱۹) **سوال**: نماز میں اگر دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی چیز نگل جائے، تو نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عظیم عثمانی، دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب الصلاة، باب سجود السهو" ج۱، ص:۲۲۲)
ومقتد بسهو إمامه إن سجد إمامه لوجوب المتابعة لاسهوه أصلاً. (ابن عابدين، رد المحتار، " باب سجود السهو": ج۲، ص:۵۴۶)

(۱) وأما وضع القدمين فقد ذكر القدوري أنه فرض في السجود اهـ. فإذا سجد ورفع أصابع رجليه لايجوز، كذا ذكره الكرخي والجصاص، ولو وضع إحداهما جاز. قال قاضي خان : ويكره. وذكر الإمام التمرتاشي أن اليدين والقدمين سواء في عدم الفرضية إلى قوله: وبه جزم في السراج فقال لو رفعهما في حال سجوده لايجزيه، ولو رفع إحداهما جاز. وقال في الفيض : وبه يفتى. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "باب صفة الصلاة": ج۲، ص:۲۰۴، زکریا دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر دانتوں کے درمیان کی چیز ایک چنے کے دانہ کی مقدار کے برابر یا اس سے کم ہے، تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر چنے کے دانہ سے بڑی ہے، تو نماز فاسد ہوجائے گی۔(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۶/۸/۱۸؁ ۱۴۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے سلام سے پہلے مقتدی کا سلام پورا ہوجائے تو؟

(۲۰)**سوال:** حالت سلام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے لفظ اللہ کے حرف الف کو مد کی طرح امام یوں پڑھے کے امام کا سلام ختم ہونے سے قبل مقتدی کا سلام ختم ہوجائے تو کیا ایسی حالت میں مقتدی کو اپنی نماز کا لوٹانا واجب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، حیدرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: السلام علیکم کہنے ہی سے نمازی نماز سے باہر ہوگیا، اس لیے نماز کا لوٹانا واجب نہیں؛ البتہ امام کو چاہئے کہ سلام میں سانس کو لمبا نہ کرے اور مقتدی امام سے

---

(۱)وأكل شيء من خارج فمه ولو قل أو أكل مابين أسنانه وهو قدر الحمصة. (الشرنبلالي، نورالایضاح، ’’باب مايفسد الصلاة‘‘:ص:۸۱)

ويفسدها أكل شيء من خارج فمه ولو قل كسمسمة لإمكان الاحتراز عنه ويفسدها أكل مابين أسنانه إن كان كثيرا وهو أي الكثير ’’قدر الحمصة‘‘ ولو بعمل قليل لإمكان الاحتراز عنه بخلاف القليل بعمل قليل لأنه تبع لريقه وإن كان بعمل كثير فسد بالعمل. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’باب مايفسد الصلاة‘‘:ج۱،ص:۳۲۳،۳۲۴)

وأكله وشربه مطلقا ولو سمسمة ناسيا إلا إذا كان بين أسنانه مأكول دون الحمصة كما في الصوم هو الصحيح، قاله الباقاني فابتلعه، أما المضغ فمفسد كسكر في فيه يبتلع ذوبه. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ’’باب مايفسد الصلاة و ما يكره فيها‘‘:ج۲،ص:۳۸۲،۳۸۳،زکریا دیوبند)

قبل سلام نہ پھیرے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز فجر کے دوران طلوع آفتاب ہوگیا تو، نماز درست ہوئی یا نہیں؟

(۲۱) **سوال:** زید فجر کی فرض نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا دوسری رکعت میں قرأت کر رہا تھا کہ مائک سے اعلان ہوا کہ فجر کا وقت ختم ہوگیا ہے مگر پھر بھی زید نے اپنی رکعت پوری کر لی نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز فجر کے دوران طلوع آفتاب کی وجہ سے نماز باطل ہو گئی بعد میں اس کی قضاء لازم ہے۔

’’عن عقبة بن عامر الجهني يقول: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلى فيهن أوأن نقبر فيهنّ موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع الخ.‘‘(۲)

’’قوله بخلاف الفجر أي فإنه لا يؤدي فجر يومه وقت الطلوع، لأن وقت

---

(۱) ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز وكره. (الحصكفي، الدر المختار،’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة‘‘: ج۲، ص: ۲۴۰)

قوله ولو أتمه الخ. أي لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام إمامه فأتى بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز: أي صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان. (ابن عابدين، رد المحتار،’’كتاب الصلاة: مطلب في خلف الوعيد و حكم الدعاء الخ‘‘: ج۲، ص: ۲۴۰)

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه،’’كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب: الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها‘‘: ج۱، ص: ۲۷۶، رقم: ۸۳۱، نعیمیہ دیوبند.)

الفجر كلّه كامل فوجبت كاملة فتبطل بطروّ الطلوع الذي هو وقت فساد''[١]

''لا يتصور أداء الفجر مع طلوع الشمس عندنا حتى لو طلعت الشمس وهو في خلال الصلاة تفسد صلاته عندنا''[٢]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (٤/٨/١٤١٦ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

متنفل نے امام کو لقمہ دیدیا:

(٢٢) **سوال:** کسی مفترض امام کے پیچھے متنفل نے نماز پڑھنی شروع کی اور اس متنفل نے بوجہ امام کی بھول کے امام کو لقمہ دیدیا تو لقمہ لینے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد انصار، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰه التوفيق: اس صورت میں جب کہ متنفل مفترض کہ پیچھے نماز میں شامل ہوگیا، تو وہ بھی مثل دوسرے مقتدیوں کے ہوگیا اور اس کی شمولیت متحقق ہونے کی وجہ سے مثل دوسرے مقتدیوں کے اس کو لقمہ دینا جائز ہوگیا اس طرح لقمہ دینے سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔[٣]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (١٣/٢/١٤١٤ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة'': ج٢،ص:٣٣، زكريا.)

(٢) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: بيان الوقت المكروه'': ج١،ص:٣٢٩، زكريا.)

(٣) والصحيح أن ينوي الفتح على إمامه دون القراءة قالوا: هذا إذا أرتج عليه قبل أن يقرأ قدر ما تجوز به الصلاة، أو بعدما قرأ ولم يتحول إلى آية أخرى. وأما إذا قرأ أو تحول، ففتح عليه، تفسد صلاة الفاتح، والصحيح أنها لاتفسد صلاة الفاتح بكل حال. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب السابع: فيما يفسد الصلاة، و ما يكره فيها'' ج١،ص:١٥٧)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

شبہ کی وجہ سے نماز کا لوٹانا:

(۲۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام: شبہ ہوتا ہے کہ نماز نہ ہوئی، تو نماز لوٹا تا ہوں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ندیم، بلندشہر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز ہونے نہ ہونے کے بارے میں شبہ نہ کریں؛ بلکہ اگر شرعی اصول کے ساتھ آپ نے نماز پڑھ لی تو اب یقین کریں کہ نماز صحیح ہوگئی اس کے قبول ہونے کا بھی آپ یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ نے میری نماز قبول فرمائی ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۴ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں خروج ریح یا پیشاب کے قطرہ کا شبہ:

(۲۴) **سوال:** نماز کی حالت میں محسوس ہوتا ہے کہ ریح خارج ہوگئی ہے؟ یا پیشاب کا شبہ ہوتا ہے کہ قطرہ نکل گیا ہے، ایسی صورت میں نماز ہوگی یا اعادہ ضروری ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال، سہارنپور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......بخلاف فتحه على إمامه فإنه لايفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال. قوله: بكل حال أي سواء قرأ الإمام قدر ماتجوز به الصلاة أم لا، انتقل إلى آية أخرى أم لا، تكرر الفتح أم لا، هو الأصح. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها'': ج۲،ص:۳۸۲)

(۱) القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشك ودليلها مارواه مسلم عن أبي هريرة مرفوعاً: إذا وجد أحدكم في بطنه شيئاً فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتاً أو يجدريحا. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ص:۱۸۴، دارالکتاب دیوبند)

الجواب وبالله التوفيق: صرف احساس اور شبہ دلیل شرعی نہیں بلکہ کسی چیز کا یقین دلیل شرعی ہے جب ہوا نکلنے کا بالکل یقین ہوجائے اور اسی طرح قطرہ کے نکلنے کا یقین ہوجائے تب شرعاً وضو ختم ہوگا صرف شبہ سے وضو ختم نہیں ہوتا وہم پر عمل نہ کریں ورنہ تو بہت پریشان ہوجائیں گے اور نہ وضو بنا سکیں گے اور نہ نماز پڑھ سکیں گے۔ شریعت کا اصول ہے۔ ''اليقين لا يزول بالشك''[(۱)]

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **كتبه:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۴ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تشہد ودرود کے بعد ''اللّٰهم اغفرلي ولوالدي ولأستاذي'' پڑھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں:

(۲۵) **سوال:** درود والتحیات کے بعد دعا ''اللّٰهم اغفرلي ولوالدي ولأستاذي الخ'' پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور کون سی دعا پڑھنی چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسماعیل، گجرات

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں مذکورہ دعاء ''اللهم اغفرلي ولوالدي ولأستاذي'' پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی؛[(۲)] البتہ دعاء ماثورہ پڑھنی بہتر ہے یعنی ''اللهم إني ظلمت نفسي ظلما كثيراً إلخ'' اور ''ربنا آتنا في الدنيا الخ''[(۳)]

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **كتبه:** محمد احسان غفرلہ (۱۲/۷/۱۴۱۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) من تيقن الطهارة وشك في الحدث، فهو متطهر، ومن تيقن الحدث، وشك في الطهارة، فهو محدث كما في السراجية وغيرها. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ص:۱۸۷)

(۲) من سنن القعدة الأخيرة الدعاء بما شاء من صلاح الدين والدنيا لنفسه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز کی حالت میں غیر نمازی سے لقمہ لینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

(۲۶)**سوال:** زید وعمر دونوں حافظ ہیں دونوں جب ایک دوسرے کو قرآن کریم سناتے ہیں، تو عمر نفل کی نیت کر کے کھڑا ہوجاتا ہے اور زید قرآن شریف لے کر اس کے قریب بیٹھا رہتا ہے اگر عمر سے غلطی سرزد ہوجائے، تو زید اس کی تصحیح کرتا ہے اس طرح سے دو رکعت نماز نفل ادا کرتا ہے اور پھر زید اسی طرح نفل کی نیت کر کے کھڑا ہوجاتا ہے پھر زید سے غلطی سرزد ہوتی ہے، تو عمر اس کی تصحیح کرتا ہے، تو کیا اس طرح سے نفل نماز پڑھنا درست ہے یا کوئی بھی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد حسین، شاملی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ عنہا میں جب زید خارج صلوٰۃ ہے اور عمر داخل صلوٰۃ ہے تو وہ غلطی کرتا ہے اور زید خارج صلوٰۃ ہونے کے باوجود اس کو لقمہ دیتا ہے اور عمر لقمہ لیتا ہے تو اس صورت میں عمر کی نفل نماز ادا نہیں ہوگی بلکہ فاسد ہوجائے گی۔[1] اور قضاء اس کی لازم ہوگی۔ دونوں صورتوں میں زید وعمر پر قضاء لازم ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۳/۴/۱۴۱۲ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ولوالدیه وأستاذه وجمیع المؤمنین. (الحصکفي، رد المحتار علی الدر المختار، ''باب صفة الصلاة'' ج۲،ص:۲۳۵)

(۳)ینبغي أن یدعو في صلاته بدعاء محفوظ، وأما في غیرها فینبغی أن یدعو بما یحضره ولایستظهر الدعاء لأن حفظه یذهب برقة القلب. هندیة عن المحیط. (الحصکفي، رد المحتار علی الدر المختار، ''باب صفة الصلاة'': ج۲،ص:۲۳۷)

(۱)وفتحه علی غیر إمامه إلا اذا أراد التلاوة وکذا الأخذ إلا إذا تذکر، قال في ردالمحتار: أو أخذ الإمام بفتح من لیس في صلاته. (الحصکفي، رد المحتار مع الدر المختار، ج۲،ص:۳۸۱)

(۲)ولزم نفل الخ أي لزم المضی فیه حتی إذا أفسده لزم قضاءه : أي قضاء رکعتین، وإن نوی أکثر علی مایأتی. (الحصکفي، رد المحتار علی الدر المختار،''باب الوتر والنوافل'' ج۲،ص:۴۷۴)

امام مقتدی کا لقمہ نہ لے، تو مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے؟

(۲۷) **سوال**: اگر امام صاحب لقمہ نہ لیں، تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے یا ٹوٹ جاتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فخر الحسن، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۲/۱۰/۱۴۱۶ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کیا تکبیرات انتقالیہ میں غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

(۲۸) **سوال**: آج فجر کی نماز میں ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کی جگہ میں نے ''اللّٰہ أکبر'' کہہ دیا ایسے ہی کچھ دن قبل امام کے پیچھے ''ربنا لك الحمد'' کے بجائے ''آمین'' کہہ دیا، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ اور اس سے میری نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ مہربانی فرما کر حوالہ کے ساتھ جواب لکھ دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عمران عالم، مئو، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئلہ میں آپ نے ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کہنے کے بجائے ''اللّٰہ أکبر'' کہہ دیا، اگر آپ ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کہنا بالکل بھول

(۱) والصحیح أن ینوي الفتح علی إمامه دون القراءة قالوا: هذا اذا ارتج علیه قبل أن یقرأ قدر ما تجوز به الصلاة، أو بعدما قرأ ولم یتحول إلی آیة أخری، وأما إذا قرأ أو تحول ففتح علیه تفسد صلاة الفاتح، والصحیح أنها لاتفسد صلاة الفاتح بکل حال وصلاة الامام لو آخذ منه علی الصحیح، هکذا في الکافي، ویکره للمقتدي أن یفتح علی إمامه من ساعته لجوازه أن یتذکر من ساعته فیبصیر قارئا خلف الإمام من غیر حاجة، کذا في محیط السرخسي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، '' ''، ج۱، ص:۹۹)

جائیں تو بھی نماز ادا ہو جائے گی اس لیے کہ یہ تکبیراتِ انتقالیہ ہیں اور تکبیراتِ انتقالیہ نماز کی سنتوں میں سے ہیں اور سنت کو چھوڑ نے یا چھوٹ جانے سے نہ تو نماز فاسد ہوتی اور نہ سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ایسے ہی آپ کے ''ربنا لك الحمد'' کی جگہ آمین کہنے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی اس لیے کہ لفظ ''آمین'' ایک دعائیہ کلمہ ہے جس کا معنی ہے: اے اللہ! قبول فرما لیجیے! اور نماز کی حالت میں کسی دعائیہ کلمہ کا زبان سے ادا کرنا نماز کے لیے مفسد نہیں ہے، خواہ آپ امام کے پیچھے پڑھ رہے ہوں یا انفرادی طور پر، دونوں صورتوں میں لفظ ''ربنا لك الحمد'' کی جگہ ''آمین'' کہہ دیا تو بھی اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیلات مذکور ہیں۔

''(قوله: والدعاء بما يشبه كلامنا) هو ما ليس في القرآن ولا في السنة ولا يستحيل طلبه من العباد، فإن ورد فيهما أو استحال طلبه لم يفسد''(۱)

''وهو إسم فعل معناه اسمع واستجب أو معناه كذلك فليكن أو إسم من أسمائه تعالى قاله ابن الملك''(۲)

''ومعناها: كذلك فليكن. وقيل: اللهم اسمع واستجب''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں دامن کو دونوں ہاتھوں سے درست کرنے یا لنگی کو باندھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۲۹)**سوال**: نماز میں اٹھتے ہوئے پیچھے کے دامن کو دونوں ہاتھوں سے درست کر سکتے ہیں یا

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها'': ج۲،ص:۳۷۷.)

(۲)ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ج۳،ص:۳۴۵، إدارة شؤون الإسلامية، دولة قطر.)

(۳)منحة السلوك في شرح تحفة الملوك، ''كتاب الصلاة، فصل في بيان شروط الصلاة و أركانها'': ص:۱۳۲.)

نہیں؟ احقر نے کئی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز میں لنگی کا اڑوسہ (سوڑہ) یا ازار بند اگر کھل جائے تو ایک ہاتھ سے درست کر سکتے ہیں اگر دونوں ہاتھوں سے حرکت کی گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی؟

بعض ائمہ حضرات بھی اس فعل کو کرتے ہیں اگر نماز فاسد ہو جاتی ہے تو مقتدیوں کی نماز کا کیا ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اللہ مہر، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: نماز میں اگر کوئی حرکت ایسی کی گئی ہو جس کو عمل قلیل کہا جا سکے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے اور اگر کوئی ایسا عمل ہو جس کو عمل کثیر کہا جائے تو شرعاً ایسے عمل سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ عمل قلیل و کثیر امام اعظمؒ کے نزدیک مبتلی بہ کی رائے پر موقوف ہے۔ بعض فقہاء نے اس کی تفصیل یہ تحریر کی ہے اگر کوئی ایسا عمل کیا جائے جس میں ایک ہاتھ لگایا جائے تو عمل قلیل ہوگا اور اگر دو ہاتھ لگانے کی ضرورت پڑے تو عمل کثیر کہلائے گا اس تفصیل کے تحت مذکورہ فی السوال جزئیہ کتب فقہ میں موجود ہے؛ لیکن دونوں ہاتھوں سے کرتے کو نیچے کئے جانے پر عمل کثیر کی تعریف صادق نہیں آئی؛ اس لیے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی؛ لیکن اس کے کراہت شدیدہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں؛ اس لیے صرف ایک ہاتھ سے اگر ضرورت ہو، تو دامن کو صحیح کیا جا سکتا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اصلاح کی نیت سے ایک ہاتھ سے دامن کو نیچے کیا جائے، تو کراہت نہیں اور اگر عادت کی وجہ سے کیا تو ایک ہاتھ سے مکروہ تنزیہی اور دو ہاتھ سے مکروہ تحریمی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۹/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱)(و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها، وفيه أقوال خمسة، أصحها (ما لا يشك بسببه (الناظر) من بعيد (فى فاعله أنه ليس فيها) وإن شك أنه فيها أم لا فقليل. (قوله ليس من أعمالها) احتراز عما لو زاد ركوعا أو سجودا مثلا فإنه عمل كثير غير مفسد لكونه منها غير أنه يرفض، لأن هذا سبيل ما دون الركعة ط. قلت: والظاهر الاستغناء عن هذا القيد على تعريف العمل الكثير بما ذكره المصنف. تأمل. (قوله ولا لإصلاحها) خرج به الوضوء والمشى لسبق الحدث...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کتنے مال کے نقصان پر نماز توڑنے کی اجازت ہے؟

(٣٠)**سوال**: کتنے مال کے نقصان پر نماز توڑ دینے کی اجازت ہے اور کتنے مال کے نقصان پر توڑنا واجب ہے اور نماز توڑ کر مال نہ بچانے پر گنا ہگار ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اتنے مال کا نقصان لازم آرہا ہو کہ مالک اس کو بآسانی برداشت نہیں کرسکتا؛ بلکہ اس کو تکلیف ہوگی، تو شرعاً نماز توڑنے کی رخصت واجازت ہے اور جس کو برداشت کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو جیسے آج کے دور میں ایک دو روپیہ، تو اجازت نہ ہوگی۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (٢٧/٢/١٤١٧ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورت کے محاذات میں نماز:

(٣١)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
حرم شریف وغیرہ میں بعض مرتبہ عورت و مرد ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو اگر عورت مرد کے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإنهما لا يفسدانها ط. قلت: وينبغي أن يزاد: ولا فعل لعذر احترازا عن قتل الحية أو العقرب بعمل كثير على أحد القولين كما يأتي، إلا أن يقال: إنه لإصلاحها، لأن تركه قد يؤدي إلى إفسادها. تأمل. (قوله وفيه أقوال خمسة أصحها ما لا يشك إلخ) صححه في البدائع، وتابعه الزيلعي والولوالجي. وفي المحيط أنه الأحسن. وقال الصدر الشهيد: إنه الصواب. وفي الخانية والخلاصة: إنه اختيار العامة. وقال في المحيط وغيره: رواه الثلجي عن أصحابنا. حلية. (ابن عابدين، رد المحتار، ”باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها“: ج٢،ص:٣٨٤،٣٨٥)

(١) يقطعها لعذر إحرازاً لجماعة كما لو ندت دابته أو فار قدرها أو خاف ضياع درهم من ماله،......لم يفصل في الكتاب بين المال القليل والكثير، وعامة المشايخ قدروه بدرهم. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ”كتاب الصلاة: باب إدراك الفريضة“: ج٢،ص:٥٠٣،٥٠٤)

مقابل میں کھڑی ہو اور دونوں کی نماز بھی ایک ہی ہو، تو کیا مرد کی نماز اس سے فاسد ہو جاتی ہے؟ کیا محرم اور غیر محرم کے اعتبار سے کوئی فرق ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: زید، عادل آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر چہ وہ عورت اس کی محرم ہو، وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) وہ عورت مشتہات ہو، یعنی ہم بستری کے قابل ہو خواہ بالغ ہو یا نہ ہو، بوڑھی ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) دونوں نماز میں ہوں، یعنی ایسا نہ ہو کہ ایک نماز میں ہے اور دوسرا نماز میں نہیں ہے۔

(۳) مرد کی پنڈلی، ٹخنہ یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے مقابلہ میں آ رہا ہو۔

(۴) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۵) یہ اشتراک مطلق نماز (رکوع سجدے والی نماز) میں پایا جائے، یعنی نمازِ جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۶) دونوں کی نماز ایک ہی قسم کی ہو، یعنی مرد و عورت دونوں ایک ہی امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو، یعنی برابر میں نماز پڑھنے والی عورت نے برابر والے مرد کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے آدمی کی اقتدا کی ہو۔

(۸) عورت میں نماز صحیح ہونے کی شرائط موجود ہوں، یعنی عورت پاگل یا حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہو۔

(۹) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو، تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۱۰) دونوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو، یعنی دونوں کے درمیان ایک انگلی کے برابر موٹی اور سترے کی مقدار اونچی کوئی چیز یا ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۱۱) مرد نے اپنے قریب آکر کھڑی ہونے والی عورت کو اشارے سے وہاں کھڑے ہونے سے منع نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا ہو پھر بھی عورت مرد کے برابر میں کھڑی رہی، تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۱۲) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

اگر مذکورہ شرائط پائی جائیں تو ایک عورت کی وجہ سے تین مردوں (دائیں بائیں جانب والے دو مردوں کی اور عورت کی سیدھ میں پیچھے ایک مرد) کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

”محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلاته ولها شرائط:(منها) أن تكون المحاذية مشتهاةً تصلح للجماع ولا عبرة للسن وهو الأصح ...... (ومنها) أن تكون الصلاة مطلقةً وهي التي لها ركوع وسجود ...... (ومنها) أن تكون الصلاة مشتركةً تحريمةً وأداءً ...... (ومنها) أن يكونا في مكان واحد ...... (ومنها) أن يكونا بلا حائل...... وأدنى الحائل قدر مؤخر الرحل وغلظه غلظ الأصبع والفرجة تقوم مقام الحائل وأدناه قدر ما يقوم فيه الرجل، كذا في التبيين. (ومنها) أن تكون ممن تصح منها الصلاة ...... (ومنها)أن ينوى الإمام إمامتها أو إمامة النساء وقت الشروع لا بعده...... (ومنها) أن تكون المحاذاة في ركن كامل ...... (ومنها) أن تكون جهتهما متحدة...... ثم المرأة الواحدة تفسد صلاة ثلاثة : واحد عن يمينها وآخر عن يسارها، وآخر خلفها، ولا تفسد أكثر من ذلك، هكذا في التبيين، وعليه الفتوى، كذا فى التتارخانية. والمرأتان صلاة أربعة: واحد عن يمينهما وآخر عن يسارهما وإثنان خلفهما بحذائهما،وإن كن ثلاثا، أفسدت صلاة واحد عن يمينهن، وآخر عن يسارهن،وثلاثةخلفهن إلى آخر الصفوف وهذا جواب الظاهر. هكذا في التبيين“(۱)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،”كتاب الصلاة:الباب الخامس في الإمامه،الفصل الخامس في بيان مقام الامام والمأموم“: ج۱،ص:۱۴۷، مکتبہ فیصل دیوبند۔)

''ومحاذاة المشتهاة'' بساقها وكعبها في الأصح ولو محرما له أو زوجة اشتهيت، ولو ماضيا كعجوز شوهاء في أداء ركن عند محمد أو قدره عند أبي يوسف ''في صلاة'' ولو بالإيماء ''مطلقة'' فلا تبطل صلاة الجنازة إذ لا سجود لها ''مشتركة تحريمة'' باقتدائهما بإمام أو اقتدائها به ''في مكان متحد'' ولو حكما بقيامها على ما دون قامة ''بلا حائل'' قدر ذراع أو فرجة تسع رجلا ولم يشر إليها لتتأخر عنه، فإن لم تتأخر بإشارته فسدت صلاتها لا صلاته، ولا يكلف بالتقدم عنها لكراهته ''و'' تاسع شروط المحاذاة المفسدة أن يكون الإمام قد ''نوى إمامتها'' فإن لم ينوها لا تكون فى الصلاة، فانتفت المحاذاة''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۲/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

باریک لباس پہن کر نماز پڑھنا:

(۳۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: اگر کوئی اس قدر باریک کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کے جسم کا اندرون دکھائی دے تو اس صورت میں اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح آج کل جو لباس استعمال ہورہے ہیں اس میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو جسم سے بالکل ملے ہوتے ہیں اس کی وجہ سے جسم کی ہیئت نمایاں ہوتی ہے اس طرح کے لباس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عظیم احمد، گنٹور

---

(۱)حسن بن عمار الشنبلالي، حاشيه الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''باب مايفسد الصلاة'': ص:۳۲۹-۳۳۱.)
و ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الامامه'': ج۲، ص:۳۱۶.)

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے باریک کپڑے میں نماز پڑھنا کہ جسم کا اندرون حصہ دکھائی دے درست نہیں ہے، اس لیے کہ نماز میں ستر عورت فرض ہے اور فرض کے فوت ہونے سے نماز نہیں ہوتی ہے ہاں اگر لباس اتنا موٹا ہو کہ جسم کا اندرون دکھائی نہ دیتا ہو لیکن لباس قدرے تنگ ہو کہ جسم کی ساخت معلوم ہوتی ہو تو اس صورت میں نماز درست ہو جائے گی اس لیے کہ ستر عورت پایا جا رہا ہے لیکن اس طرح کا لباس پہننا جس سے جسم کی ساخت نمایاں ہوتی ہو یہ درست نہیں ہے۔

’’أما لو كان غليظا لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر‘‘(۱)

’’في شرح شمس الائمة السرخسي: إذا كان الثوب رقيقا بحيث يصف ما تحته أي لون البشرة لا يحصل به ستر العورة إذ لا ستر مع رؤية لون البشرة‘‘(۲)

’’وكشف ربع عضو من أعضاء العورة يمنع صحة الصلاة‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۱/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کے دوران ناک سے خون نکلنے کا حکم:

(۳۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر نماز کے دوران ناک سے خون نکل جائے تو اس صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد، اعظم گڈھ

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے دروان اگر ناک سے خون نکل کر اپنی جگہ سے

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ’’مطلب في ستر العورة‘‘: ج۱،ص:۴۱۰.)
(۲) إبراهيم الحلبي، غنية المستملي شرح منية المصلي،’’مباحث و فروع تتعلق بستر العورة‘‘:ج۱،ص:۴۴۴.)
(۳) حسن بن عمار الشرنبلالي، نور الإيضاح، ص:٦٦.)

بہہ جائے تو اس کا وضو ٹوٹ گیا اور نماز فاسد ہوگئی اگر وہ تنہا نماز پڑھ رہا تھا تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ کر دوبارہ وضو کرے اور از سرنو نماز پڑھے اور اگر وہ امام یا مقتدی تھا، تو اگر جماعت ملنے کی امید ہے تو استیناف یعنی از سرنو پڑھنا افضل ہے اور اگر جماعت ملنے کی امید نہیں ہے تو بنا کرلے۔

''من سبقه حدث توضأ وبنى، كذا في الكنز، والرجل والمرأة في حق حكم البناء سواء، كذا في المحيط. ولايعتد بالتي أحدث فيها، ولا بد من الإعادة، هكذا في الهداية والكافي. والاستئناف أفضل، كذا في المتون. وهذا في حق الكل عند بعض المشايخ، وقيل: هذا في حق المنفرد قطعًا، وأما الإمام والمأموم إن كانا يجدان جماعةً فالاستئناف أفضل أيضًا، وإن كانا لايجدان فالبناء أفضل؛ صيانةً لفضيلة الجماعة، وصحح هذا في الفتاوى، كذا في الجوهرة النيرة''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۵/۱/۱۴۴۲ھ)

دوران نماز کپڑے پر قے لگ جائے:

(۳۴) **سوال:** مسجد میں جماعت ہورہی تھی امام کے پیچھے والے مقتدی کو قے آئی تو اس سے امام صاحب کے کپڑے بھی بھر گئے تو امام صاحب کی نماز باقی رہی یا ختم ہوگئی اور مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالستار، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: جو قے منہ بھر کے ہوجائے تو وہ قے نجاست غلیظہ ہے

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة''، ج۱، ص:۱۵۲.

اگر امام صاحب کے کپڑوں پر بقدر درہم لگی ہے تو معاف ہے نماز خراب نہیں ہوئی اور اگر درہم کی مقدار سے زیادہ لگ گئی تھی تو نجاست دور کر کے دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی جسم دار نجاست میں درہم کے وزن کا اعتبار ہے اور پتلی ہو تو پھیلاؤ کا اعتبار ہوگا۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۵/۵ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

نماز کے فاسد ہونے کی صورت میں کیا صرف امام کا اعادہ کافی ہے؟

(۳۵) **سوال**: اگر امام کا وضو ٹوٹ گیا اور فتنہ کی وجہ سے اس نے کسی کو خبر نہیں کی، مقتدیوں کے جانے کے بعد صرف اپنی نماز کا اعادہ کر لیا تو اعادہ سب مقتدیوں کی طرف سے ہو گیا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد اکبر، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: سب مقتدیوں اور امام پر اس کا اعادہ فرض ہے تنہا امام

(۱) وما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الإنسان، كالدم السائل والمني والمذي والودي والاستحاضة والحيض والنفاس والقيء ملء الفم ونجاستها غليظة بالاتفاق لعدم معارض دليل نجاستها عنده، ولعدم مساغ الاجتهاد في طهارتها عندهما. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، "باب الأنجاس و الطهارة عنها" ص:۱۵۵)

و ينقضه قيء طعام أو ماء وإن لم يتغير أو علق هو سوداء محترقة أو مرة أي صفراء والنقض بأحد هذه الأشياء إذا ملأ الفم لتنجسه بما في قعر المعدة وهو مذهب العشرة المبشرين بالجنة ولأن النبي صلى الله عليه وسلم قاء فتوضأ قال الترمذي: وهو أصح شيء في الباب، ولقوله صلى الله عليه وسلم: يعاد الوضوء من سبع: من إقطار البول والدم السائل والقيء ومن دسعة تملأ الفم ونوم مضطجع وقهقهة الرجل في الصلاة وخروج الدم وهو أي حد ملء الفم ما لا يطبق عليه الفم إلا بتكلف على الأصح. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، "فصل هو طائفة من المسائل" ص:۸۸، ۸۹)

وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر وخرء الدجاجة وبول الحمار جازت الصلاة معه وإن زاد لم تجز. (المرغيناني، الهداية، "باب الأنجاس و تطهيرها": ج۱، ص:۷۴، مکتبہ ملت دیوبند)

کے لوٹانے سے مقتدیوں کی نماز ادا نہ ہوگی۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۲/۲۴ ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کی حالت میں سانپ کو مارنا:

(۳۶) **سوال:** ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کے سامنے سانپ آیا تو اس نے اس کو مار دیا تو کیا وہ اسی نماز پر بنا کر سکتا ہے یا اس کی نماز باطل ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عتیق الرحمٰن، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی نمازی عمل کثیر کے ذریعہ سانپ یا بچھو کو قتل کردے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے تفصیلات و دلائل کے لیے (امداد الفتاویٰ ج۱،ص ۴۴۱) کا

---

(۱)(وإذا ظهر حدث إمامه) وكذا كل مفسد في رأي مقتد (بطلت فيلزم إعادتها) لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاقد شرط أو ركن. (قوله لتضمنها) أى تضمن صلاة الإمام، والأولى التصريح به، أشار به إلى حديث الإمام ضامن إذ ليس المراد به الكفالة، بل التضمن بمعنى أن صلاة الإمام متضمنة لصلاة المقتدي، ولذا اشترط عدم مغايرتهما، فإذا صحت صلاة الإمام صحت صلاة المقتدي، إلا لمانع آخر، وإذا فسدت صلاته فسدت صلاة المقتدي لأنه متى فسد الشيء فسد ما في ضمنه. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، "فروع اقتداء متنفل بمتنفل، مطلب: المواضع التي تفسد صلاة الإمام دون المؤتم": ج۱،ص:۵۹۱)

قال الإمام ضامن وهو ما أشار إليه المصنف بقوله: ونحن نعتبر معنى التضمن فإنه المراد بالضمان للاتفاق على نفى إرادة حقيقة الضمان، وأقل ما يقتضيه التضمن التساوي فيتضمن كل فعل مما على الإمام مثله، وغايته أن يفضل كالمتنفل خلف المفترض، وإذا كان كذلك فبطلان صلاة الإمام يقتضي بطلان صلاة المقتدى إذ لا يتضمن المعدوم الموجود، وهذا معنى قوله. وذلك فى الجواز والفساد. (ابن الهمام، فتح القدير، "باب الامامة": ج۱،ص:۳۸۵، مکتبہ الاتحاد، دیوبند)

وفساد صلاة المقتدي لا تؤثر في فساد صلاة الإمام، ولفساد صلاة الإمام أثر في فساد صلاة المقتدى. (الكاساني، بدائع في ترتيب الشرائع، "فصل الكلام في الاستخلاف في الصلاة": ج۱،ص:۵۲۵)

مطالعہ کریں۔ (١)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (١٣/٢/٧/١٤٢٧ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(٣٧) **سوال:** ایک صاحب فرما رہے تھے کہ نماز میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنے سے نماز نہیں ہوتی کیا انہوں نے صحیح فرمایا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس خیال آجانا مفسد نماز نہیں۔ (٢)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (١٠/٨/٢٤/١٤٢٤ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کاروبار کا خیال آنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(٣٨) **سوال:** اگر نماز میں اپنے کاروبار کا خیال آجائے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

---

(١) لكن صحح الحلبي الفساد حيث قال تبعاً لابن الهمام: فالحق فيما يظهر هو الفساد، والأمر بالقتل لايستلزم صحة الصلاة مع وجوده كما في صلاة الخوف، بل الأمر في مثله لإباحة مباشرته وإن كان مفسدا للصلاة. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ج٢،ص:٤٢٢)

(٢) يجب حضور القلب عند التحريمة؛ فلو اشتغل قلبه بتفكر مسألة مثلا في أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة. وقال البقالي:لم ينقص أجره إلا إذا قصر. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ج٢،ص:٩٤)

الجواب وباللہ التوفیق: نماز ہوجائے گی لیکن ایسے خیال کو دفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں سلام علیکم کہنا:

(۳۹) **سوال:** امام السلام علیکم کے بجائے نماز میں سلام علیکم کہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مرسلین، گنگوہ

الجواب وباللہ التوفیق: نماز درست ہوگئی لیکن امام کو اس کی عادت نہ بنانی چاہیے، لفظ صحیح ادا کرنا چاہیے صحیح لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہے۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۱۲/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دو آیتیں پڑھ کر رکوع کر دیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

(۴۰) **سوال:** مسجد کے امام صاحب نے دوسری رکعت میں دو آیتوں کی قرأت کر کے

---

(۱) يجب حضور القلب عند التحريمة، فلو اشتغل قلبه بتفكر مسألة مثلا في أثناء الأركان، فلا تستحب الإعادة. وقال البقالي: لم ينقص أجره إلا إذا قصر. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، "مطلب في حضور القلب والخشوع" ج۲، ص:۹۴)

(۲) الأفضل فيهما بعده قائلاً السلام عليكم ورحمة الله هو السنة. (الحصكفى، الدر المختار مع رد المحتار، "باب صفة الصلاة"، ج۲، ص:۲۴۰، ۲۴۱)

رکوع کردیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مصطفیٰ، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کے پڑھنے سے نماز درست ہوجاتی ہے صورت مسئولہ میں دو آیتیں اگر چھوٹی تین آیتوں کے برابر تھیں تو نماز درست ہوگئی ورنہ نہیں، تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورہ عصر، اخلاص، کوثر وغیرہ کے برابر ہو یا کم از کم درج ذیل آیتوں کے برابر ہوجائے۔ ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝﴾ اگر آپ دوسری رکعت میں پڑھی گئی دونوں آیتیں لکھ دیں تو واضح طور پر بتادیا جائے گا کہ یہ دو آیتیں چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہیں یا نہیں، نیز امام کو اتنی کم قرأت نہیں کرنی چاہئے کہ شبہ ہونے لگے کہ نماز ہوئی یا نہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۶/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کلائی کھلی ہوئی حالت میں پڑھی گئیں نمازوں کا حکم:

(۴۱) **سوال**: ایک عورت اپنے گھر میں نماز پڑھتی ہے اور اس کی نماز میں کلائی کھلی ہوئی ہے، گھر میں صرف محرم رہتے ہیں غیر محرم کوئی نہیں آتا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر نماز نہیں ہوگی تو اس کی قضا کب سے کرے گی وہ یہ سمجھ کر نماز پڑھ رہی ہے کہ یہاں کوئی غیر محرم نہیں آتا؟ فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، مظفر نگر

(۱) وضم أقصر سورة كالكوثر أو ما قام مقامها، وهو ثلاث آيات قصار، نحو ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝﴾ وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثا قصاراً. ذكره الحلبي أي في شرحه الكبير على المنية. وعبارته: وإن قرأ ثلاث آيات قصاراً أو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاث آيات قصار خرج عن حد الكراهة المذكورة: يعنى كراهة التحريم (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ''باب صفة الصلاة'': ج ۲،ص: ۱۴۹، ۱۵۰، زکریا)

الجواب وباللہ التوفیق: تنہائی میں اور محرم کے سامنے بھی ستر چھپانا لازم ہے اس لیے صورت مسئولہ میں جب کہ ستر کا حصہ کھلا ہوا ہے تو نماز نہیں ہوئی جلد از جلد ان نمازوں کی قضا کر لیں جتنی نمازیں اس حالت میں پڑھی ہیں کہنی چھپانی بھی لازم ہے خواہ دوپٹے ہی سے چھپائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۳۷/۳/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تنہا نماز پڑھنے والے کی آخری دو رکعتوں میں کسی نے اقتداء کی اس نے جہراً نماز پڑھائی نماز درست ہوئی یا نہیں؟

(۴۲) **سوال**: ایک شخص کی جماعت مکمل چھوٹ گئی اب وہ وقت کے اندر اپنے کمرے میں نماز ادا کر رہا ہے اور وہ تنہا دو رکعت پڑھ چکا ہے اور دو رکعت باقی ہیں کہ ایک ساتھی اس کے ایک طرف آ کر کھڑا ہو گیا اور اس سے کہد یا امامت کی نیت کرو اور اس نے ساتھی کی نیت کر لی اور اس نے دو رکعت پہلے سراً پڑھیں اور اب دو رکعت جہراً پڑھائیں کیا نماز درست ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالمالک، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: جہری نمازیں انفرادی طور پر پڑھنے میں نمازی کو اختیار ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت جہراً کرے یا سراً، آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کی قرأت سراً ہے نہ کہ جہراً اگر مذکورہ شخص نے آخری دو رکعتوں میں جہراً سورہ فاتحہ پڑھی اور سجدہ سہو نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی، اگر جہر سے مراد صرف بلند آواز سے تکبیر کہنا ہے تو نماز درست ہوگئی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۳۸/۲/۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وبدن الحرة عورة إلا وجهها و كفيها وقدميها. (ابن نجيم، البحر الرائق ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز میں کتنی دیر ستر کھلا رہنے سے نماز فاسد ہوگی:

(۴۳)**سوال**: نماز میں اگر ستر کھلا رہ جائے اور وہ سبحان اللہ پڑھنے کے بقدر کھلا رہا تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟ اسی طرح اگر عورت کی کہنی نماز میں کھلی رہ جائے تو صرف سبحان اللہ کے بقدر کھلی رہنے سے نماز فاسد ہوگی یا سبحان ربی العظیم کے بقدر؟ مرد اور عورت کا ستر کیا ہے، کیا عورت کی کہنی کا بھی وہی حکم ہے جو مرد کے ناف سے گھٹنوں تک کا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مرد یا عورت کا ستر حالت نماز میں اگر غلطی یا بھولے سے چوتھائی حصہ کھل گیا اور وہ ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ستر چوتھائی سے کم کھلا یا ایک رکن سے کم کھلا رہا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر چوتھائی ستر عمداً و جان بوجھ کر کھولا تو نماز فوراً فاسد ہو جائے گی خواہ ایک رکن سے کم ہی کھلا ہو، نماز میں عورت کی کہنی کا بھی وہی حکم ہے، جو مرد کے ناف و گھٹنہ کے درمیان کا ہے۔

”والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح...... وهي للرجل ما تحت سرته إلى ما تحت ركبته...... وللمرأة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين والقدمين على المعتمد“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران گنگوہی (۱۴۳۵/۱/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......شرح كنز الدقائق، ج۱،ص:۴۶۸،زکریا دیوبند)

(۲)ويخير المنفرد في الجهر وهو أفضل ويكتفى بأدناه إن أدى، وفي السرية يخافت حتما على المذهب، الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ج۲،ص:۲۵۱)

(۱)(قوله : ويمنع إلخ) هذا تفصيل ما أجمله بقوله: وستر عورته ح . (قوله: حتى انعقادها) منصوب عطفا على محذوف: أي ويمنع صحة الصلاة حتى انعقادها. والحاصل أنه يمنع ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عمل کثیر کی تعریف کیا ہے؟

(۴۴)**سوال:** عمل کثیر کی تعریف کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری سعید عالم صاحب، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے کو یہ یقین ہو کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے عمل کثیر کہلاتا ہے۔ یہ ہی قول عام مشائخ کا ہے اور مفتی بہ ہے اور احتیاط کے قریب ہے۔

”فیه أقوال خمسة، أصحها مالا یشك بسببه الناظر من بعید في فاعله أنه لیس فیها وإن شك أنه فیها أم لا فقلیل الخ“(١)

”قوله: وفیه أقوال ...... صححه في البدائع، وتابعه الزیلعي والولوالجي وفي المحیط أنه الأحسن. وقال الصدر الشهید: إنه الصواب. وفي الخانیة والخلاصة: إنه اختیار العامة. وقال في المحیط وغیره: رواه الثلجی عن أصحابنا. حلیه...... قوله: ما یشك، أي عمل لا یشك: أي بل یظن ظناً غالباً“(شرح المنیة......والناظر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......الصلاة فی الابتداء ویرفعها في البقاء ح. (قوله : قدر أداء رکن) أي بسنته منیة. قال شارحها: وذلك قدر ثلاث تسبیحات اهـ. وکأنه قید بذلك حملا للرکن علی القصیر منه للاحتیاط، وإلا فالقعود الأخیر والقیام المشتمل علی القراءة المسنونة أکثر من ذلك، ثم ما ذکره الشارح قول أبي یوسف. واعتبر محمد أداء الرکن حقیقة، والأول المختار للاحتیاط کما في شرح المنیة، واحترز عما إذا انکشف ربع عضو أقل من قدر أداء رکن فلا یفسد اتفاقا، لأن الانکشاف الکثیر من الزمان القلیل عفو کالانکشاف القلیل في الزمن الکثیر، وعما إذا أدی مع الانکشاف رکنا فإنها تفسد اتفاقا، قال ح: واعلم أن هذا التفصیل في الانکشاف الحادث في أثناء الصلاة، أما المقارن لابتدائها فإنه یمنع انعقادها مطلقا اتفاقا بعد أن یکون المکشوف ربع العضو، وکلام الشارح یوهم أن قوله: قدر أداء رکن، قید في منع الانعقاد أیضا. (قوله بلا صنعه) فلو به فسدت في الحال عندهم قنیة قال ح: أي وإن کان أقل من أداء رکن اهـ. (ابن عابدین، رد المحتار، ”مطلب في ستر العورة“: ج٢، ص:٨١، ٨٢؛ و الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”باب شروط الصلاة“: ج٢، ص:٧٥ تا ٧٨، زکریا.)

(١)الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها“: ج٢، ص:٣٨٥.)

فاعل يشك، والمراد به من ليس له علم بشروع المصلي بالصلاة كما في الحلية والبحر ''(أيضاً)

''والثالث أنه لو نظر إليه ناظر من بعيد، إن كان لا يشك أنه في غير الصلاة فهو كثير مفسد وإن شك فليس بمفسد وهذا هو الأصح، هكذا في التبيين وهو أحسن، كذا في محيط السرخسي وهو اختيار العامة، كذا في فتاوى قاضي خان والخلاصة''(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۵/۲۶ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نماز میں دورانِ قرأت رونا:

(۴۵) **سوال:** نماز میں دورانِ قرأت بلند آواز سے رونے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: معراج الدین، بیر بھوم

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کی حالت میں رونے پر اتنا کنٹرول کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ آواز پیدا نہ ہو لیکن اگر رونا خوفِ آخرت وللّٰہیت کی وجہ سے ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی شرط یہ ہے کہ سکتہ (انقطاع قرات) ایک رکن کے بقدر نہ ہو اور اگر ریا وغیرہ کے طور پر ہو تو حروف ظاہر ہوتے ہی نماز فاسد ہو جائے گی۔ سوال میں جس رونے کا ذکر ہے وہ کس بنیاد پر ہے۔ اس کو خود رونے والے پر چھوڑ دیا جائے وہ اپنی نیت کا حال خود جانتا ہے۔

''يفسدها (الصلاة) ...... والبكاء بصوت يحصل به حروف لوجع أو مصيبة لا لذكر جنة أو نار...... أما خروج الدمع بلا صوت أو صوت لا حرف معه فغير مفسد''(۱)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة'': ج۱،ص:۱۶۰.)
(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب : المواضع التي لا يجب فيها السلام'': ج۲،ص:۳۷۸.)

’’ولو أن في صلاته أو تأوه أو بكى، فارتفع بكاؤه فحصل له حروف، فإن كان من ذكر الجنة أو النار فصلاته تامة، وإن كان من وجع أو مصيبة فسدت صلاته. ولوتأوه لكثرة الذنوب لا يقطع الصلاة، ولو بكى في صلاته، فإن سال دمعه من غير صوت لا تفسد صلاته‘‘(١)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (١٣/٧/١٤٢٢ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شافعی المسلک محتلم کی پڑھائی گئی نماز کا حکم:

(٤٦) **سوال:** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منی پاک ہے اور حنفیہ نے کہا کہ منی ناپاک ہے، اگر کسی شافعی نے (جو احتلام شدہ تھا) نماز پڑھادی اور حنفی نے اس کی اقتداء کرلی تو حنفی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نوراللہ، سمستی پور

الجواب وبا اللہ التوفیق: احناف وشوافع کے درمیان منی کی پاکی یا ناپاکی میں اگرچہ اختلاف ہے مگر محتلم پر وجوب غسل کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے؛ اس لیے صورت مذکورہ میں خود امام کی نماز فاسد واجب الاعادہ ہے؛ اس لیے مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہوگئی۔(٢)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (٢٦/١/١٤١٥)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’الباب السابع فيما يفسد الصلاة‘‘: ج١، ص:١٥٩ مکتبہ فیصل دیوبند)۔

(٢) موجبه موت وحيض ونفاس ولادة بلا بلل في الأصح، وجنابة بدخول حشفة أو قدرها فرجا، وبخروج مني من طريقه المعتاد وغيره، والخلاصة: أن خروج المني ولو بحمل ثقيل أو سقوط من مكان مرتفع أو وجوده في الثوب مطلقاً: موجب للغسل عند الشافعية، سواء بشهوة أوغيرها. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز کی حالت میں پیشاب کے قطرات آئے تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

(۴۷) **سوال:** زید نماز پڑھ رہا تھا پہلی رکعت سکون سے پڑھ لی دوسری رکعت میں بحالت سجدہ پیشاب کے دو تین قطرے آئے اور اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے اس نے وضو نہیں کیا اور نماز پوری کر لی اس صورت میں اس کی نماز درست ہوگئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگی تو درست ہونے کی کیا صورت ہوگی۔ واضح فرمائیں اور یہ معاملہ کچھ دن سے جاری ہے جب کہ ہر نماز میں یہ ہوتا رہتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں قطرہ آتے ہی وضو اور نماز دونوں ختم ہوگئی وضو بنا کر اعادہ کرنا ضروری ہوگا۔

سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معذور نہیں ہے اس لیے جو حکم معذور کا ہے اس پر لاگو نہیں ہوگا اس کا وضو بھی ٹوٹ گیا اور اس کی نماز بھی نہیں ہوئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۱۱/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(موسوعة الفقه الإسلامي،''الطهارات: الفصل الخامس، الغسل'': ج۱ص: ۴۴۲، ۴۴۸، مکتبہ الاشرفیہ دیوبند)

قال والمعاني الموجبة للغسل إنزال المني على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم. (السراج الوهاج على متن المنهاج: ص: ۲۱)

وعند الشافعي رحمه الله خروج المني كيف ما كان يوجب الغسل. (المرغيناني، هداية، ''كتاب الطهارات: فصل في الغسل'': ج۱ص: ۳۱، دارالکتاب دیوبند)

(۱) وينقضه خروج كل نجس منه أي من المتوضى الحي معتادا أولا من السبيلين أولا. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار ''كتاب الطهارة''، ج۱ص: ۲۶۰، ۲۶۱، زکریا دیوبند)

ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھنا:

(۴۸)**سوال**: ریشمی کپڑا پہن کر یا زمین پر بچھا کر اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نماز تو ہو جاتی ہے مگر وہ شخص گناہگار ہوتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ شریف احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰه التوفیق: ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اور ریشم کو بچھا کر اس پر نماز پڑھنا اس کو فقہاء نے جائز کہا ہے۔ ''کما ورد في المختار بخلاف الصلاة على السجادة منه إلى من الحرير لأن الحرام هو اللبس دون الانتفاع'' احتیاط یہ ہے کہ ریشم کے کپڑے پر نماز نہ پڑھی جائے کہ یہ ہی تقویٰ ہے۔ لیکن اگر اس کپڑے پر نماز پڑھ لی تو ادا ہوگئی اس کا اعادہ ضروری نہیں۔

''عن عبد اللّٰه بن زرير يعني الغافقي أنه سمع علي بن أبي طالب يقول: إن نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخذ حريراً فجعله في يمينه، وأخذ ذهبا فجعله في شماله، ثم قال:إن هذين حرام على ذكور أمتي''(۱)

''عن سويد بن غفلة، أن عمر بن الخطاب خطب بالجابية، فقال نهى نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن لبس الحرير إلا موضع إصبعين، أو ثلاث، أو أربع''(۲)

''عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنما يلبس الحرير في الدنيا من لاخلاق له في الآخرة''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۳/۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء'': ج ۲، ص ۵۶۱ قم: ۴۰۵۷، مكتبہ نعیمیہ)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

درمیان نماز نابینا آجائے تو کیا حکم:

(۴۹) **سوال**: درمیان نماز میں نابینا سامنے آجائے اور ایک ہاتھ سے اس کو پکڑ کر ہاتھ سے ہٹا دیا جائے تو نماز میں خلل ہوگا یا نہیں؟

فقط والسلام
المستفتی: حاجی عبدالحمید، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اس کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر ہٹا دیا گیا تو یہ عمل کثیر نہیں ہوا اس لیے نماز فاسد نہیں ہوگی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۱۰/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں کھنکھارنے کا حکم:

(۵۰) **سوال**: ایک شخص نماز میں کھنکھارتا رہتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ نماز میں کھنکھارنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم، نئ آبادی، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا ضرورت کھنکھارنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اگر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب اللباس والزينة، باب: تحريم استعمال إناء الذهب و الفضة'': ج۲،ص۱۹۲،رقم:۲۰۶۹،اعزازیہ دیوبند.)

(۳) محمد بن إسماعيل، الصحيح البخاري، في صحيحه، ''كتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للجال و قدر ما يجوز منه'': ج۲،ص۸۶۷،رقم:۵۸۳۵،مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

(۱) ويدفعه هو رخصة فتركه أفضل ...... بتسبيح أو جهر بقراءة أو إشارة أي باليد أو الرأس أو العين. ولايزاد عليها عندنا. أي على الإشارة بما ذكر. (الحصكفي ، رد المحتار على الدرالمختار،''باب مايفسد الصلاة'': ج۲،ص:۴۰۳،زکریا)

ضرورت ہو مثلاً آواز بند ہوگئی، سانس رک گئی یا پڑھنا مشکل ہو جائے تو کھنکھارنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کھنکھار کر آواز کو درست کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کھنکھارنے کے ساتھ کوئی آواز نہ نکلے اور اگر کھنکھار یا کھانسی کے ساتھ بلا اضطرار دو حرف نکل بھی گئے مثلاً اُح کی آواز نکل گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اضطرار کی حالت مستثنیٰ ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۵/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مستور اعضاء کا نماز میں کھل جانا:

(۵۱)**سوال:** جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے اگر کوئی عضو نماز میں چوتھائی یا اس سے زیادہ کھل گیا اور ایک رکن کی مقدار کھلا رہا تو نماز ہوگی یا نہیں؟

ایک عورت کو الرجی کی بیماری ہے وہ پوری آستین کی قمیص نہیں پہن سکتی، آدھی آستین کی قمیص پہن کر نماز پڑھتی ہے اور دوپٹہ سے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح ڈھک کر نماز پڑھتی ہے کیا نماز ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: شاہد فاروق، سہارنپور

---

(۱) عقب العارض الاضطراري بالاختياري (يفسدها التكلم)...... (قوله: والتنحنح) هو أن يقول: أح بالفتح والضم. بحر. (قوله: بحرفين) يعلم حكم الزائد عليهما بالأولى، لكن يوهم أن الزائد لو كان بعذر يفسد، ويخالفه ظاهر مافي النهاية عن المحيط، من أنه إن لم يكن مدفوعاً إليه بل لإصلاح الحلق؛ ليتمكن من القراءة إن ظهر له حروف. (الحصكفي ، الدرالمختار مع رد المحتار، "باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها": ج۲،ص:۳۷۰و۳۷۶)

يفسد الصلاة، التنحنح بلاعذر بأن لم يكن مدفوعاً إليه وحصل منه حروف، هكذا في التبيين، ولو لم يظهر له حروف، فإنه لايفسد اتفاقا لكنه مكروه، كذا في البحر الرائق و إن كان بعذر، بأن كان مدفوعا إليه، لا تفسد لعدم إمكان الاحتراز عنه، وكذا الأنين والتأوه إذا كان بعذر بأن كان لايملك نفسه، فصار كالعطاس والجشاء. ولو عطس أو تجشأ فحصل منه كلام، لا تفسد، كذا في محيط السرخسي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ج۱،ص:۱۵۹، ۱۶۰ مكتبہ فيصل ديوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے اگر کوئی عضو چوتھائی یا اس سے زیادہ کھل گیا اور ایک رکن کی مقدار کھلا رہا تو نماز فاسد ہوجائے گی، صورت مسئولہ میں اگر ہاتھوں کو اوڑھنی میں اس طرح چھپالیا جاتا ہے کہ ان کا چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ نہیں کھلتا یا کھل کر ایک رکن کی مقدار نہیں رہتا تو نماز درست ہوجائے گی لیکن کچھ کھلے رہنے میں بھی کراہت ہے اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ نماز میں پوری آستین کی قمیص پہنی جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۱/۴/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دورانِ نماز کھانسی کا آنا:

(۵۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: نماز کی حالت میں اگر کھانسی آجائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرار، کھیڑی، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کی حالت میں کھانسی کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے تاہم کھانسی آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۷/۸ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ويمنع) حتى انعقادها (كشف ربع عضو) قدر أداء ركن بلا صنعه (من عورة غليظة أو خفيفة) على المعتمد (والغليظة قبل ودبر وما حولهما، والخفيفة ما عدا ذلك) من الرجل والمرأة، وتجمع بالأجزاء لو في عضو واحد، وإلا فبالقدر؛ فإن بلغ ربع أدناها كأذن منع. (قوله: ويمنع إلخ) هذا تفصيل ما أجمله بقوله وستر عورته ح (قوله: حتى انعقادها) منصوب عطفا على محذوف: أي ويمنع صحة الصلاة حتى انعقادها. والحاصل أنه يمنع الصلاة في الابتداء ويرفعها في البقاء ح. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز میں کھنی مارنے یا غلط لقمہ دینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

(۵۳)**سوال**: بعض بچے نماز میں قصداً کھنی مارتے ہیں اور بعض دفعہ غلط لقمہ دے دیتے ہیں تو اس سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرار، کھیڑی، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی ایسی حرکت نہ ہو کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہو تو کھنی مارنے یا غلط لقمہ دینے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور نہ ہی مقتدیوں کی نماز پر کوئی فرق پڑے گا لیکن سماعت کے لیے عاقل بالغ سمجھ دار ہونا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۷/۸ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (قوله: قدر أداء ركن) أي بسنته منية. قال شارحها: وذلك قدر ثلاث تسبيحات. ١هـ. وكأنه قيد بذلك حملا للركن على القصير منه للاحتياط، وإلا فالقعود الأخير والقيام المشتمل على القراء ة المسنونة أكثر من ذلك. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار،''باب شروط الصلاة'': ج۲، ص:۸۱-۸۳)

(۱)ويكره السعال والتنحنح قصدا وإن كان مدفوعًا إليه، لايكره، كذا في الزاهدي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة و ما لا يكره'' ج۱،ص:۱۶۵، زکریا دیوبند)

(۱)والصحيح أن ينوي الفتح على إمامه دون القراءة، قالوا: هذا إذا أرتج عليه قبل أن يقرأ قدر ما تجوز به الصلاة، أو بعدما قرأ ولم يتحول إلى آية أخرى، وأما إذا قرأ أو تحول، ففتح عليه، تفسد صلاة الفاتح، والصحيح: أنها لاتفسد صلاة الفاتح بكل حال، ولا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح. هكذا في الكافي. ويكره للمقتدي أن يفتح على إمامه من ساعته، لجواز أن يتذكر من ساعته، فيصير قارئاً خلف الإمام من غير حاجة، كذا في محيط السرخسي. ولا ينبغي للإمام أن يلجئهم إلى الفتح؛ لأنه يلجئهم إلى القراءة خلفه وإنه مكروه، بل يركع إن قرأ قدر ماتجوز به الصلاة، وإلا ينتقل إلى آية أخرى. كذا في الكافي. وتفسير الإلجاء: أن يردد الآية أو يقف ساكتا، كذا في النهاية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها،ج۱،ص:۱۵۷،۱۵۸)

فصار الحاصل: أن الصحيح من المذهب أن الفتح على إمامه لايوجب فساد صلاة أحد، لا الفاتح ولا الآخذ مطلقا في كل حال، بخلاف فتحه على إمامه فإنه لا يفسد مطلقا لفاتح وآخذ بكل حال......وينوي الفتح لا القراء ة. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق،''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها'' ج۲،ص:۱۰)

بچوں کو اپنے پاس بٹھانے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

(۵۴)**سوال:** عیدگاہ میں اکثر لوگ بچوں کو اپنے پاس بٹھلاتے ہیں تو اس سے بڑوں کی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرار، کھیڑی، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے بچوں کو جو چھوٹے اور ناسمجھ ہوں عیدگاہ میں نماز کے وقت نہ لے جانا چاہئے تاہم اگر بچہ چلا جائے اور اس کے نماز میں کھونے کا اندیشہ ہو تو اپنے پاس بٹھانے سے بھی نماز خراب نہیں ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۷/۸ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کورونا کے ماحول میں نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کا حکم:

(۵۵)**سوال:** کورونا میں مساجد بند ہیں جس کی وجہ سے نماز کے بہت سے مسائل پیدا ہورہے ہیں، مسجد میں تمام لوگوں کے نہ جانے کی وجہ سے بعض علماء نے گھر میں نماز پڑھنے اور قرآن یاد نہ ہونے کی صورت میں دیکھ کر قرآن پڑھنے کا مشورہ دیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا درست ہے خاص کر تراویح میں جب کہ لمبی لمبی قرأت یاد نہیں ہوتی کیا اس کی گنجائش

---

(۱)في العلائية:ويحرم إدخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم وإلا فيكره وفي الشامية تحته: (قوله ويحرم الخ) ......والمراد بالحرمة كراهة التحريم......وإلا فيكره أى تنزيها. تأمل. (ابن عابدين، رد المحتار، ج۲،ص:۴۲۹)

وفي التحرير المختار: (قول الشارح وإلا فيكره) أى حيث لم يبالوا بمراعاة حق المسجد من مسح نخامة أو تفل في المسجد وإلا فاذا كانوا مميزين ويعظمون المساجد بتعلم من وليهم فلا كراهة في دخولهم ١ هـ سندي. (التحرير المختار، ج۱،ص:۸٦،المطبعة الكبرى الأميرية، مصر)

قال الرحمتي: ربما يتعين في زماننا إدخال الصبيان في صفوف الرجال، لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبيان فأكثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدى ضررهم إلى إفساد صلاة الرجال. انتهى. (التحرير المختار، ج۱،ص:۷۳)

ہوسکتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عادل شیخ، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: احناف کے نزدیک دیکھ کر قرآن پڑھنا مفسد نماز ہے، جن لوگوں نے اس کا مشورہ دیا ہے وہ غلط مشورہ دیا، ممکن ہے کہ کسی دوسرے امام کی پیروی میں انہوں نے ایسا مشورہ دیا ہو لیکن احناف کے یہاں یہ عمل درست نہیں ہے اور اس کی احناف کے یہاں دو علتیں ہیں؛ ایک علت یہ ہے کہ قرآن میں دیکھنا، اوراق کو پلٹنا اور رکوع سجدے میں جاتے وقت قرآن کو رکھنا یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

دوسری علت یہ ہے کہ قرآن دیکھ کر پڑھنا یہ درحقیقت تعلیم حاصل کرنا ہے، جس طرح نماز میں کسی زندہ آدمی سے اگر کوئی تعلیم حاصل کرے تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اسی طرح قرآن کے نسخے کے ذریعہ بھی اگر کوئی تعلیم حاصل کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کورونا کا بہانا بنا کر نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنے کا مشورہ دینا درست نہیں ہے، تراویح میں اگر بڑی سورت یاد نہ ہو تو چھوٹی سورت پر اکتفاء کرے، لیکن قرآن دیکھ کر تراویح میں بھی درست نہیں ہے۔ علامہ ابن ہمامؒ نے اس کی صراحت کی ہے وہ لکھتے ہیں:

”و تحقیقه أنه قياس قراءة ما تعلمه في الصلاة من غير معلم حي عليها من معلم بجامع أنه تلقن من خارج وهو المناط في الأصل“[1]

”ولأبي حنيفة رحمه الله وجهان: أحدهما أن حمل المصحف وتقليب الأوراق، والنظر فيه، و التفكر ليفهم ما فيه فيقرأ، عمل كثير، والعمل الكثير مفسد؛ لما تبين بعد هذا، و على هذا الطريق لا يفترق الحال (بينهما إذا كان المصحف في يديه، أو بين يديه، أو قرأ من المحراب)“[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۵/۱۴۴۳ھ)

(۱) ابن الهمام، فتح القدير ”كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها“: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مائک سے نماز ادا کرنا:

(۵٦)**سوال:** مسجد میں نماز کے وقت مقتدیوں کی تعداد زیادہ ہو تو امام مائک لگا کر نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں اور نماز مکمل ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست ہے، اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ تاہم بلا ضرورت استعمال کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲٦/۱۱/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

منہ کے اندر الائچی یا لونگ رکھ کر نماز پڑھانا:

(۵۷)**سوال:** ایک امام صاحب فرض نماز کے دوران اپنے منہ کے اندر الائچی اور لونگ وغیرہ رکھنے کے عادی ہیں تاکہ صاف اور خوش الحان آواز میں قرأت کرسکیں تو امام صاحب کا یہ عمل درست

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج۱،ص:۴۱۲.

(۲)محمود بن أحمد، المحيط البرهاني:''كتاب الصلاة، الفصل الخامس: باب ما يفسد الصلاة و ما لا يفسد'' ج۲،ص:۱۵۷.

(۱)الإمام إذا جهر فوق الحاجة فقد أساء اهـ. والإسائة دون الكراهة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: مطلب في رفع المبلغ صوته زيادة على الحاجة'': ج۱،ص:۵۸۹،مکتبہ: ایچ ایم سعید کراچی، پاکستان)

وإذا جهر الإمام فوق حاجة الناس فقد أساء؛ لأن الإمام إنما يجهر لإسماع القوم ليدبروا في قراءته ليحصل إحضار القلب، كذا في السراج الوهاج. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع، في صفة الصلاة، الفصل الثاني: في واجبات الصلاة'': ج۲،ص:۱۲۹،مکتبہ: زکریا، دیوبند)

والمستحب أن يجهر بحسب الجماعة فإن زاد فوق حاجة الجماعة فقد أساء. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان واجب الصلاة'': ص:۲۵۳،مکتبہ: شیخ الہند، دیوبند)

ہے یا نہیں؟ گذشتہ نمازوں کا کیا ہوگا آیا لوٹائی جائیں گی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری محمد اکرم، دہرادون

الجواب و بالله التوفيق: اگر مذکورہ امام کی عادت الائچی یا لونگ ثابت رکھنے کی ہوتو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی؛ لیکن یہ عادت ناپسندیدہ ہے اس سے احتراز ضروری ہے اور اگر الائچی یا لونگ کو چبایا اور اس کے ذرات لعاب کے ذریعہ حلق کے اندر چلے گئے تو نماز فاسد ہوگی اور اس حالت میں پڑھی گئیں تمام نمازیں قابل اعادہ ہیں۔(۱)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **كتبه:** محمد اسعد جلال قاسمی (۲۳/۱/۱۴۳۸ھ)

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

عورتوں کا باریک لباس پہن کر نماز پڑھنا:

(۵۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: چست اور باریک لباس پہن کر اگر کوئی عورت نماز پڑھے تو نماز ادا ہوئی یا نہیں؟ یا اس نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے؟''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سمیر ابن خورشید، بہار

---

(۱) و يكره وضع شيء لا يذوب في فمه وهو يمنع القراءة المسنونة أو يشغل باله كذهب. قوله: لا يذوب احترز به عما يذوب كالسكر يكون في فيه إذا ابتلع ذوبه فإنها تفسد، ولو بدون مضغ، ذكره السيد. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، شرح نور الإيضاح،''كتاب الصلاة: فصل في المكروهات''،ص:۳۵۵)

ويكره أيضا عند الحنفية والمالكية والحنابلة وضع شيء في فمه لا يمنعه من القراءة؛لأنه يشغل باله،وصرح الحنفية بأن يكون هذا الشيء لا يذوب،فإن كان يذوب كالسكر يكون في فيه،فإنه تفسد صلاته إذا ابتلع ذوبه. (الموسوعة الفقهية الكويتية،''مادة: الصلاة: الأماكن التي تكره الصلاة فيها'': ج ۲۷، ۱۱۶، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

الجواب وباللہ التوفیق: نماز ہو یا خارجِ نماز باریک اور ایسا چست لباس جس سے جسم کی ساخت نظر آئے پہننا حرام ہے اس طور پر اعضاء مخفیہ کا دکھانا بھی حرام اور دیکھنا بھی حرام ہے اگر چہ بلاشہوت ہو اس لیے کہ عورت کے لئے چہرہ پاؤں اور ہاتھ کے علاوہ پورا بدن ڈھانپنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی اگر کپڑے سے ستر کا رنگ بھی نظر آئے تو اس لباس میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر نماز پڑھ لی گئی ہو اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر کوئی مرد ایسا لباس پہنتا ہے جس سے اس کے جسم کی بناوٹ ظاہر ہو رہی ہو تو ایسے لباس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے تاہم ایسے لباس میں اگر نماز پڑھ لی گئی تو نماز ادا ہوگئی اس نماز کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

''بدن الحرة عورة إلا وجهها و كفيها وقدميها''[1]

''إذا كان الثوب رقيقاً بحيث يصف ما تحته أي لون البشره لا يحصل به ستر العوة''[2]

''(قوله: لايصف ما تحته) بأن لايرى منه لون البشرة احترازا عن الرقيق ونحو الزجاج (قوله: ولايضر التصاقه) أي بالألية مثلا، وقوله:وتشكله من عطف المسبب على السبب. وعبارة شرح المنية:أما لو كان غليظا لايرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لايمنع جواز الصلاة لحصول الستر''[3]

''أنه صلى الله عليه وسلم حذر أهله وجميع المؤمنات من لباس رقيق الثياب الواصفة لأجسامهن بقوله:كم من كاسية في الدنيا عارية يوم القيامة،وفهم منه أن عقوبة لابسة ذلك أن تعرى يوم القيامة''[4]

---

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، '' '':ج۱،ص:۱۱۵،مکتبہ فیصل دیوبند.)

(۲)إبراهيم الحلبي، الحلبي كبيرى:ص:۲۱۴.)

(۳)ابن عابدين،رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب شروط الصلاة،مطلب في ستر العورة''ج۱،ص:۴۱۰.)

(۴)العيني،عمدة القاري شرح البخاري،''باب ماكان النبي صلى الله عليه وسلم يتجوز من اللباس'': ج۲۲،ص:۲۰ دار الفکر.)

’’في تكملة فتح الملهم: فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لاتقره الشريعة الإسلامية...... وكذلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكى للناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره، فهو في حكم ماسبق في الحرمة وعدم الجواز‘‘(١)

’’إذا كان الثوب رقيقًا بحث يصف ماتحته أي لون البشرة لايحصل به سترة العورة‘‘(٢)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤٤٣/٤/١٤ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

عذر کی وجہ سے کیے گئے تیمّم سے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا یا نہیں؟

(۵۹) **سوال**: اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمّم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمّم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں؟ مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے تو تجھ کو مار ڈالوں گا تو اس تیمّم سے جو نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہوئی یا نہیں؟ مسائل بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ نماز پھر سے دہرائے صحیح مسئلہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: بہشتی زیور میں جو مسئلہ لکھا ہے وہ درست ہے، مسئلہ اسی طرح شامی میں بھی ہے:

(١) المفتي محمد تقي العثماني، تكملة فتح الملهم شرح المسلم ’’كتاب اللباس والزينة‘‘: ج٤، ص:٨٨.
(٢) إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري: ص:٢١٤.

”اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد كأسير منعه الكفار من الوضوء ومحبوس في السجن ومن قيل له أن توضأت قتلتك جاز له التيمم ويعيد الصلاة إذا زال المانع كذا في الدر والوقاية وأما إذا كان من قبل الله تعالیٰ كالمرض فلا يعيد“[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۶/۴/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں شوہر کا بوسہ لینا:

(٦٠) **سوال**: عورت اگر نماز پڑھ رہی ہو اور شوہر بوسہ لے لے تو عورت کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ، مرشد آباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عورت کی نماز کے دوران شوہر نے اس کو شہوت سے چھوا یا اس کا بوسہ لے لیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، شوہر کو نماز کے دوران ایسا نہیں کرنا چاہئے، عورت ایسی صورت میں دوبارہ نماز پڑھے۔

”ولو مس المصلية بشهوة أو قبلها بدونها فإن صلاتها تفسد“[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی، **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد حسنین ارشد قاسمی (۵/۸/۲۰۲۱ء)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب التيمم“: ج۱، ص: ۳۹۹، ۳۹۸.)

(۲) أيضاً: ”كتاب الصلاة: مطلب في التشبه بأهل الكتاب“: ج۲، ص: ۳۸۵، زکریا دیوبند)

فصل ثانی

مکروہاتِ نماز کا بیان

سلام پھیرتے وقت ''السلام علیتم'' کہنا:

(۶۱)**سوال:** نماز میں سلام پھیرتے وقت ایک امام علیکم کے بجائے علیتم کہتے ہیں، کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رفیق احمد، بارہ مولہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز درست ہو جاتی ہے، لیکن سنت طریقہ یہ ہے کامل اور صاف طور پر ''السلام علیکم ورحمة اللّٰه'' کہے ورنہ سنت کو ترک کرنے والا ہوگا، البتہ اگر وہ ادائیگی پر قدرت نہ رکھتا ہو تو معاف ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۴/۸: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)قوله: هو السنة) قال في البحر، وهو على وجه الأكمل أن يقول: السلام عليكم ورحمة اللّٰه مرتين، فإن قال: السلام عليكم أو السلام أو سلام عليكم أو عليكم السلام أجزأه و كان تاركاً للسنة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة السلام'': ج۲،ص:۲۴۱،زکریا دیوبند)

وفي القنية: هو الأصح هكذا في شرح النقاية للشيخ أبي المكارم ويقول السلام عليكم ورحمة اللّٰه. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، الفصل الثالث، في سنن الصلاة ، و آدابها و كيفيتها'': ج۱،ص:۱۳۴،زکریا دیوبند)

ثم يسلم عن يمينه مع الإمام فيقول: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وعن يساره كذلك. (شيخ زاده إبراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، ''كتاب الصلاة'': ج۱،ص:۱۵۴،بیروت،لبنان)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه كان يسلم عن يمينه وعن يساره: السلام عليكم ورحمة اللّٰه، السلام عليكم ورحمة اللّٰه. (أخرجه الترمذي، في سننه، '' أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في التسليم في الصلاة '': ج۱،ص:۶۵،رقم ۲۹۵)

ابھری ہوئی قبروں کے سامنے نماز پڑھنا:

(٦٢)**سوال**: مسجد کے صحن میں قبریں ابھری ہوئی ہیں جو نمازیوں کے سامنے آجاتی ہیں تو ان کی نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افروز عالم، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قبر کے سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے(۱) مذکورہ صورت میں قبر کا نشان مٹادیا جائے، تو نماز بلا کراہت درست ہوجائے گی۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۲/۳: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نیا جوتا پہن کر نماز پڑھنا

(٦٣)**سوال**: بعض حضرات نیا جوتا پہن کر نماز پڑھتے ہیں، نماز جنازہ میں یہ عام بات ہے، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: خادم حسین، اترا کھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر تو یہ ہے کہ جوتا پہن کر نماز نہ پڑھے تاہم اگر جوتا پاک صاف ہے اور پہن کر نماز پڑھ لی تو نماز ادا ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں، تمام نمازوں کا یہی حکم ہے۔(۳)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۲/۳: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن أبي مرثد الغنوي يقول، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا تجلسوا على القبور، ولا تصلوا إليها. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجنائز، باب في كراهية القعود ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز میں زور زور سے ”یا اللہ“ کہنا:

(۶۴)**سوال:** ایک شخص کو عادت ہے کہ نماز میں زور زور سے یا اللہ بولتا ہے، اس سے نماز میں خرابی آئے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ عادت مکروہ ہے اور واجب الترک ہے، اس سے نمازیوں کو خلل ہوتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۷/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......على القبر“:ص:۴۶۰، رقم ۳۲۲۹)

(۲)وفي الحاوي : وإن كانت القبور ما وراء المصلى لا يكره فإنه إن كان بينه وبين القبر مقدار ما لو كان في الصلاة ويمر الانسان لا يكره فههنا أيضاً لا يكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ” “:ج۱،ص:۱۰۷)

(۳)عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي حافيا ومتنعلاً. (أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل“:ص:۹۶، رقم:۶۵۳، دارالسلام)

وأما المسجد النبوي فقد كان مفروشاً بالحصا في زمنه بخلافه في زماننا، ولعل ذلك محمل ما في عمدة المفتى من أن دخول المسجد متنعلاً من سوء الأدب. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: مطلب في أحكام المسجد“: ج۲،ص:۴۲۹)

ولو افترش نعليه وقام عليهما جاز فلا يضر نجاسة ما تحتهما لكن لا بد من طهارة نعليه مما يلي الرجل لا مما يلي الأرض. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي، ”كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فضل الصلاة عليه“: ج۱،ص:۵۸۲، دارالکتاب، دیوبند)

(۱)قوله والدعاء بما يشبه كلامنا هو ما ليس في القرآن ولا في السنة ولا يستحيل طلبه من العباد، فإن ورد فيهما أو استحال طلبه لم يفسد كما في البحر ......قوله: لا لذكر جنة أو نار؛ لأن الأنين ونحوه إذا كان يذكرهما صار كأنه قال: اللهم إني أسألك الجنة وأعوذ بك من النار، ولو صرح به لا تفسد صلاته، وإن كان من وجع أو مصيبة صار كأنه يقول: أنا مصاب فعزوني، ولو صرح به تفسد، كذا في الكافي. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام“ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حالت نماز میں ٹوپی سر سے گر جائے، تو کیا کرے؟

(۶۵) **سوال**: نماز میں اکثر ٹوپی سر سے گر جاتی ہے، تو اس کو چھوڑ دے یا اٹھا کر سر پر رکھ لے، کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیق الرحمان، چندی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں قیام یا رکوع کی حالت میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز ہی ٹوٹ جائے گی، البتہ حالت سجدہ میں سر سے گری ہوئی ٹوپی عمل قلیل کے ساتھ مثلاً ایک ہاتھ سے اٹھا کر پہنی جا سکتی ہے، بلکہ ایسا کرنا افضل ہے اس سے نماز میں خرابی نہیں ہوگی۔(۱)

’’ولو سقطت قلنسوة فإعادتها أفضل، إلا إذا احتاجت لتكوير أو عمل كثير‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۷/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ۲، ص: ۳۷۷، ۳۷۸، زکریا)

وإذا أخبر بما يعجبه فقال: سبحان الله، أو لا إله إلا الله أو والله أكبر، إن لم يرد به الجواب لا تفسد صلاته عند الكل، وإن أراد به الجواب فسدت. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع، فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها‘‘: ج ۱، ص: ۱۵۸، زکریا دیوبند)

(۱) الأول أن ما يقام باليدين عادة كثيرٌ، وإن فعله بيد واحدة كالتعمم...... ولبس القلنسوة ونزعها. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة، و ما يكره فيها‘ النوع الثاني: في الأفعال المفسدة للصلوٰة‘‘: ج ۱، ص: ۱۶۰، زکریا دیوبند)

(۲) الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها‘‘: ج ۲، ص: ۴۰۸، زکریا دیوبند.

نماز شروع کرنے کے بعد امام کا کرتہ، پائجامہ درست کرتے رہنا:

(٦٦) **سوال:** امام صاحب ہاتھ باندھنے کے بعد بار بار ہاتھ کو منہ پر پھیرتے ہیں اور کرتے کو بھی کھینچتے ہیں اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد پائجامہ کو اور کرتے کو ٹھیک کرتے ہیں، تو ایسے شخص کی امامت اور نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام یا غیر امام کو ایسی فضول حرکتوں سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور ایسا عمل کبھی عمل کثیر بن جاتا ہے اور نماز کے فساد کی نوبت آ جاتی ہے، لہٰذا ایسے عبث فعل سے امام اور مصلیوں کو بچنا چاہیے۔ تاہم اگر رکوع یا سجدے سے اٹھتے وقت بدن سے چپکے ہوئے دامن کو ایک ہاتھ سے درست کرلیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (١)

’’ويكره أيضاً: أن يكف ثوبه وهو في الصلاة بعمل قليل بأن يرفعه من بين يديه أو من خلفه عند السجود أو يده فيها وهو مكفوف كما إذا دخل وهو مشمر الكم أو الذيل وأن يرفعه‘‘(٢)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۶/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل وعبثه به أي بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجة، قوله وعبثه هو فعل لغرض غير صحيح، قال في النهاية: وحاصله أن كل عمل هو مفيد للمصلى فلا بأس به. (الحكصفي و ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختار،’’كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية‘‘: ج۲،ص:۴۰۶،زکریا دیوبند)

يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود، كذا في معراج الدراية. ولا بأس بأن ينفض ثوبه كيلا يلتف بجسده في الركوع. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،’’كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة و فيما لا يكره‘‘: ج۱،ص:۱۶۴،زکریا دیوبند)

(٢) إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ’’فصل في صفة الصلاة‘‘: ص:۳۰۳، دار الكتاب ديوبند.)

جس مسجد کے بجلی کا بل ادا نہ ہو، تو اس میں نماز پڑھنے کا حکم؟

(٦٧)**سوال**: مسجد کی بجلی کا بل متولی ادا نہیں کرتا تو اس مسجد میں نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال، آگرہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس مسجد میں نمازوں کی ادائیگی درست ہے۔[۱] تاہم بل ادا نہ کرنے کا گناہ متولی پر ہوگا۔[۲] لہٰذا اسے چاہئے کہ بل ادا کرنے میں تاخیر نہ کیا کرے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۲: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پرندوں کی تصویروں والے کپڑے پر دوسرا کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا:

(٦٨)**سوال**: ایک کپڑے پر پرندوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں، زید نے اس پر دوسرا کپڑا بچھا کر نماز ادا کرلی تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عزیز ربانی، دہلی

---

(۱)وعن أبي سعيد رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأرض كلها مسجد إلا الحمام و المقبرة. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، كتاب الصلاة، باب في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، ص:۷۰، رقم:۴۹۲)

(۲)وعن خولة بنت قيس رضي الله عنها، قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن هذا المال خضرة حلوة، من أصابه بحقه بورك له فيه، ورب متخوض فيما شاءت به نفسه من مال الله ورسوله ليس له يوم القيامة إلا النار (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في أخذ المال“ ج۲،ص۶۲، رقم:۲۳۷۴)

(۳)عن أبي هريرة رضي الله عنه، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مطل الغني ظلم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الاستقراض، باب مطل الغني ظلم“: ج۱ص:۳۲۳، رقم:۲۴۰۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔[۱]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲۵/۱/۱۴۲۰ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گندی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا:

(۶۹) **سوال**: گندی ٹوپی استعمال کرنے سے سنت ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ گندی سے مراد سادھووں والا رنگ ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسحاق، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت تو ٹوپی ہے، رنگ کی اس میں تخصیص نہیں ہے، البتہ جو رنگ دوسری قوموں کا شعار ہو اس کو اپنانا درست نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۸/۲/۱۴۲۰ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ولا يكره (السجود على بساط فيه تصاوير) ذي روح (لم يسجد عليها) لإهانتها بالوطء عليها. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة:فصل فيما لا يكره للمصلي''، ص:۳۶۹، شیخ الہند)

قال في الهداية: لو كانت الصورة على وسادة ملقاة أو على بساط مفروش لا يكره لأنها تداس وتوطأ بخلاف ما إذا كانت الوسادة منصوبة أو كانت على الستر لأنها تعظيم لها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها''، ج۲، ص:۴۱۷، زکریا دیوبند)

وفي البساط روايتان : والصحيح : أنه لا يكره على البساط إذا لم يسجد على التصاوير، وهذا إذا كانت الصورة كبيرة تبدو للناظر من غير تكلف. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع، فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، فيما يكره في الصلاة وما لا يكره''، ج۱، ص:۱۶۶، زکریا)

(۲) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورة الأعراف:۳۱)

وصلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته ومهنة أي خدمة إن له غيرها، قال في البحر: وفسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر، والظاهر أن الكراهة تنزيهية. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها''، ج۲، ص:۴۰۷، زکریا دیوبند)

نماز میں تصویر رکھ کر نماز پڑھنا:

(۷۰)**سوال**: نماز میں تصویر، رکھنا اور چشمہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: منیر الاسلام، بنگال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اتنی چھوٹی تصویر جیسے کہ روپیہ پر ہوتی ہے، اگر الجھن کا سبب بنے، تو کراہت ہے ورنہ نہیں، چشمہ لگا کر نماز درست ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۸/۲:۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ننگے سر نماز پڑھنا:

(۷۱)**سوال**: آج کے دور میں آزاد خیال لوگ کھلے سر نماز پڑھتے ہیں اور اس کو فیشن بنایا ہے، شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ جلال، دیوبند

---

(۱)ولبس ثوب فيه تماثيل وذي روح وأن يكون فوق رأسه أو بين يديه أو بحذائه يمنة أو يسرة أو محل سجوده تمثال ولو في وسادة منصوبة لا مفروشة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها'': ج۲،ص:۴۱۶، ۴۱۷)

وقال في الشامية: قوله ولبس ثوب فيه تماثيل عدل عن قول غيره تصاوير لما في المغرب: الصورة عام في ذی الروح وغيره والتمثال خاص بمثال ذی الروح، ويأتي أن غير ذی الروح لا يكره. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج۲،ص:۴۱۶، زکریا دیوبند)

وإن كانت الصورة على الإزار أو الستر فمكروه، ويكره التصاوير على الثوب صلى فيه أو لم يصل، أما إذا كانت في يده وهو يصلى فلا بأس به لأنه مستور بثيابه، وكذا لو كان على خاتمه. (إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ''كتاب الصلاة: فصل في صفة الصلاة'': ص:۳۱۲، دار الکتاب دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سر چھپانا، ٹوپی اوڑھنا اسلامی لباس میں داخل ہے اور اس کی خاص فضیلت واہمیت اسلام نے بیان کی ہے اور کھلے سر سامنے آنا جانا بے ادبی شمار ہوتا ہے اور شرفاء وائمہ کرام وصحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کی عادت کے خلاف ہے۔(۱)

’’وتکرہ صلاته حاسراً أي کاشفاً رأسه للتکاسل در مختار وعن بعض المشائخ أنه لأجل الحرارة والتخفیف مکروہ‘‘(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۷/۸/۱۴۱۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دورانِ نماز بچہ نے پستان منہ میں لے لیا، عورت کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(۷۲) **سوال:** عورت نے نماز پڑھنی شروع کی، بچہ نے آکر زبردستی اس کے پستان میں منہ لگالیا اور چوسنے لگا، تو اس سے نماز میں کوئی خرابی لازم آئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: فہیم الدین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف پستان منہ میں لینے سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئی، البتہ اگر دودھ پیا ہو، یعنی بچہ کے منہ میں دودھ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، عالمگیری میں ہے۔(۱)

---

(۱) وتکرہ الصلاة حاسراً رأسه إذا کان یجد العمامة وقد فعل ذلك تکاسلاً أو تهاوناً بالصلاة، ولا بأس به إذا فعله تذللاً وخشوعاً، بل هو حسن، کذا في الذخیرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ’’کتاب الصلاة: الباب السابع، الفصل الثاني فیما یکره في الصلاة و ما لا یکره‘‘: ج۱، ص: ۱۶۵، زکریا دیوبند)

(۲) ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلاة: مکروهات الصلاة و ما لا یکره، ومطلب في الخشوع‘‘: ج۲، ص: ۴۰۷، ۴۰۸، زکریا)

(۱) قوله أو مص ثدیها ثلاثاً هذا التفصیل مذکور في الخانیة والخلاصة، وهو مبنی علی تفسیر الکثیر بما اشتمل علی الثلاث المتوالیات، ولیس الاعتماد علیه. وفي المحیط: إن خرج اللبن ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

''صبي مص ثدي امرأةٍ مصلية، إن خرج اللبن فسدت، وإلا فلا؛ لأنه متى خرج اللبن يكون إرضاعاً، وبدونه لا، كذا في محيط السرخسي''(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۷/۸/۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کا ایک پاؤں پر کھڑا ہونا:

(۷۳) **سوال:** اکثر دیکھا جاتا ہے کہ امام مسجد نماز میں حالت قیام میں اپنا پورا وزن ایک پاؤں پر رکھ کر کھڑے رہتے ہیں، جس سے ایسا معلوم ہوتا کہ امام صاحب ایک طرف کو جھکے ہوئے ہیں، تو اس سے نماز میں کراہت آئے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: نماز میں کبھی ایک پاؤں کبھی دوسرے پاؤں پر وزن ڈال کر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ درست ہے؛ البتہ ایک پیر پر پورا وزن ڈال کر دوسرے پیر کو بالکل ڈھیلا چھوڑ کر کھڑے ہونے میں ایک طرف کو جھکاؤ معلوم ہونے لگے جس طرح گھوڑا ایک پاؤں پر پورا وزن ڈال کر دوسرے پاؤں کو ٹیڑھا کر کے کھڑا ہوتا ہے اور کوئی عذر بھی نہ ہو،

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فسدت لأنه يكون إرضاعاً، وإلا فلا، ولم يقيده بعدد، وصححه في المعراج. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة'': ج ۲، ص: ۳۹۰، زکریا)

فروع مهمة: أرضعته أو أرضعتها هو فنزل لبنها فسدت ولو مص مصه أو مصتين ولم ينزل لا تفسد ولو ثلاثاً فسدت وإن لم ينزل. (ابن نجيم، النهر الفائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة'': ج ۱، ص: ۲۷۳، زکریا)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع، فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة'': ج ۱، ص: ۱۶۲)

تو یہ مکروہ ہے۔(۱)

''ویکرہ القیام علی أحد القدمین في الصلاۃ بلا عذر''(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۸/۱۷: ۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

"ما تجوز به الصلاة"

قرأت کے بعد امام کو لقمہ دینے سے نماز صحیح ہو جائے گی کہ نہیں؟

(۷۴) **سوال:** امام ''ما تجوز به الصلاة'' کی مقدار قرأت کر چکا تھا کہ اچانک بھول گیا بھولنے کے بعد کسی نے لقمہ دیا، پھر امام صاحب نے لقمہ لے کر آگے پڑھا، تو کیا یہ لقمہ لینا امام صاحب کے لیے درست ہے؟ اور نماز میں کوئی فرق لازم آئے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، سمستی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں امام کے لیے بہتر تھا کہ رکوع کر دیتا یا دوسری جگہ سے پڑھ دیتا؛ لیکن اگر لقمہ لے لیا، تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی، البتہ مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک لقمہ دینے کی شدید ضرورت نہ ہو امام کو لقمہ نہ دیں۔

''والصحیح أن ینوي الفتح علی إمامه دون القراءۃ قالوا: إذا أرتج علیه قبل أن یقرأ قدر ما تجوز به الصلاۃ أو بعد ما قرأ ولم یتحول إلی آیة أخری. وأما إذا قرأ أو تحول، ففتح علیه، تفسد صلاۃ الفاتح، والصحیح: أنها لا تفسد صلاۃ الفاتح

(۱) ویکرہ التراوح بین القدمین في الصلاۃ إلا بعذر، و کذا القیام بإحدی القدمین، کذا في الظهیریة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاۃ، الباب السابع: فیما یفسد الصلاۃ، و ما یکرہ فیها، الفصل الثاني: فیما یکرہ الخ'': ج۱، ص: ۱۶۷، فیصل، دیوبند)

(۲) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، '' '': ج۱، ص: ۶۶۲.

بکل حال ولا صلاۃ الإمام لو أخذ منه علی الصحیح، هکذا في الکافي.‘‘[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۹/۱۹: ۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے بعد آستین نیچے کیے بغیر نماز پڑھنا:

(۷۵) **سوال**: اگر کوئی شخص وضو کر رہا ہے اور جماعت شروع ہوگئی ہے اور اس نے اپنی آستین نیچے نہیں کی؛ اس لیے کہ اگر وہ آستین نیچے کرتا ہے، تو اس کی رکعت چھوٹ جاتی ہے تو اس کی نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد محفوظ الرحمٰن، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے شروع کرنے سے پہلے تمام آداب ومستحبات کی تکمیل مناسب ہے کہ خداوند کریم کے روبرو اور دربار خداوندی میں بندہ ہدایت ورحمت کے لیے حاضر ہو رہا ہے تو ایک سوالی کو اپنے مالک کے حضور فرض کی ادائیگی کے لیے ہر طرح سے اپنے کو سنوار کر اور سدھار کر جانا چاہیے۔ آستین کا اتارنا بھی آداب میں سے ہے اگر جان بوجھ کر ایسا کرے گا تو کراہت تنزیہی ہوگی۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہ (۱۲/۲: ۱۴۰۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ’’کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الخ‘‘: ج ۱، ص: ۱۵۷ فیصل۔

(۲) عن ابن عباس رضي اللہ عنه، عن النبي صلی اللہ علیه وسلم قال: أمرت أن أسجد علی سبعة أعظم ولا أکف ثوباً ولا شعراً. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ’’کتاب الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن کف الشعر‘‘: ج ۱، ص: ۱۹۳، رقم: ۴۹۰) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سر، گردن اور شانوں پر رومال لٹکانا

(۷۶)سوال: آستین چڑھا کر اور کہنی کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور سر، گردن، شانوں پر رومال لٹکانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر احمد کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کہنی کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[۱] سر پر یا شانوں پر بغیر لپیٹے ہوئے رومال ڈال کر دونوں طرف لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے[۲] اور خارج نماز اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو کراہت تحریمی ہے ورنہ درست ہے۔[۳]

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کے دوران ڈاڑھی اور منھ پر ہاتھ پھیرنا:

(۷۷)سوال: نماز پڑھاتے ہوئے امام صاحب ڈاڑھی اور منہ پر ہاتھ پھیرتے رہتے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(و) کرہ (کفہ) أي رفعه ولو لتراب کمشمر کم أو ذیل.(الحصکفي،الدر المختار مع رد المحتار،''کتاب الصلاۃ ، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیها'': ج۱،ص:۴۰۶)

قوله کمشمر کم أو ذیل أي کما لو دخل في الصلاۃ وهو مشمر کمه أو ذیله، وأشار بذلك إلیٰ أن الکراهة لا تختص بالکف وهو في الصلاۃ، کما أفاده في شرح المنیة. (ابن عابدین، رد المحتار،''مطلب في الکراهة التحریمیة و التنزیهیة'': ج۲،ص:۴۰۶)

ولو صلی رافعاً کمیه إلیٰ المرفقین، کرہ کذا في فتاویٰ قاضي خان. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۱۶۵،فیصل)

(۱)وقید الکراهة في الخلاصة والمنیة بأن یکون رافعاً کمیه إلی المرفقین. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: مطلب في الکراهة التحریمیة والتنزیهیة'': ج۲،ص:۴۰۶؛حلبي کبیري:ص:۳۲۱)

(۲)إذا أرسل طرفا منه علی صدرہ وطرفا علی ظهرہ یکرہ. (أیضاً:ج۲،ص:۴۰۵،زکریا)

(۳)فلو من أحد هما لم یکرہ کحال عذر وخارج صلاته في الأصح أي إذا لم یکن للتکبر فالأصح أنه لا یکرہ. (ابن عابدین أیضاً: ص۴۰۵)

ہیں اور بار بار اپنا کرتہ درست کرتے رہتے ہیں، رکوع سے اٹھ کر پائجامہ کھینچ کر سجدے میں جاتے ہیں، ایسی حرکتوں سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیرالدین دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب کو ایسی فضول حرکتوں سے احتراز کرنا چاہئے ان حرکتوں سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔(۱)

''ویکرہ أیضا: أن یکف ثوبہ وھو في الصلاۃ بعمل قلیل بأن یرفع من بین یدیہ أو من خلفہ عند السجود''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نائٹی پہن کر نماز پڑھنا کیا مکروہ ہے؟

(۷۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: نائٹی پہن کر نماز پڑھنا کیا مکروہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی زکریا، بنگلور

(۱) وکرہ کفہ أي رفعہ ولو لتراب، قولہ أي رفعہ أي سواء کان من بین یدیہ أو من خلفہ عند الانحطاط للسجود. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: مطلب في الکراھۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ'': ج۲، ص:۴۰۶، زکریا)

ولا یتشاغل بشيء غیر صلاتہ من عبث بثیابہ، أو بلحیتہ، لأن فیہ ترک الخشوع؛ لما روي أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا یعبث بلحیتہ في الصلاۃ، فقال: أما ھذا لو خشع قلبہ لخشعت جوارحہ. (الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، ''کتاب الصلاۃ، بیان ما یستحب في الصلاۃ و ما یکرہ'': ج۱، ص:۵۰۳، ۵۰۴، زکریا)

(۲) إبراھیم الحلبي، حلبي کبیري: ص:۳۳۷.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نائٹی یا اس طرح کا لباس جو آدمی بازار یا معزز محفلوں میں پہن کر نہیں جاتا ہے؛ بلکہ عام جگہوں پر اس کے پہن کر جانے کو معیوب سمجھا جاتا ہے ایسے لباس میں نماز پڑھنا خلاف ادب اور مکروہ تنزیہی ہے۔(۱)

’’وتکره الصلاة في ثياب البذلة، كذا في معراج الدراية‘‘(۲)

’’ويستحب أن يصلي في ثلاثة أثواب: إزار وقميص وعمامة، والمرأة في قميص وخمار ومقنعة، كذا في ’’المجتبى‘‘‘‘.(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۱۱/۱۴۴۱ھ)

کیا ہاف آستین میں نماز مکروہ ہوتی ہے؟

(۷۹)**سوال**: کیا ہاف آستین میں نماز مکروہ ہوتی ہے، اگر ہاں! تو فقہ وحدیث سے حوالہ عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوان، مرزاپور

---

(۱)والمستحب: أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب: قميص، وإزار، وعمامة ...... وأما المرأة، فالمستحب لها: أن تصلي في ثلاثة أثواب أيضاً قميص، وإزار، ومقنعه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الثالث في شروط الصلاة‘‘: ج۱، ص:۱۱۶، زکریا)

وأما اللبس المكروه: فهو أن يصلي في إزار واحد، أو سراويل واحد، لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى أن يصلي الرجل في ثوب واحد ليس على عاتقه منه شيء ولأن ستر العورة إن حصل فلم تحصل الزينة. وقد قال الله تعالىٰ: ﴿يَابَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ وروي أن رجلاً سأل ابن عمر رضي الله عنه عن الصلاة في ثوب وقال: أريت لو أرسلتك في حاجة أكنت منطلقاً في ثوب واحد؟ فقال: لا. فقال الله أحق أن تتزين له. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ’’كتاب الصلاة: بيان اللباس في الصلاة‘‘: ج۱، ص:۵۱۵، زکریا)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، فيما يكره الخ‘‘: ج۱، ص:۱۶۵، فیصل، دیوبند)

(۳)العيني، البناية شرح الهداية، ’’كتاب الصلاة: فصل في العوارض‘‘: ج۲، ص:۴۴۷، نعیمیہ)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: علماء وصلحاء کا لباس اختیار کرنا چاہئے، اور لباس کو اس کی اصلی حالت پر ہونا چاہئے۔ ہاف آستین میں ہیئت معروفہ کی خلاف ورزی ہے؛ اس لیے مکروہ ہے۔ (۱)

"(و) کرہ (کفه) أي رفعه ولو لتراب کمشمر کم أو ذیل"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،
محمد امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۱۰/۱۴۴۱ھ)

ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا:

(۸۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں:

عام طور پر ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں ستر کا کچھ حصہ پیچھے سے کھل جاتا ہے، تو ان کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح اگر پچھلی صف میں کھڑے شخص کی نظر اس کے ستر پر پڑ جائے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: سہیل احمد، بارہ بنکی

---

(۱) یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿الاعراف:۳۱﴾

(قوله: کمشمر کم أو ذیل) أي کما لو دخل في الصلاة وهو مشمر کمه أو ذیله وأشار بذلك إلیٰ أن الکراهة لا تختص بالکف وهو في الصلاة، کما أفاده في شرح المنیة، لکن قال في القنیة: واختلف فیمن صلی وقد شمر کمیه لعمل کان یعمله قبل الصلاة أو هیئته ذلك اهـ، ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لإدراك الرکعة مع الإمام. وإذا دخل في الصلاة کذلك وقلنا بالکراهة فهل الأفضل إرخاء کمیه فیها بعمل قلیل أو ترکهما؟ لم أره: والأظهر الأول بدلیل قوله الأتی: ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل تأمل، هذا، وقید الکراهة في الخلاصة والمنیة بأن یکون رافعاً کمیه إلی المرفقین. وظاهره أنه لا یکره إلی ما دونهما: قال في البحر: والظاهر الإطلاق لصدق کف الثوب علی الکل. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: مطلب في الکراهة التحریمیة و التنزیهیة": ج۲،ص:۴۰۶، زکریا، دیوبند)

(۲) الحصکفي، الدرالمختار مع رد المحتار، "باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها": ج۲،ص:۴۰۶.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دوران نماز ستر کا چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ کھل جائے اور ایک رکن ادا کرنے یعنی تین تسبیح کے بقدر کھلا رہے، تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ناف سے لے کر گھٹنے تک پورا ستر ہے، جس کا چھپانا فرض ہے، اس کا خیال رکھنا نماز کی صحت اور بقاء کے لیے ضروری ہے۔ (۱) تاہم پچھلی صف والے کی اس کے ستر پر نظر پڑنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۴/۵/۱۴۳۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سامنے چپل رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۸۱) **سوال:** سامنے چپل رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، ملاواں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نجاست نہ لگی ہو اور اس سے نماز میں کوئی خلل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، تاہم احترام قبلہ کے خلاف ہے، اس لیے بہتر ہے کہ چپل بائیں جانب رکھ کر

---

(۱) ویمنع حتی انعقادها کشف ربع عضوٍ قدر أداء رکن بلا صنعه من عورة غلیظة أو خفیفة. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب شروط الصلاة'': ج۲،ص:۸۱،۸۲، زکریا)

(۲) وإن انکشف عضو هو عورة في الصلاة فستر من غیر لبث لا یضره ذلك الانکشاف لا یفسد صلاته؛ لأن الانکشاف الکثیر فی الزمان القلیل عفو کالانکشاف القلیل في الزمن الکثیر وإن أدّی معه أي مع الانکشاف رکنا کالقیام إن کان فیه أو الرکوع أو غیرهما یفسد ذلك الانکشاف صلاته وإن لم یؤد مع الانکشاف رکنا ولکن مکث مقدار ما أي زمن یؤدي فیه رکنا بسنته وذلك مقدار ثلث تسبیحات فلم یستر ذلك العضو فسدت صلاته. (إبرهیم الحلبي، حلبي کبیري، ''فروع شتی'': ص:۱۸۹، دارالکتاب دیوبند)

والمعتبر أنه لو کان بحال تری عورته عند التکلف فلو قدر أنه نظر إنسان من تحته رأي عورته فهذا الحال لیس بشيء معتبر في منع جواز الصلاة. (أیضاً: ص:۱۸۸)

نماز پڑھیں۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۰/۲۳: ۱۴۳۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کی حالت میں تھوکنا:

(۸۲) **سوال:** حضرت مفتی صاحب دو تین مسائل میں تبادلۂ خیال کرنا ہے:
نماز کی حالت میں تھوکنا اور ناک سنکنا مکروہ ہے، جیسا کہ (عمدۃ الفقہ: ۲، ص: ۱۲۸) میں لکھا ہے۔
لیکن عورت جب حاملہ ہوتی ہے، تو اسکے منھ سے بار بار تھوک آتا ہے اور یہ اس کی قدرتی مجبوری ہے، تو وہ نماز کی حالت میں تھوک سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: احمد قاسم، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی صورت میں نماز کی حالت میں بائیں طرف تھوکنے کی گنجائش ہے۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ اپنے کپڑے میں یا رومال میں تھوک لے۔ (۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۵/۲۱: ۱۴۳۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولو خلع نعليه وقام عليهما، جاز، سواء كان ما يلي الأرض منه نجساً أو طاهراً. إذا كان ما يلي القدم طاهراً، والآجرّ إذا كان أحد وجهيهما نجساً، فقام على الوجه الطاهر وصلى جاز مفروشة كانت أو موضوعة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث في شروط الصلاة'': ج۱، ص: ۱۱۹، زکریا دیوبند)

(۲) عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم رأي نخامةً في القبلة، فحكها بيده ورئي منه كراهية أو رئي كراهيته لذلك وشدته عليه. وقال: إن أحدكم إذا قام في صلاته فإنما يناجى ربه أو ربه بينه وبين قبلته فلا يبزقن في قبلته، ولكن عن يساره أو تحت قدمه. ثم أخذ طرف ردائه فبزق فيه، و رد بعضه على بعض قال: أو يفعل هكذا. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خانہ کعبہ کی تصویر بنے ہوئے جائے نماز پر نماز پڑھنا اور اس پر بیٹھنا:

(۸۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) جائے نماز، مصلیٰ آج کل جو پرنٹیڈ آرہے ہیں اس میں سجدے کے مقام پر مقدس مقامات کی فوٹوز پرنٹ ہوتی ہیں کیا اس پر نماز درست ہے؟

(۲) بیت اللہ اور مسجد نبوی کا فوٹو گنبد وغیرہ ہوتے ہیں، نمازی ان پر پاؤں رکھتے ہیں، اس سے بے حرمتی تو نہیں ہوتی ہے؟

(۳) کچھ حضرات ایسے مصلےٰ بچھاتے ہیں اور اس پر بیٹھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

(۴) کچھ دکان دار جو چٹائی صف، جائے نماز فروخت کرتے ہیں، ان ہی جائے نمازوں پر نشست گاہ بنائے رکھتے ہیں کیا یہ بے ادبی نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد بدرالدین، جامع مسجد دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا مصلی اور جائے نماز جس پر خانہ کعبہ کی تصویر پرنٹ ہو یا نقش ہو اس پر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے خشوع وخضوع متاثر ہو، تو ایسے مصلی پر نماز پڑھنے سے احتراز بہتر ہے، ایسے مصلی میں بسا اوقات خشوع فوت ہونے کا امکان ہے؛ اس لیے مصلی سادے ہونے چاہئیں۔ حدیث سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منقش چادر میں نماز پڑھی پھر آپ نے وہ چادر ابوجہم کو دینے کا حکم دے دیا۔

''عن عائشة رضي الله عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى في خميصة لها أعلام، فنظر إلى أعلامها نظرة، فلما انصرف قال: إذهبوا بخميصتي هذه إلى

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ''كتاب الصلاة، باب إذا بدره البزاق فليأخذ بطرف ثوبه'': ج۱، ص:۵۹، رقم:۴۱۷)
عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم رأي نخامة في قبلة المسجد، فحكها بحصاة، ثم نهى أن يبزق الرجل عن يمينه أو أمامه ولكن يبزق عن يساره أو تحت قدمه اليسرى. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة و غيرها'': ج۱، ص:۲۰۷، رقم:۵۴۸)

أبي جهم، وائتوني بأنبجانيّة أبي جهم؛ فإنها ألهتنى آنفا عن صلاتي‘‘(۱)

فتاویٰ عثمانی میں لکھا ہے: ’’جانمازوں پر فی نفسہ کسی بھی قسم کا نقش پسندیدہ نہیں؛ لیکن اگر کسی جانماز پر حرمین شریفین میں سے کسی کی تصویر اس طرح بنی ہوئی ہے کہ وہ پاؤں کے نیچے نہیں آتی تو اس میں بھی اہانت کا کوئی پہلو نہیں؛ البتہ موضع سجود میں بیت اللہ کے سوا کسی اور چیز کی تصویر بالخصوص روضۂ اقدس کی شبیہ میں چوں کہ ایہام خلافِ مقصود کا ہوسکتا ہے؛ اس لیے اس سے احتراز مناسب معلوم ہوتا ہے‘‘۔ (۲)

(۱) معلوم ہوا کہ اس طرح کے مصلی سے احتراز ہی بہتر ہے۔

(۲) ایسے مصلی جس پر خانہ کعبہ وغیرہ کی تصویر ہو اس پر پاؤں رکھنا خلاف احتیاط ہے۔

(۳) ایسے مصلی کو بچھانے اور اس پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ جو مصلیٰ نماز کے لیے مختص ہو بہتر ہے کہ جب تک نماز کے لیے استعمال ہو اس کو کسی دوسرے کام میں استعمال میں نہ لایا جائے؛ اس لیے اس پر بلا ضرورت بیٹھنا خلاف اولیٰ کہلائے گا۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۷: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الصلاة: باب إذا صلى في ثوب له أعلام و نظر إلى علمها‘‘: ج۱، ص: ۵۴، رقم: ۳۷۳.

ويستنبط منه كراهية كل ما يشغل عن الصلاة من الأصباغ والنقوش ونحو ها. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ’’كتاب الصلاة، باب إذا صلى في ثوب الخ‘‘: ج۱، ص: ۶۰۷

(۲) مفتي تقي عثماني، فتاوی عثماني: ج۱، ص: ۱۵.

(۳) قوله أو لغير ذي روح) لقول ابن عباس للسائل: فإن كنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفس له رواه الشيخان ولا فرق في الشجر بين المثمر وغيره خلافاً لمجاهد، قوله لأنها لا تعبد، أي هذه المذكورات وحينئذ فلا يحصل التشبه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها‘‘: ج ۲، ص: ۴۱۸، زکریا دیوبند)

صح فرض ونفل فيها وكذا فوقها وإن لم يتخذ سترة لكنه مكروه لإسائة الأدب باستعلائه عليها. (الشرنبلالي، نور الايضاح، ’’كتاب الصلاة: باب الصلاة في الكعبة‘‘: ص: ۱۰۰، المكتبة الاسعدی، سہارنپور)

باب ما يفسد الصلاة...

ماسک پہن کر نماز پڑھنا:

(۸۴) **سوال**: ماسک پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں امام صاحب بھی ماسک لگا کر نماز پڑھتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں بلا عذر ناک اور منھ پر کپڑا لپیٹنا مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ عذر کی بنا پر ناک یا چہرا ڈھانپنا بلا کراہت درست ہے؛ اس لیے موجودہ حالات میں عذر کی بنا پر ماسک پہن کر نماز پڑھنا درست ہوگا۔ امام صاحب بھی عذر کی بنا پر ماسک لگا سکتے ہیں۔[1]

”فإذا علم هذا علم أن تغطية الفم إذا لم يكن عن عذر مكروه“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۱/ ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (فروع) يكره اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم و التنمم وكل عمل قليل بلا عذر.
قوله والتلثم) وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة لأنه يشبه فعل المجوس حال عبادتهم النيران. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة“: ج ۲، ص: ۴۲۳، زکریا دیوبند)
عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن السدل في الصلاة وأن يغطي الرجل فاه. (أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الصلاة: باب السدل في الصلاة“: ج ۱، ص: ۹۴، رقم: ۶۴۳، نعیمیہ دیوبند)
وفي شرح السنة إن عرض له التثاؤب جاز أن يغطي فمه بثوب أو بيده لحديث ورد فيه ذكره الطيبي، والفرق ظاهر لأن المراد من النهي استمراره بلا ضرورة ومن الجواز عروضه ساعة لعارض. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”باب الستر، الفصل الثاني“: ج ۲، ص: ۲۳۶، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)
(۲) غنية المستملي شرح منية المصلي، ”مطلب في حكم تغطية المصلي فمه في الصلاة“: ج ۲، ص: ۲۱۶.

باب ما يفسد الصلاة...

امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کی نماز کا حکم:

(۸۵)**سوال:** حضرت مفتی صاحب! ہمارے محلّہ میں ایک شخص سعودی عرب سے واپس آیا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو امام صاحب کے پیچھے خواہ امام صاحب جہری یا سری نماز پڑھا رہے ہوں مذکورہ شخص امام کی اقتداء میں مسلسل قرأت کرتا رہتا ہے، یہ شکایت ہماری مسجد کے کئی مصلیوں کی ہے، مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے شخص کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ نیز مذکورہ شخص کی گزشتہ پڑھی ہوئی نمازوں کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جمیل احمد خان، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: امام کے پیچھے قرأت کرنے کو فقہاء احناف نے مکروہ لکھا ہے؛ البتہ اس شخص کی گزشتہ پڑھی ہوئی تمام نمازیں درست ہیں ان نمازوں کا دہرانا ضروری نہیں ہے۔

ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرے، فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا الخ﴾[۱] اس آیت میں مفسرین کے قول کے مطابق، جہری (بآواز بلند قرأت ہو) اور سری (آہستہ آواز سے قراءت ہو) دونوں نمازوں میں مقتدی کے لیے حکم ہے کہ وہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة''[۲] یعنی جس کا امام ہو تو اس کے امام کی قراءت اس مقتدی کی قراءت ہے۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں اس کی مزید تفصیل موجود ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے تلاوت نہ کیا کرے۔

---

(۱)سورة الأعراف:۲۰۴.

(۲)أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''كتاب إقامة الصلاة و السنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا'': ص:۶۱، رقم:۸۵۰، حكم الحديث حسن.

’’وقال أبو حنيفة و أحمد بن حنبل: لا يجب على المأموم قراءة أصلا في السرية ولا الجهرية......،وقال علي ابن أبي طلحة،عن ابن عباس رضي الله عنهما في الآية قوله: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾، يعني: في الصلاة المفروضة‘‘[1]

’’والمؤتم لا يقرء مطلقاً، قوله: ولا الفاتحة تقديره لا غير الفاتحة ولا الفاتحة‘‘

’’قوله (في السرية) يعلم منه نفى (القراءة) في الجهرية بالأولى، والمراد التعريض‘‘

’’ومانسب لمحمد ضعيف كما بسطه الكمال (فإن قرء كره تحريما) وتصح في الأصح. وفي (درر البحار) عن مبسوط خواهر زاده أنها تفسد ويكون فاسقا، وهو مروي عن عدة من الصحابة فالمنع أحوط (بل يستمع) إذ جهر (وينصت) إذا أسر لقول أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه: (كنا نقرأ خلف الإمام فنزل: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا﴾[2]

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۲: ۱۴۴۲ھ)

نماز میں کپڑا درست کرنا:

(٨٦) **سوال:** زید نماز کی حالت میں رکوع اور سجدہ کے بعد اپنے کپڑے یعنی دامن وغیرہ کو صحیح کرتا رہتا ہے، نماز کی حالت میں دامن کو بار بار سیدھا کرنے کی وجہ سے زید کی نماز میں کوئی کراہت آتی ہے یا نہیں؟ از روئے شریعت جواب دے کر ممنون فرمائیں۔　فقط: والسلام

المستفتی: محمد عظمت اللہ، دربھنگہ

(۱)ابن کثیر، تفسیر ابن كثير، ’’سورہ نحل‘‘: ج۲،ص:۶۱.

(۲)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية‘‘: ج۲،ص:۲۶۶، زکریا دیوبند.)

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں نماز کی حالت میں زید کا کپڑوں کے ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"**يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده، وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود. كذا في معراج الدراية**"(۱)

البتہ اگر کسی عذر اور ضرورت کی وجہ سے کپڑا درست کرنا پڑے تو اس صورت میں مکروہ نہیں ہے؛ جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔

"**كل عمل هو مفيد لا بأس به للمصلي**"(۲) کہ ہر وہ عمل جو مفید ہو اس کے کرنے میں نمازی کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور جو مفید نہ ہو وہ کام کرنا مکروہ ہے "**وما ليس بمفيد يكره**"(۳)

خلاصہ: نماز نہایت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنی چاہئے نماز کی حالت میں بلا ضرورت کپڑے وغیرہ کے ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے؛ زید کو اس فعل سے اجتناب کرنا چاہئے، بعض مرتبہ مسلسل کپڑے سے کھیلنے کی بنا پر (عمل کثیر کی وجہ سے) نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۰ رصفر المظفر ۱۴۴۳ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنے کا حکم:

(۸۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے محلہ میں ایک شخص سعودیہ عربیہ سے آیا ہوا ہے وہ نماز کی پابندی بھی کرتا ہے، لیکن وہ شخص نماز بغیر ٹوپی اوڑھے ہوئے پڑھتا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ بغیر ٹوپی اوڑھے ہوئے نماز ہو جاتی ہے، نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیا اس کا ایسا کہنا صحیح ہے؟ نیز اس کا یہ بھی کہنا کہ ٹوپی پہننا

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره": ج ۱، ص: ۱۶۴.

(۲) أيضاً: ۱۶۴　　(۳) أيضاً: ۱۶۴

قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، کیا یہ قول صحیح ہے؟ براہ کرم جلد جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امان اللہ، آسنسول

الجواب وباللہ التوفیق: صورت میں مسئولہ میں اگر کوئی شخص بغیر ٹوپی اوڑھے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو نماز ہو جاتی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛ البتہ فقہا نے لکھا ہے کہ بغیر کسی عذر کے محض غفلت اور سستی وتساہل میں بغیر ٹوپی کے کوئی نماز پڑھتا ہے تو یہ خلاف ادب اور مکروہ ہے؛ اس لیے اسے ایسے فعل سے اجتناب کرنا چاہئے۔

”عن هشام بن حسان عن الحسن قال: أدركنا القوم هم يسجدون على عمائمهم، ويسجد أحدهم ويديه في قميصه“[1]

وكره صلاته حاسراً أي كاشفاً رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل“[2]

”وتكره الصلاة......مكشوف الرأس“[3]

ان کا دعوی کہ ٹوپی پہننے کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ہے۔ غلط ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ اور ٹوپی اوڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے بغیر علم کے کسی چیز کا اقرار وانکار کرنا صحیح نہیں ہے ان کو چاہیے کہ اپنے مقامی علماء سے رجوع کریں اور دینی معلومات حاصل کریں۔ ٹوپی اوڑھنے کے سلسلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: **”عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس قلنسوة بيضاء“[4]**

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۶/۴/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه عبد الرزاق، في مصنفه، ”كتاب الصلاة: باب السجود على العمامة“: ج ۳، ص: ۱۵۰، رقم: ۱۵۶۶.

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، : ۲، ص: ۴۰۷؛ وجماعة من علماء الهندية والفتاوى الهندية: ج ۱، ص: ۱۶۵.

(۳) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي مع مراقي الفلاح: ص: ۳۵۹.

(۴) مجمع الزوائد: ج ۵، ص: ۱۲۱.

مسجد کی لائٹ بند کر کے نماز پڑھنا:

(۸۸) **سوال**: حضرت مفتی صاحب! عرض ہے کہ ہماری مسجد میں ایک مصلی ہمیشہ مسجد کی لائٹ بند کر کے نماز پڑھنے کی وکالت کرتا ہے ان کا کہنا ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنے سے قلب میں اطمنان حاصل ہوتا ہے اور اندھیرے میں نماز پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، میرا پوچھنا ہے کہ کیا کوئی اس طرح کی حدیث ہے؟ جو ثابت کرتی ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیرے میں نماز ادا کی ہو؟ نیز میں نے کئی علماء سے ہی سن رکھا ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ شرعی رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ایم رضی حیدر، حیدرآباد

الجواب و بالله التوفيق: واضح رہے کہ روشنی ہو یا اندھیرا دونوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ مرد ہو یا عورت دونوں اندھیرے میں نماز پڑھ سکتے ہیں جس طرح اجالے میں نماز پڑھنا جائز ہے اسی طرح اندھیرے میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے، ہاں اگر کسی کو اندھیرے میں وحشت ہو رہی ہو یا قبلہ کا رخ یقینی طور پر معلوم نہ ہو سکے تو روشنی میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اندھیرے میں نماز پڑھنے کے سلسلہ میں ایک روایت منقول ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی ہوئی تھی اور میرے دونوں پیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی جانب میں تھے جب آپ سجدہ کرتے تو آپ اشارہ کرتے تو میں اپنے دونوں پیروں کو سمیٹ لیتی جب آپ قیام میں جاتے تو میں پیروں کو پھیلا لیتی پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

”عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها قالت: كنت أنام بين يدي رسول الله صلى الله عليه و سلم، و رجلاي في قبلته، فإذا سجد غمزني فقبضتُ رجليَّ، فإذا قام بسطتُهما، قالت: والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح“(۱)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة، باب الصلاة على الفراش“: ج۱، ص: ۵۶، رقم ۳۸۲.

’’أما بالليل فيصلي قائماً لأن ظلمة الليل تستر عورته‘‘(۱)

’’وان علم به في صلوته أو تحول رايه ...... ولو بمكة أو مسجد مظلم ولا يلزمه قرع أبواب ومس جدران. وفي الشامية تحته: في الخلاصة إذا لم يكن في المسجد قوم والمسجد في مصر في ليلةٍ مظلمةٍ (قوله ومس جدران) لأن الحائط لو كانت منقوشة لا يمكنه تمييز المحراب من غيره، وعسى أن يكون ثم هامة مؤذيةً ...... وهذا إنما يصح في بعض المساجد فأما في الأكثر فيمكن تمييز المحراب من غيره في الظلمة بلا إيذاء‘‘(۲)

’’رجل صلى في المسجد في ليلة مظلمة بالتحري، فتبين أنه صلى إلى غير القبلة،جازت صلاته؛لأنه ليس عليه أن يقرع أبواب الناس للسؤال عن القبلة‘‘(۳)

مذکورہ عربی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے؛ بلکہ حدیث سے ثابت ہے، البتہ نمازی اگر اپنی اور دوسروں کی سہولت کے لیے تھوڑی بہت روشنی کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مناسب اور بہتر ہے تا کہ اندھیرے میں کوئی موذی جانور تکلیف نہ دے سکے یا قبلہ اندھیرے کی وجہ سے مشتبہ نہ ہو جائے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۵/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کی حالت میں گھڑی اور کلینڈر کی طرف دیکھنا:

(۸۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام! ایک شخص نماز کی حالت میں

(۱)الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ’’مطلب في النظر إلى وجه الأمرد‘‘ ج۲،ص۸۵،زکریا دیوبند

(۲)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،’’باب شروط الصلاة، مطلب مسائل التحري في القبلة‘‘:ج ۲،ص:۱۱۶، ۱۱۷، زکریا.

(۳)جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،’’كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث في استقبال القبلة‘‘:ج۱،ص:۱۲۲،زکریا دیوبند.

دیوار پر کیلنڈر کی طرف دیکھ کر تاریخ، ایسے ہی گھڑی پر نظر پڑی تو ٹائم بھی سمجھ لیتا ہے، کیا کیلنڈر اور گھڑی پر نظر پڑنے کے بعد تاریخ اور ٹائم سمجھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ نیز اگر نماز سے قبل موبائل سائلنٹ کرنا بھول جائے اور دورانِ نماز گھنٹی بجنے لگے تو موبائل نکال کر سوئچ آف کرنے سے نماز میں کوئی نقص پیدا تو نہیں ہوتا ہے؟ براہ کرم مدلل جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، جمشید پور

الجواب وباللہ التوفیق: دوران نماز دیوار پر کلینڈر اور گھڑی دیکھ کر تاریخ اور ٹائم سمجھنے سے نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ نماز کی حالت میں دیوار کی طرف دیکھنا نماز کی روح یعنی خشوع وخضوع کے منافی ہے اور بالقصد ان چیزوں کی طرف دیکھنا کراہت سے خالی نہیں ہے، اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

”ولا یفسدها نظره إلی مکتوب وفهمه لو مستفهماً وإن کره (در مختار) قوله: وإن کره أي لاشتغاله بما لیس من أعمال الصلاة، وأما لو وقع علیه نظر بلا قصد وفهمه فلا یکره“(۱)

”إذا کان المکتوب علی المحراب غیر القرآن فنظر المصلي إلی ذلك وتأمل وفهم، فعلی قول أبي یوسفؒ: لا تفسد، وبه أخذ مشائخنا“(۲)

نیز نماز پڑھتے ہوئے اگر جیب سے موبائل نکال کر باضابطہ موبائل سوئچ آف کیا جائے تو یہ عمل نماز فاسد کرنے والا ہے، کیوں کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، اسی کو فقہی اصطلاح میں عمل کثیر کہا جاتا ہے اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس لیے اس عمل سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اگر عمل قلیل کے ذریعہ موبائل بند کرنا ممکن ہو مثلاً موبائل کی گھنٹی بجنے پر انگلی سے بٹن بند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب إذا قرأ قوله تعالیٰ جدك بدون ألف لا تفسد“: ج۲،ص:۳۹۷، ۳۹۸، زکریا: ج۱،ص: ۶۳۴، کراچی۔

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیة: کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة و ما یکره فیها، ج۱،ص: ۱۶۰؛ وکذا في الفتاوی التاتار خانیة: ج۲،ص: ۲۲۸۔

کر دے یا ایک ہی ہاتھ سے موبائل نکال کر موبائل کو بند کرے تو یہ عمل قلیل ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ جیب سے موبائل نکالے بغیر ہی ایک ہی ہاتھ سے جیب میں ہی موبائل بند کر دے یا فون کاٹ دے۔

"ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها، وفیه أقوال خمسة: أصحها ما لا یشك الناظر في فاعله أنه لیس فیها، وفي الشامیة: الثالث: الحرکات الثلاث المتوالیة کثیر وإلا فقلیل"(١)

"ویفسدها العمل الکثیر لا القلیل والفاصل بینهما أن الکثیر هو الذي لا یشك الناظر لفاعله أنه لیس في الصلاة"(٢)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤/٤/١٤٤٣ھ)

مغصوبہ زمین پر نماز پڑھنے کا حکم:

(٩٠) **سوال:** زید کے محلّہ کے ایک شخص نے ناحق طریقے سے ایک زمین پر قبضہ کر رکھا ہے، اس پر فی الحال کچھ لوگ نماز ادا کر رہے ہیں؟ مسئلہ پوچھنا ہے کہ غصب کی ہوئی زمین پر نماز ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا غصب کی ہوئی زمین پر جو نمازیں ادا کی گئی ہیں ان نمازوں کا اعادہ کرنا لازم ہے یا نہیں؟ براہ کرم مفصل و مدلل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں، اہل بستی پر احسان ہوگا۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ثناء اللہ، بیگوسرائے

(١) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها، مطلب في التشبه بأهل الکتاب"، ج٢، ص:٣٨٤، ٣٨٥، زکریا.)

(٢) أحمد بن محمد، "کتاب الصلاة: الباب السابع فیما یفسد الصلاة و ما یکره فیها" ص:٣٢٢.

الجواب وبالله التوفيق: وہ زمین جو ناحق طریقہ سے قبضہ کی گئی ہے ایسی مغصوبہ زمین پر نماز پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، البتہ اس پر پڑھی گئی نمازیں ادا ہوگئیں ان نمازوں کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ صاحب مراقی الفلاح نے شرح نور الایضاح میں لکھا ہے:

’’و تكره في أرض الغير بلا رضاه، و إذا ابتلى بالصلاة في أرض الغير و ليست مزروعةً، أو الطريق إن كانت لمسلم صلى فيها، و إن كانت لكافر صلى في الطريق‘‘(۱)

’’(قوله: صلى فيها) لأن الظاهر أنه يرضى بها لأنه ينال أجراً من غير اكتساب منه‘‘(۲)

’’الصلاة في أرض مغصوبة جائزة، و لكن يعاقب بظلمه، فما كان بينه وبين الله تعالى يثاب، وما كان بينه و بين العباد يعاقب، كذا في مختار الفتاوى‘‘(۳)

’’و في الواقعات: بنى مسجداً على سور المدينة لاينبغي أن يصلى فيه؛ لأنه حق العامة فلم يخلص لله تعالى، كالمبني في أرض مغصوبة......‘‘(۴)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۴/۱۴ھ)

حالتِ نماز میں آنکھیں بند کر کے تلاوت کرنا:

(۹۱) **سوال**: حضرت مفتی صاحب: جب میں نماز پڑھتا ہوں اور آنکھیں کھول کر تلاوت

---

(۱) حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ’’كتاب الصلاة: فصل في المكروهات‘‘: ص: ۳۵۸.

(۲) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: فصل في المكروهات‘‘: ص: ۳۵۸.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة و ما لا يكره‘‘: ج۱، ص: ۱۶۸.

(۴) ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة ودخول البساتين و بناء المسجد في أرض الغصب‘‘: ج ۲، ص ۴۴، ۵۴، زکریا دیوبند

کرتا ہوں تو اکثر آیات کریمہ بھول جاتا ہوں، لیکن جب آنکھیں بند کر کے تلاوت کرتا ہوں تو نہیں بھولتا اور دل چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کروں مسئلہ پوچھنا ہے کہ ایسی صورت میں آنکھیں بند کر کے تلاوت کرنے سے میری نماز مکروہ تو نہیں ہوگی؟ نیز آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ کیوں ہے؟" بینوا وتوجروا"

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بلال احمد، کرناٹک

الجواب وبالله التوفيق: نماز کی حالت میں آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے کے سلسلے میں ایک اصول یاد رکھیں کہ بغیر کسی عذر اور بلاضرورت آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، البتہ خشوع وخضوع یا وساوس سے بچنے کے لیے آنکھیں بند کی جائیں تو مکروہ نہیں ہے؛ لہٰذا ذکر کردہ سوال میں آنکھ کھول کر تلاوت کرنے کی صورت میں آپ آیات کریمہ کی تلاوت نہیں کر پاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اس لیے ذہن کو انتشار سے محفوظ رکھنے کے لیے آنکھیں بند کر کے آپ کے لئے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، تاہم آنکھیں کھلی رکھ کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے، نیز آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ اس لیے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ کو دیکھنا سنت ہے، اور آنکھیں بند کرنے کی صورت میں ترکِ سنت کی وجہ سے سنت ادا نہیں ہوئی اس لیے مکروہ ہے لہٰذا آنکھیں کھول کر نماز پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے؛ جیسا کہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں لکھا ہے:

"ويكره أن يغمض عينيه في الصلاة؛لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن تغميض العين في الصلاة؛ ولأن السنة أن يرمي ببصره إلى موضع سجوده، وفي التغميض ترك هذه السنة؛ولأن كل عضو وطرف ذو حظ من هذه العبادة فكذا العين"(١)

"وتغميض عينيه للنهي إلا لكمال الخشوع، (قوله إلا لكمال الخشوع) بأن

(١)الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الصلاة، بيان ما يستحب و ما يكره في الصلاة: ج١، ص:٥٠٧.

خاف فوت الخشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره، بل قال بعض العلماء: إنه الأولى وليس ببعيد. حلية وبحر"(۱)

"(ويكره) (تغميض عينيه) إلا لمصلحة لقوله صلى الله عليه وسلم إذا قام أحد كم في الصلاة فلا يغمض عينيه لأنه يفوت النظر للمحل المندوب ولكل عضو وطرف حظ من العباده وبروية ما يفوت الخشوع ويفرق الخاطر ربما يكون التغميض أولىٰ من النظر.

"قوله (إلا لمصلحة) كما إذا غمضهما لرؤية ما يمنع خشوعه نهر، أو كمال خشوعه درأ. و قصد قطع النظر عن الأغيار، والتوجه إلى جانب الملك الغفار مجمع الأنهر ...... (قوله فلا يغمض عينيه) ظاهره التحريم قال في البحر: وينبغي أن تكون الكراهة تنزيهية إذا كان لغير ضرورة ولا مصلحة"(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۴/۱۴ھ)

رکوع میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا:

(۹۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام: حالت رکوع میں نمازی کی نگاہیں سجدے کی جگہ رکھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکروہ اورخلاف سنت ہے؛ بلکہ نگاہیں پیروں کی طرف

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ج۲، ص:۴۱۳، ۴۱۴.
(۲) أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح "فصل في المكروهات" ص:۳۵۴.

ہونی چاہئیں۔(١)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ(١٤١٦/٨/٣ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فجر کی نماز لائٹ جلا کر پڑھے یا تاریکی میں، اولیٰ کیا ہے؟

(٩٣)**سوال:** فجر کی نماز بتی جلا کر پڑھنی چاہئے یا بجھا کر، اولی اور عدم اولیٰ کی وضاحت فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عطاء الرحمٰن، آسامی

الجواب وباللہ التوفیق: روشنی اور تاریکی دونوں حالتوں میں نماز پڑھنا شرعاً بلا کراہت درست ہے(٢) اور نماز میں خشوع وخضوع اور دنیاوی باتوں سے دھیان ہٹا کر اللہ رب العزت کی طرف ذہن کو پورے طور پر متوجہ کرنا مطلوب شرعی ہے۔ ﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾(٣) تاہم مقتدیوں کو جس میں سہولت ہو وہی اختیار کیا جائے اگر کسی چیز سے نقصان کا اندیشہ ہو تو کچھ روشنی رکھنی چاہئے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ(١٤١٧/٧/٢٥ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(١) ومنها نظر المصلي سواء كان رجلا أو امرأة إلى موضع سجوده قائما حفظا له عن النظر إلى مايشغله عن الخشوع ونظره إلى ظاهر القدم راكعا، وإلى أرنبة أنفه ساجدا، وإلى حجره جالسا ملاحظا قوله صلى الله عليه وسلم:اعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك فلا يشتغل بسواه ...... وإذا كان بصيرا أو في ظلمة فيلاحظ عظمة الله تعالىٰ. (أحمد بن محمد،حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"فصل من أدابها": ج١،ص:٢٧٦،٢٧٧)

(٢) عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها قالت: كنت أنام بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجلاي في قبلته، فإذا سجد غمزنى فقبضت رجلي فإذا قام بسطتهما قالت: والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح. (أخرجه البخاري، في صحيحه: "كتاب الصلاة، باب الصلاة على الفراش" ج١،ص:٥٦،رقم ٣٨٢)

(٣) سورة المؤمنون:٢.

سورۂ فاتحہ کے بعد کچھ دیر توقف کر کے سورت شروع کرنا:

(۹۴)**سوال:** ہمارے امام صاحب کی عادت ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کرتے ہیں، تو کچھ دیر تک خاموش رہتے ہیں۔ اس میں تین مرتبہ ''**سبحان اللّٰہ**'' کہا جا سکتا ہے ان سے بار بار کہا گیا، تو وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس کی عادت ہوگئی ہے، سوال یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خلیق احمد قاسمی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیث میں تین جگہ سکتہ کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ایک جگہ ﴿ولا الضالین﴾ کے بعد ہے تا کہ آمین کہہ لے؛ اس لیے حنفیہ کے نزدیک مختصر سکتہ کا حکم ہے سکتہ طویلہ مکروہ ہے،(۱) مذکورہ امام اگر طویل سکتہ کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز مع الکراہت ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر امام بلا عذر ایسا کرتے ہیں، تو اس کی عادت ترک کر دیں۔

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۱۱/۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سردی میں کپڑے کے اندر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا:

(۹۵)**سوال:** سردیوں میں کپڑے کے اندر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا جس سے نیت باندھتے ہوئے پریشانی ہوتی ہے اس طرح سے ہاتھ نکالتے ہوئے کپڑے کے اندر سے پریشانی ہوتی ہے دوران نماز کپڑے کے اندر نیت باندھنا ناجائز ہے یا مکروہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شکیل احمد، بجنور

---

(۱) قال سعید: فقلنا لقتادة: ماهاتان السكتتان ؟ قال: إذا دخل في صلاته وإذا فرغ من القراءة. ثم قال بعد ذلك: وإذا قرأ: ولا الضالين. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في السكتتين'': ج۱، ص:۵۹، رقم:۲۵۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح چادر یا کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ چادر اوڑھے ہوئے ہی ہاتھ اٹھائیں یا باہر نکال کر ہاتھ اٹھائیں دونوں درست اور جائز ہیں؛ لیکن چادر اس طرح اوڑھ کر نماز پڑھنا کہ منہ اور ناک چھپ جائے مکروہ ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۱/۸/۱۴۱۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں اپنے کپڑوں وجسم سے کھیلنا:

(۹۶) **سوال:** بعض لوگ نماز میں اپنے کپڑوں اور جسم سے کھیلتے ہیں جس کو کپڑوں کا درست کرنا کہا جاتا ہے کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قمر عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہئے بلاضرورت بدن کھجلانا، بدن پر ہاتھ پھیرتے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ ''**وعبثه به وبثوبه وبجسده للنهي إلالحاجة ولا بأس به خارج الصلاة**''(۲) یعنی بلاضرورت اپنے کپڑے اور بدن سے کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۱۱/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) يكره اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم، قال الشامي: قوله والتلثم: وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة لأنه يشبه فعل المجوس حال عبادتهم النيران. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج ۲، ص: ۴۲۳، زکریا)

ويكره التلثم وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني'': ج ۱، ص: ۱۶۵)

(۲) وكره (كفه) أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل وعبثه به أي بثوبه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تسبیحات کا زور سے پڑھنا:

(۹۷)سوال: بعض حضرات رکوع وسجود کی تسبیحات زور سے پڑھتے ہیں جس سے دوسروں کی نمازوں میں خلل ہوتا ہے یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعزیز، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی طور پر دوسروں کی نمازوں میں خلل پیدا ہوتا ہے تو ان کو ایسی عادت چھوڑ دینی چاہئے کہ دوسروں کی نماز میں خلل ڈالنے والا کوئی عمل کرنا باعث گناہ ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۱۰/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

’’سلام علیکم‘‘ کہہ کر نماز پوری کرنا:

(۹۸)سوال: امام صاحب ’’سلام علیکم‘‘ کہہ کر نماز ختم کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد، دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......و بجسده للنهى إلالحاجة. (قوله للنهي) وهو ما أخرجه القضاعي عنه صلى الله عليه وسلم: إن الله كره لكم ثلاثا: العبث في الصلاة، والرفث في الصيام، والضحك في المقابر. وهي كراهة تحريم كما في البحر. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها‘‘: ج۲،ص:۴۰۶، ۴۰۷)

(۳)يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده، وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع، الفصل الثاني، فيما يكره في الصلاة وما لا يكره‘‘: ج۱،ص:۱۶۴، مکتبۃ الفیصل دیوبند)

(۱)في حاشية الحموي عن الإمام الشعراني: أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها، إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ج۲،ص:۴۳۴)

الجواب وباللہ التوفیق: بغیر الف لام کے صرف ''سلام علیکم'' کہہ کر نماز کا سلام پھیرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ امام کو سمجھایا جائے کہ تصحیح کرے [۱] اور اگر امام ''السلام علیکم'' کہتا ہے مگر سننے میں الف لام نہیں آتا، تو کوئی حرج نہیں یہ مکروہ نہیں ہے۔ امام صاحب سے ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے دریافت کریں کہ وہ کیا کہتے ہیں اس کے بعد ہی مقتدیوں کو کوئی رائے متعین کرنی چاہئے۔ از خود بدگمانی نہ کریں [۲] کہ بدگمانی بسا اوقات گناہ عظیم کا باعث ہوتی ہے اور اس سے غیبت جیسے گناہ میں ابتلاء ہوتا ہے جو سخت ترین گناہ ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۷/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں بلاوجہ ہلنا:

(۹۹) **سوال**: امام صاحب نماز میں بلاوجہ ہلتے ہیں اگر منع کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مجھ کو ہلنے کی عادت ہے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسن، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں نماز تو درست ہو جاتی ہے؛ لیکن یہ عادت اچھی نہیں اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۶/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) هو السنة: قال في البحر: وهو على وجه الأكمل أن يقول: السلام عليكم ورحمة الله مرتين، فإن قال: السلام عليكم أو السلام أو سلام عليكم أو عليكم السلام، أجزأه وكان تاركا للسنة، وصرح في السراج بكراهة الأخير، قلت: تصريحه بذلك لاينافي كراهة غيره أيضا مما خالف السنة، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آواز کے ساتھ جمائی آنے سے نماز میں خلل ہوگا یا نہیں؟

(۱۰۰) **سوال:** اکثر دیکھا گیا ہے کہ نماز میں جمائی آجاتی ہے۔ کبھی کبھی جان کر یا انجانے میں کچھ حروف بھی ظاہر ہوجاتے ہیں تو اس سے نماز میں خلل واقع ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ابوالحسنات قاسمی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مجبوری کی وجہ سے جمائی لی ہو اور احتیاط کرتا ہو کہ آواز نہ نکلے تو معاف ہے اور اگر اس میں احتیاط نہ کرتا ہو اور بے احتیاطی کی وجہ سے آواز نکلے اور حروف پیدا ہوں تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ درمختار میں ہے:

”والتنحنح بحرفين بلا عذر أما به بأن نشأ من طبعه فلا أو بلا غرض صحيح فلو لتحسين صوته أو ليهتدي إمامه“(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص:۲۴۱).

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الأدب، باب ما ينهى عن التحاسد و التدابر“: ج۲،ص:۸۹۶)

(۳) وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ (سورة البقرة:۲۳۸)

كل عمل هو مفيد لابأس به للمصلي ...... وماليس بمفيد يكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، الباب السابع، الفصل الثاني، ج۱،ص:۱۶۴)

عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله كره لكم ثلاثاً: العبث في الصلاة والرفث في الصيام، والضحك في المقابر. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية. ج۲،ص:۴۰۶)

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها“: ج ۲، ص: ۳۷۶، ۳۷۷، زکریا دیوبند.

ويفسد الصلاة التنحنح بلا عذر بأن لم يكن مدفوعاً إليه وحصل منه حروف، هكذا في التبيين. ولو لم يظهر له حروف فإنه لايفسد اتفاقا لكنه مكروه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب السابع، فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها“: ج۱،ص:۱۵۹، زکریا دیوبند)

کیا عکس کعبہ یا تصویر کعبہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

(۱۰۱) **سوال:** مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس طریقہ پر عین کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طریقہ پر کعبہ کے عکس اور اس کی تصویر پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور حوالہ دیا ہے شامی کا اس لیے احقر معلوم کرنا چاہتا ہے کہ:

(۱) کیا واقعی شامی نے اپنی کتاب میں یہ مسئلہ نقل کیا ہے کہ کعبہ کے عکس اور اس کی تصویر پر بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

(۲) کیا درحقیقت یہ ہی مسئلہ ہے کہ عکس کعبہ اور تصویر کعبہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر ایسا ہے تو بہت سے مصلوں پر کعبہ کی تصویر بنی رہتی ہے جس کی وجہ سے امام صاحب کی نماز مکروہ ہوتی ہے اور امام کی وجہ سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوتی ہے اگر ایسا ہی ہے تو اگر کسی شخص نے کعبہ کی صورت اور بعینہٖ کعبہ کی طرح ایک مسجد تعمیر کی اور یہ کہے کہ یہ کعبہ ہے تو اس کا کہنا صحیح ہونا چاہئے اور جو ثواب کعبہ میں نماز کا ملتا ہے وہ ہی ثواب ملنا چاہئے اس کا جواب مدلل عنایت فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم، پرتاپ گڑھ، یوپی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) ہماری معلومات کے مطابق شامی میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس میں کعبۃ اللہ کی ترک تعظیم لازم آتی ہے، کعبہ کے عکس یا اس کی تصویر پر نماز کی کراہت وعدم کراہت کا مسئلہ شامی میں ہماری معلومات کے مطابق نہیں ہے۔

(۲) کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا ترک تعظیم کی وجہ سے مکروہ ہے اور کعبہ کے عکس پر یا کعبہ کے نقش والے مصلے پر نماز پڑھنے میں کراہت معلوم نہیں ہوتی؛ اس لیے کہ یہ عکس اور تصویر غیر ذی روح کی ہے اور غیر ذی روح کی تصویر کے سامنے نماز پڑھنے میں مضائقہ نہیں اگر مصلی کو غافل نہ کرے، تو غیر ذی روح کی تصویر کی گنجائش ہے۔ غیر ذی روح کی تصویر کے متعلق ہی شامی میں ہے **"أو لغیر ذي روح لا یکرہ، لأنھا لا تعبد"**[(۱)] غیر ذی روح کی تصویر میں مدار انتشار قلب وذہن اور

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الصلاۃ: باب ما یفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیھا" ج۱، ص: ۴۱۸، زکریا۔)

فوت خشوع ہے اگر نقش ونگار اور تصویر سے مصلی کا خشوع فوت ہوجائے، تو کراہت ہے اور اگر خشوع فوت نہ ہو، تو کوئی کراہت نہیں؛ قرآن کریم کی آیت ﴿**الذين هم في صلاتهم خاشعون**﴾[۱] میں خشوع کا حکم ہے؛ پس جو چیز خشوع میں کمی پیدا کرے یا خشوع کو ختم کردے وہ چیز باعث کراہت ہوگی، آج کل چوں کہ مصلےٰ پر بنے ہوئے نقش یا عکس کعبہ سے خشوع فوت نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ کوئی نئی چیز ہے جس کی طرف ذہن کا التفاف ہو یعنی نقش ونگار کا رواج نہ ہو پھر کسی جگہ نقش ونگار بنے ہوئے ہیں، تو انسان کا ذہن اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے؛ لیکن جب اس طرح کے نقش عام ہوجائیں، تو التفاتِ ذہن یا فوات خشوع کا مطلب ہی نہیں؛ پس عکس کعبہ سے جب فوات خشوع نہ ہو، تو شرعاً ایسے مصلیٰ پر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔

عکس کعبہ بنی ہوئی جانماز کے بارے میں یہ بھی بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس کی ایجاد یہودیوں نے کی ہے جن کا مقصد یہ ہے کہ کعبہ کی تعظیم ذہن مسلم سے نکل جائے۔ سو اول تو عکس کعبہ مصلّے پر سجدے کی جگہ بنا ہوا ہوتا ہے پیروں کی جگہ نہیں ہوتا جس میں ترک تعظیم لازم نہیں آتی دوسرے یہ کہ نمازی جس وقت اس پر نماز پڑھتا ہے اس کے ذہن میں یہ تفصیل یا سوء ادبی کی (عیاذاً باللہ) نیت نہیں ہوتی اور مشابہت یا یہودیوں وعیسائیوں کی کسی چیز کا اختیار کرنا مطلقاً ناجائز نہیں؛ بلکہ جو دین کے لیے باعث ضرر ہو اس کا اختیار یا اس میں مشابہت ممنوع ہے ''**وإن كانت العلة التشبه بعبادتها فلا تكره**''[۲] یہودیوں وعیسائیوں کی چیزوں وافعال کو اس قصد سے اختیار کرے کہ یہ ان کی چیز یا ان کی مشابہت ہے، تو مکروہ ہے اگر ایسا نہ ہو، تو کوئی کراہت نہیں ''**صورة المشابهة بلا قصد لايكره**''[۳] اس قسم کی جانماز میں نہ تشبہ ہے جو ممنوع ہو اور نہ یہ قصد نمازی کا ہوتا ہے کہ یہ یہودیوں کی ایجاد ہے پس اس قسم کی جانماز پر نماز مکروہ نہیں؛ ہاں! اگر جانماز پر ایسا نقش ہو کہ اس سے خشوع فوت ہوجائے، تو وہ عکس کعبہ ہو یا دوسرا نقش ہو ہر صورت میں کراہت ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۷/۱/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲) سورة المؤمنون: ۲.

(۳) ابن عابدین، رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة الخ'': ج ۲، ص: ۴۱۹، زکریا۔ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ٹخنے ڈھکنے والے کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز کا حکم:

(۱۰۲)**سوال:** مقتدی کو بعد میں معلوم ہوا کہ امام صاحب کے ٹخنے چھپے ہوئے تھے تو کیا نماز لوٹانی پڑے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوگی تاہم امام صاحب کو اس طرف توجہ دلائے تا کہ وہ اس عمل سے رک جائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۴)ابن عابدین، رد المحتار، ’’ ‘‘: ج۱،ص:۶۴۹،سعید کراچی.

فأما إذا صلوا في جوف الكعبة فالصلاة في جوف الكعبة جائزة عند عامة العلماء، نافلة كانت أو مكتوبة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،’’كتاب الصلاة: فصل في شرائط الأركان: الصلاة في جوف الكعبة‘‘: ج۱،ص:۳۱۴،زکریا دیوبند)

ولو صلى في جوف الكعبة أو على سطحها جاز. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،’’كتاب الصلاة، الباب الثالث، الفصل الثالث في استقبال القبلة‘‘:ج۱،ص:۱۲۱،زکریا دیوبند)

ولا باس به للتذلل......وتعقبه في الامداد بما في التجنيس من أنه يستحب له ذلك، لأن مبنى الصلاة على الخشوع. (ابن عابدين، رد المحتار،’’كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة الخ‘‘:ج۲،ص:۴۰۷،زکریا دیوبند)

إعلم أن التشبيه بأهل الكتاب لايكره في كل شيء فانا نأكل ونشرب كما يفعلون إنما الحرام هو التشبه فيما كان مذموماً وفيما كان يقصد به التشبيه، كذا ذكره قاضي خان في شرح الصغير. (ابن نجيم،البحر الرائق، ج۲،ص:۱۱،مطبوعہ مصر)

(۱)عن ابن عمر رضي الله عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال من جرّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة فقال ابوبكر يارسول الله إن أحد شقي إزارى يسترخي إلا أن اتعاهده ذلك منه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لست ممن يفعله خيلاء،(أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب فضائل أصحاب النبي‘‘:ج۲،ص:۶۷۶،یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)

قوله: لست يفعله: والمعنى أن استرخاء ه من غير قصد لايضر لاسيّما بمن لايكون من شيمته الخيلاء ولكن الأفضل هو المتابعة وبه يظهر أن سبب الحرمة من جرّ الازار هو الخيلاء. (ملا علي قاري،مرقاة المفاتيح،’’اللباس‘‘:ج۷،ص:۲۷۹۱)

بنیان پہن کر نماز پڑھنا:

(۱۰۳)**سوال**: کسی کے پاس تمام کپڑے موجود ہوں اور وہ سستی سے بلا عذر بنیان پہن کر نماز ادا کرے ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، بہرائچ

الجواب وباللہ التوفیق: نماز پڑھتے ہوئے کہنیوں تک کھلا رکھنا مرد کے لیے بھی مکروہ تنزیہی ہے (غیر اولیٰ ہے) اگر بنیان ایسی ہے کہ اس میں کہنیاں کھلی رہتی ہیں، تو اس میں نماز تو ادا ہو جائے گی مگر مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہوگی۔(۱)

''قال ابن الهمام وقد أخرج الستة عنه صلى الله عليه وسلم أمرت أن أسجد علىٰ سبعة وأن لا أكف شعرا ولا ثوباً ويتضمن كراهة كون المصلى مشمرا كميه''(۲)

''ولو صلى رافعاً كميه إلى المرفقين كره''(۳)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱/۷/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سلی ہوئی یا بغیر سلی لنگی پہن کر نماز پڑھنا:

(۱۰۴)**سوال**: زید امام مسجد ہے وہ کبھی سلی ہوئی لنگی پہن کر نماز پڑھاتے ہیں کبھی بغیر سلی

---

(۱) وكره الإقعاء وافتراش ذراعيه وتشمير كميه عنهما للنهي عنه لما فيه من الجفاء المنافي للخشوع. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة، فصل في المكروهات'': ص: ۳۴۹، ۳۴۸، شیخ الہند دیوبند)

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الأعراف: ۳۱)

(۲) ابن الهمام، فتح القدير: ج ۱، ص: ۴۲۴.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة و ما يكره: ج ۱، ص: ۱۶۵، مکتبہ فیصل دیوبند.)

ہوئی لنگی پہن کر نماز پڑھاتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین، ایم پی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دونوں طریقے درست ہیں بشرطے کہ ستر نہ کھلے بغیر سلی لنگی پہن کر نماز پڑھاتے وقت اگر ستر کھل گیا تو نماز نہیں ہوگی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۸/۱/۱۴۱۴ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کے دروں میں نماز پڑھنا:

(۱۰۵) **سوال:** جب جماعت ہوتی ہو، تو اگر مقتدی مسجد کے دروں ودروازوں کو چھوڑ کر پیچھے صف میں کھڑے ہوں، تو اس سے نماز میں کچھ کمی آئے گی یا نہیں؟ واضح فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نوشاد احمد، ارریہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر ضرورت کے دروں ودروازوں کو چھوڑ کر پیچھے اصل صف میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ بلاضرورت دروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب: قميص وإزار وعمامة. أما لو صلى في ثوب واحد متوشحاً به، تجوز صلاته من غير كراهة، وإن صلى في إزار واحد، يجوز ويكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثالث في شروط الصلاة'': ج۱،ص:۱۱۶، زکریا دیوبند)

والمستحب أن يصلي في ثلاثة ثياب من أحسن ثيابه قميص وإزار وعمامة ويكره في إزار مع القدرة عليها، قوله من أحسن ثيابه. مراعاة للفظ الزينة ويستحب أن تكون سالمة من الخروق. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

چوڑی دار پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا:

(۱۰۶)**سوال:** بیلٹ کی شلوار اور چوڑی دار پائجامہ پہننا اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، نیز ایک مسلمان عورت کو کیسا لباس پہننا چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری عبدالحق، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: عورتوں کو ایسے کپڑے پہننے چاہئیں جو ڈھیلے ہوں اس طرح چست نہ ہوں کہ جسم کی ساخت واضح ہوجائے تاہم بیلٹ کی شلوار یا چوڑی دار پائجامہ سے اگر رکوع وسجود میں ان کے ٹائٹ ہونے کی وجہ سے دشواری ہو، تو نماز مکروہ ہے اور اگر دشواری نہ ہو، تو مکروہ نہیں ہے۔ کپڑے ایسے پہنے جائیں کہ جس سے جسم اچھی طرح چھپا رہے جسم کی ساخت نظر نہ آئے باہر جاتے وقت پردے کا پورے طور پر اہتمام کیا جائے صرف شوہر کے سامنے چست کپڑا پہنے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......

(حسن بن عمار ، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۲۱۱،مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

(۲)عن معاوية بن قرة عن أبيه، قال:كنا ننهى أن نصف بين السواري على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ونطرد عنها طردا. ...... وقال: وقد كره قوم من أهل العلم أن يصف بين السواري، وبه يقول أحمد وإسحاق، وقد رخص قوم من أهل العلم فى ذلك، قال ابن العربي: ولا خلاف في جوازه عند الضيق، وأما عند السعة فهو مكروه للجماعة فأما الواحد،فلا بأس به،وقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الكعبة بين سواريها."(أخرجه ابن ماجة، في سننه،''إقامة الصلوات و السنة فيها، باب الصلاة بين السواري في الصف،'' ج۲،ص۷۰،رقم ۱۰۰۲)

والأصح ما روي عن أبي حنيفة أنه قال: أكره أن يقوم بين الساريتين أو في زاوية أو في ناحية المسجد أو إلى سارية؛ لأنه خلاف عمل الائمة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها'': ج۲،ص:۳۱۰)

والاصطفاف بين الأسطوانتين غير مكروه؛ لأنه صف فى حق كل فريق، وإن لم يكن طويلا وتخلل الأسطوانة بين الصف كتخلل متاع موضع أو كفرجة بين رجلين وذلك لا يمنع صحة الاقتداء ولا يوجب الكراهة. (السرخسي، المبسوط: ج۲،ص:۳۵،(شاملہ)

میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب کہ وہاں کوئی دوسرا نہ ہو۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۳۱/۶/۵ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کپڑے سے منہ لپیٹ کر نماز پڑھنا:

(۱۰۷) **سوال:** کپڑے سے منھ لپیٹ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالسلام، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: خلاف سنت ومکروہ ہے مگر نماز ادا ہو جائے گی۔ (۲)

---

(۱) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (سورة الأعراف:۲۶) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورة الأعراف:۳۱)

صنفان من أهل النار لم أرهما:...... نساء كاسيات، عاريات، مميلات، مائلات، رئوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب اللباس والزينة: باب النساء الكاسيات......الخ'': ج۲،ص:۲۰۵، رقم:۲۱۲۸)

يسترن بعض بدنهن ويكشفن بعضه إظهارا لجمالهن وإبرازا لكمالهن وقيل: يلبسن ثوبا رقيقا يصف بدنهن وإن كن كاسيات للثياب عاريات في الحقيقة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ج۶ ص:۲۳۰۲، مطبوعہ، دارالفکر بیروت)

(وللحرة)......(جميع بدنها) حتى شعرها النازل في الأصح (خلا الوجه والكفين)......(والقدمين......(وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين الرجال)......لخوف الفتنة. (ابن عابدين، الدرالمختار، ''باب شروط الصلاة'': ج۲،ص:۷۷-۷۹)

(۲) قال صلى الله عليه وسلم أمرت أن أسجد على سبعة أعظم وأن لا أكف شعرا ولا ثوبا متفق عليه، ذكره في البرهان، وكذا يكره الاشتمالة الصماء في الصلاة وهو أن يلف بثوب واحد رأسه وسائر بدنه ولا يدع منفذا ليده وهل يشترط عدم الائتزار مع ذلك عن محمد يشترط وغيره لا يشترطه ويكره الاعتجار وهو أن يلف العمامة حول رأسه ويدع وسطها كما يفعله الدعرة ومتوشحا لا يكره وفي ثوب واحد ليس على عاتقه بعضه يكره إلا لضرورة كما في فتح القدير. (ملا خسرو الحنفي، درر الحكام شرح غرر الاحكام ''مكروهات الصلاة'': ج۱،ص:۱۰۶)

ويكره لبسة الصماء، وروى الحسن عن أبي حنيفة أنها كالاضطباع،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

’’یکره اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم، قال الشامي: قوله: والتلثم وهو تغطیة الأنف والفم في الصلاة لأنه یشبه فعل المجوس حال عبادتهم النیران‘‘(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیو بندی غفرلہ (١٤١٢/٥/٨ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

حالت قیام میں بندھے ہاتھوں کو ناف کے اوپر نیچے کرنا:

(١٠٨) **سوال:** حالت قیام میں بندھے ہاتھوں کو ناف کے اوپر نیچے کرنے سے نماز میں خلل ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکروہ وخلاف ادب ہے۔ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے رکھنا چاہیے۔(٢)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٤١٦/٨/٤ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وإنما کرهها؛ لأنها من لباس أهل الأثر والبطر، وفي البخاري أنه علیه السلام نهی عن لبسة الصماء فقال: إنما یکون الصماء إذا لم یکن علیك إزار. قیل: هی اشتمال الیهود. وقال الجوهري عن أبي عبید: اشتمال الصماء أن تخلل جسدك بثوبك نحو سلمة الأعراب بأکیستهم وهي أن یرد الکساء من قبل یمینه علی یده الیسری وعاتقه الأیسر ثم یرده ثانیة من خلفه علی یده الیمنی أو عاتقه الأیمن فیغطیها. وقیل: أن یشتمل بثوبه فیخلل جسده کله ولا یرفع جانبا یخرج یده منه. وقیل: أن یشتمل ثوب واحد لیس علیه إزار، وفي مشارق الأنوار هو الالتفاف في ثوب واحد من رأسه إلی قدمیه یخلل به جسده کله وهو التلفف، قال سمیت بذلك واللّٰه أعلم لاشتمالها علی أعضائه حتی لا یجد مستقرا کالصخرة الصماء أو یشدها وضمها جمیع الجسد، ومنه صمام القارورة الذي تسد به فوها. (العیني، البنایة شرح الهدایة، ’’باب ما فسد الصلاة و ما یکره فیها، فصل في العوارض‘‘: ج٢، ص: ٤٤٧)

(١) ابن عابدین، رد المحتار، ’’کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سجدہ میں مرد کا کہنی کو جائے نماز سے لگانا:

(۱۰۹)**سوال:** حالت سجدہ میں مرد نمازی کی کہنی کا جائے نماز سے سٹنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکروہ تنزیہی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جلسہ کی حالت میں لنگی کو سمیٹنا:

(۱۱۰)**سوال:** حالت جلسہ میں لنگی کو سمیٹ کر گھٹنے میں نمازی کا دبانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، دہلی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وما يكره فيها": ج۲،ص:۴۲۳.

(۲)ووضع يمينه على يساره وكونه تحت السرة للرجال، لقول علي رضي الله عنه من السنة: وضعهما تحت السرة. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، باب صفة الصلاة "مطلب في التبليغ خلف الإمام": ج۲،ص:۱۷۲،۱۷۳)

عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال ثلاث من اخلاق النبوة تعجيل الافطار، وتاخير السحور ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة تحت السرة. (أخرجه علاؤ الدين بن علي بن عثمان، في الجواهر النقي في الرد على البيهقي، ج۲،ص:۱۳۲)

(۱)(وكره) افتراش الرجل ذراعيه للنهي. (ابن عابدين، الدرالمختار،"باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها": ج۲،ص:۴۱۱، زکریا دیوبند)

(قوله وافتراش ذراعيه) لما في صحيح مسلم عن عائشة رضي الله عنها وكان -يعني النبي- صلى الله عليه وسلم ينهى أن يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع وافتراشهما إلقاؤهما على الأرض كما في المغرب. قيل: وإنما نهى عن ذلك لأنها صفة الكسلان والتهاون بحاله مع ما فيه من التشبه بالسباع والكلاب، والظاهر أنها تحريمية للنهي المذكور من غير صارف. (ابن نجيم،البحر الرائق،"باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها": ج۲، ص:۴۰،۴۱)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلاضرورت مکروہ ہے البتہ نماز ادا ہو جاتی ہے۔[۱]

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ہاتھوں کو جائے نماز پر رکھ کر کھڑا ہونا:

(۱۱۱) **سوال**: سجدہ سے قیام کے لیے ہاتھوں کو جائے نماز پر رکھ کر اٹھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہئے بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۸/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ويعتمد على راحتيه ويبدي ضبعيه عن جنبيه، ولا يفترش ذراعيه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة''الفصل الثالث في سنن الصلاة'': ج۱، ص:۱۳۲، مکتبہ فیصل)

(۱) يكره للمصلي ان يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده، وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود، كذا في معراج الدراية ولا بأس بان ينفض ثوبه كيلا يلتف بجسده في الركوع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، الفصل الثاني ج۱، ص:۱۶۴)

قال في النهاية وحاصله أن كل عمل هو مفيد للمصلى فلابأس به، اصله ماروى ان النبي صلى الله عليه وسلم عرق في صلاته فسلت العرق عن جبينه إلى مسحه، لأنه كان يوذيه فكان مفيداً وفي زمن الصيف كان إذا قام من السجود ونفض ثوبه يمنة او يسرة لانه كان مفيداً كيلا يتقي صورة، فاما ماليس بمفيد فهو عبث. (ابن عابدين، رد المحتار: ج۲، ص:۴۹۰)

(۲) يكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود على الارض......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قعدہ میں نمازی کا دونوں ہاتھوں سے دامن سنوارنا:

(١١٢)**سوال**: حالت قعدہ میں بیک وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے دامن کو سنوارنا کیا حکم رکھتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نثار احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکروہ ہے۔(خلاف اولیٰ ہے)(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ(٦/٨/٤/١٤١٦ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے قدم محراب کے اندر ہوں، تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(١١٣)**سوال**: امام محراب میں اس طرح کھڑا ہوجاتا ہے کہ پیر بھی باہر نہیں ہوتے اس طرح نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی نور محمد، ہاپوڑ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال في الحلية والأشبه أنه سنة أو مستحب عند عدم العذر فيكون فعلة تنزيها لمن ليس به عذر. (الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،''فروع قرأ بالفارسية أو التوراة او الانجيل'':ج١،ص:٥٠٦)

ثم إذا فرغ من السجدة ينهض على صدور قدميه ولا يقعد، ولا يعتمد على الأرض بيديه عند قيامه، وإنما يعتمد على ركبتيه. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندية،''الباب الرابع، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها'':ج١،ص:١٣٣)

(١)يكره للمصلى أن يعبث بثوبه أو لحيته، وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ج١،ص:١٦٤)

وكره كفه أي رفعه وعبثه به أي بثوبه قوله أي رفعه أي سواء كان من بين يديه أو من خلفه عند الانحطاط للسجود. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،''باب ما يفسد الصلاة الخ، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية'':ج٢،ص:٤٠٦)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح محراب میں کھڑا ہونا کہ پیر بھی باہر نہ ہوں مکروہ ہے اور اگر ایڑیاں باہر ہوں تو کوئی کراہت نہیں نماز بہر صورت ادا ہو جاتی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں پیر کو آگے پیچھے کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۱۱۴) **سوال**: بکر نے کہا کہ نماز میں لوگ یا امام پیر کو آگے پیچھے کرتا ہے کیا نماز درست ہوتی ہے؟ زید نے کہا کہ پیر کو آگے پیچھے کرنے سے نماز میں کوئی فرق نہیں آتا بکر نے کہا کہ نماز درست نہیں ہوتی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نسیم الدین شاہد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلاضرورت پیروں کو حرکت دینا مکروہ ہے ہاں اگر تھوڑا سا پیر ادھر اُدھر ہو جائے تو نماز میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔ نماز بہر صورت ہو جاتی ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وقیام الإمام في المحراب لاسجوده فیه وقدماه خارجه لأن العبرة للقدم. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ج۲،ص:۴۱۴)

ویکره قیام الإمام وحده في الطاق وهو المحراب، ولا یکره سجوده فیه إذا کان قائماً خارج المحراب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة،''الباب السابع، الفصل الثاني فیما یکره في الصلاة وما لایکره'': ج۱،ص:۱۶۷)

(۲)فإن کان أجنبیا من الصلاة لیس فیه تتمیم لها، ولا فیه دفع ضرر فهو مکروه أیضا کالعبث بالثوب أو البدن وکل مایحصل بسببه شغل القلب وکذا ماهو من عادة أهل التکبیر أو صنیع أهل الکتاب. (غنیة المتملی شرح منیة المصلی ''مطلب في حکم تغطیة المصلی فمه في الصلاة'':...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ایسے ٹائلس اور پتھر کے سامنے نماز پڑھنا جس میں تصویر دکھائی دیتی ہو:

(١١۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے یہاں مسجد میں چندروز قبل کچھ تعمیری کام ہوا تھا تو تعمیری کام میں ایک کام مسجد کا فرش بھی ٹھیک ہونا تھا، لہٰذا اب مسجد کا فرش توڑ کر وہاں ٹائلس لگوادیے گئے ہیں اور وہ ٹائلس ایسے ہیں کہ اس کے اندر نمازی کو اپنا عکس صاف نظر آتا ہے، لہٰذا معلوم یہ کرنا تھا کہ کیا اس مسجد میں نماز ہو جائے گی حضور والا سے درخواست ہے کہ مدلل جواب تحریر فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: امیر حمزہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح کے فرش پر جو تصویر دیکھائی دیتی ہے اس کا حکم عکس کا ہے تصویر کا نہیں، اس طرح کے فرش پر بلا کراہت نماز درست ہے ہاں اگر تصویر اس طرح نمایاں ہوتی ہوں کہ نمازی کا خشوع وخضوع متاثر ہوتا ہو تو خشوع وخضوع کے متاثر ہونے کی وجہ سے نماز میں کراہت پیدا ہوگی۔ بہتر ہے کہ اس طرح کے فرش پر کوئی چادر یا قالین بچھالیں تا کہ نمازیوں کا خشوع متاثر نہ ہو۔

”**ولو صلی علی زجاج یصف ماتحته قالوا جمیعا یجوز**“(١)

”**(قوله لأنه یلهي المصلی) أي فیخل بخشوعه من النظر إلی موضع سجوده ونحوه، وقد صرح في البدائع في مستحبات الصلاة أنه ینبغي الخشوع فیها، ویکون منتهی بصره إلی موضع سجوده إلخ وکذا صرح في الأشباه أن الخشوع فی الصلاة**

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ١، ص: ٢١٦)

یکره للمصلي أن یعبث بثوبه أو لحیته أو جسده، و إن یکف ثوبه بأن یرفع ثوبه من بین یدیه أو من خلفه إذا أراد السجود. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة،”الباب السابع، الفصل الثاني فیما یکره في الصلاة وما لایکره“: ج ١، ص: ١٤٦)

(١) الحصکفي، ردالمحتار مع الدر المختار، ج ٢، ص: ٤٣.

مستحب. والظاهر من هذا أن الكراهة هنا تنزيهية فافهم"[١]

"قيد الزيلعي أيضا الإباحة بأن لا يتكلف لدقائق النقش في المحراب فإنه مكروه؛ لأنه يلهي المصلي. اهـ. قلت فعلى هذا لا يختص بالمحراب بل في أي محل يكون أمام من يصلي بل أعم منه وبه صرح الكمال فقال بكراهة التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصا فى المحراب"[٢]

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
۱۴۴۳/۱/۱۳ھ

گلے کے بٹن کھلے رکھنے سے نماز میں کراہت آتی ہے کہ نہیں؟

(۱۱۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

امام صاحب اپنے گلے کا بٹن عام طور پر قصداً کھلا رکھتے ہیں تو کیا امام کا یہ فعل اسلامی شعار کے خلاف ہے؟ اور کیا ایسا کرنے سے کوئی نماز میں کراہت لازم آتی ہے؟ اور آج کل اکثر لوگ گرمی وغیرہ کی وجہ سے ایک دو بٹن کھلا رکھتے ہیں، ان کا ایسا کرنا اسلامی شعار کے خلاف ہے یا نہیں؟ یا آداب وتہذیب کے خلاف ہے، مفصل جواب دے کر ممنون ومشکور فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمشیر احمد، روڑکی

الجواب وباللہ التوفیق: گلا کے بٹن کھلا رکھنا یا بند رکھنا نہ شعائر اسلام میں سے ہے اور نہ ضروریات دین میں سے؛ بلکہ ضروریات زندگی جس امر کی متقاضی ہوں ویسے ہی کیا جا سکتا ہے گرمی کی وجہ سے اگر کھولنے کی ضرورت پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں، سردی وہوا وغیرہ کی وجہ

---

(١) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، فروع أفضل المساجد، ج١، ص:٦٥٨.
(٢) علي حيدر خواجه أمين آفتندي، درر الحكام، "مكروهات الصلاة": ج١، ص:١١١.

سے بند کرنے کی ضرورت ہو تو بند کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں پس بلا قصد بھی کسی کے بٹن کھلے رہیں تب بھی کوئی حرج نہیں امام کا مذکورہ عمل نہ نماز کے شرائط میں سے ہے نہ مستحبات میں، نظر صرف ان چیزوں پر رہنی چاہئے کہ جن اعمال سے نماز میں کراہت آتی ہو کہ وہ نہ ہونے پائیں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۵/۵/۱۴۱۱ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا:

(۱۱۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

آج کل کچھ لوگ پلاسٹک کی ٹوپیاں استعمال کرتے ہیں ان کے استعمال شرعی حیثیت کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمود الحسن، کٹیہار

الجواب وباللہ التوفیق: پلاسٹک کی ٹوپیاں عام طور پر اچھی نہیں سمجھی جاتیں، لوگ ایسی ٹوپیاں پہن کر شریف اور معزز لوگوں کی مجلس میں جانا پسند نہیں کرتے اور عام حالات میں بھی یہ ٹوپیاں نہیں پہنتے، اس لیے ایسی ٹوپیاں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۲)

---

(۱)فما رأيت معاوية'' إلى آخره، وهذا وإن كان اختياراً لما هو خلاف الأولى خصوصاً في الصلوات؛ لكنهما أحبا أن يكونا على ما رأيا النبي صلى الله عليه وسلم وإن كان إطلاقه أزراره إذ ذاك لعارض، ولم يكن هذا من عامة أحواله صلى الله عليه وسلم، وذلك لما فيه من قلة المبالاة بأمر الصلاة، إلا أن الكراهة لعلها لا تبقى في حق معاوية وابنه لكون الباعث لهما حب النبي صلى الله عليه وسلم واتباعه فيما رأياه من الكيفية. (خليل أحمد سهارنفوري، بذل المجهود،''كتاب اللباس:باب في حل الإزار'':ج۱۲،ص:۱۰۹،(شاملہ)

وتشمير كميه عنهما للنهي عنه لما فيه من الجفاء المنافي للخشوع. (حسن بن عمار،مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي،''كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة،فصل في المكروهات'': ص:۳۴۹،دارالکتاب دیوبند)

(۲)يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ(سورة الأعراف:۳۱)

وصلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته ومهنة أي خدمة إن له غيرها وإلا لا. (ابن عابدين، رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها'':ج۲،ص:۴۰۷)

”قال في البحر: وفسرها في شرح الوقايه بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر، والظاهر أن الكراهة تنزيهية“(۱)

”ورأي عمر رضي الله عنه رجلا فعل ذلك، فقال: أرأيت لو كنت أرسلتك إلىٰ بعض الناس أكنت تمر في ثيابك هذه؟ فقال: لا ...... فقال عمر رضي الله عنه: الله أحق أن تتزين له“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۸/۱/۱۴۱۵ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

جارجٹ کی ساڑھی اور دوپٹہ پہن کر نماز پڑھنا:

(۱۱۸) **سوال**: جارجٹ کی ساڑھی اور دوپٹہ سے نماز ادا ہوگی یا نہیں؟ جو نماز ادا کی جا چکی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شفیع احمد، اعظمی

الجواب وباللہ التوفیق: چوں کہ جارجٹ کا کپڑا باریک ہوتا ہے، اس کے پہننے کے باوجود بدن جھلکتا ہے، جب تک اس کے نیچے کپڑا نہ ہو؛ اس لیے اس کا پہننا درست نہیں جب کہ گھر میں ایسے بھی رشتہ دار آتے ہوں جو غیر محرم ہوں، مثلاً: چچا، ماموں، پھوپھا کے لڑکے، سوائے شوہر کے ان کے سامنے ایسے کپڑے پہن کر آنا درست نہیں اگر جارجٹ کی ساڑھی کے نیچے لہنگا اور بالائی حصہ پر بطور بنیان کپڑا ہو جس سے بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تو ایسی ساڑھی پہن کر نماز پڑھی

(۱) ابن عابدین، رد المحتار،”باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية“: ج ۲، ص: ۴۰۷، زکریا دیوبند.

(۲) حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۳۵۹، مکتبہ الاشرفیہ دیوبند.

جاسکتی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۵/۲/۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شوروغل کے درمیان امام نے نماز پڑھادی:

(۱۱۹) **سوال**: نماز جمعہ میں شوروغل کے درمیان امام صاحب نے نماز پڑھائی وہ ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاضی غلام حسین ابوبکر کشتواڑ

الجواب وباللہ التوفیق: نماز ادا ہوگئی، تاہم مسجد میں شور وغل سے اجتناب کیا جائے؛ کیوں کہ اس سے خشوع وخضوع فوت ہوجاتا ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۴/۱۱/۷ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والثوب الرقيق الذي يصف ماتحته لاتجوز الصلاة فيه كذا في التبيين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة'': ج۱،ص:۱۱۵؛ وابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة'': ج۲،ص:۸۴، زکریا دیوبند)

وحد الستر أن لايرى ماتحته حتى لوسترها بثوب رقيق يصف ماتحته لايجوز. (ابن نجيم، البحر الرائق: ج۱، ص:۴۶۷، دارالکتاب دیوبند)

والثوب الرقيق الذي يصف ماتحته لاتجوز الصلاة فيه لانه مكشوف العورة معنى. (فخر الدين عثمان بن علي، تبيين الحقائق، ''باب شروط الصلاة'': ج۱،ص:۲۵۳، شاملہ)

(۲) وعند حضور مايشغل البال عن استحضار عظمة الله تعالىٰ، والقيام بحق خدمته ويخل بالخشوع في الصلاة بلاضرورة لإدخال النقص في المؤدى. (حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''فصل في الاوقات المكروهة'': ص: ۱۹۱؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الأول، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي الخ'': ج۱،ص:۱۰۹، مکتبہ فیصل دیوبند)

ويخل بالخشوع كزينة ولهو ولعب الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''مطلب في بيان السنة، والمستحب والمندوب الخ'': ج۲،ص:۴۲۵)

لنگوٹ کس کر نماز پڑھانا:

(۱۲۰)**سوال:** خصیوں میں پانی کی وجہ سے لنگوٹ کس کر نماز پڑھانا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص لنگوٹ کس کر نماز پڑھائے تو نماز درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذکی عثمانی، بارہ بنکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خصیوں میں پانی کی وجہ سے لنگوٹ کس کر نماز پڑھانے والے امام کی نماز درست ہے۔ بلکہ اگر لنگوٹ نہ پہننے سے خلل ہونے کا اندیشہ ہو تو پہن لینا بہتر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۳۰/۱/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نمازی کو زور سے سلام کرنا:

(۱۲۱)**سوال:** اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور آنے والا اس کو زور سے سلام کرے تو اس کا کیا حکم ہے، درست ہے کہ نہیں؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد عبدالسلام پٹیل

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کوئی بھی کام ایسا نہیں کرنا چاہئے جس سے نمازی کے

---

(۱)وعند حضور ما يشغل البال عن استحضار عظمة اللّٰه تعالىٰ والقيام بحق خدمته ويخل بالخشوع في الصلاة. (حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''فصل في الأوقات المكروهة'': ص:۱۹۱؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة، الباب الأول، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي الخ'': ج۱،ص:۱۰۹)

ويخل بالخشوع كزينة ولهو ولعب. (ابن عابدين، رد المحتار،''مطلب في بيان السنة والمستحب والمندوب الخ'': ج۲،ص:۴۲۵، زكريا)

خشوع وخضوع میں فرق آئے اس لیے جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو زور سے سلام نہیں کرنا چاہئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

''كراهة ابتداء السلام على المصلي لكونه ربما شغل بذلك فكره واستدعى منه الرد وهو ممنوع منه''(۱)

''فسره بعضهم بالواعظ لأنه يذكر الله تعالىٰ ويذكر الناس به؛ والظاهر أنه أعم فيكره السلام علىٰ مشتغل بذكر الله تعالىٰ بأي وجه كان''(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

پرفیوم لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۲۲)**سوال:** پرفیوم لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے جب کہ یہ نہ معلوم ہو پرفیوم کس چیز سے بنا ہے تو کیا ایسی صورت میں نماز درست ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلم، باغپتی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پرفیوم میں الکحل ہوتا ہے جو پہلے صرف شراب سے تیار ہوتا تھا اس لیے اس کا استعمال درست نہیں تھا اب الکحل شراب کے علاوہ متعدد چیزوں سے تیار ہوتا ہے، نیز الکحل تھوڑی دیر میں اڑ جاتا ہے اس لیے پرفیوم کے استعمال کے کچھ دیر بعد نماز پڑھی گئی تو بلا شبہ نماز درست ہے تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ پرفیوم لگا کر نماز نہ پڑھی جائے۔(۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی — **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۶/۴/۲۶ھ)
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱)ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح البخاري،''كتاب العمل في الصلاة، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کا مسجد کے در میں کھڑا ہونا:

(۱۲۳) **سوال:** رمضان شریف میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے امام کو مسجد کے در میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فخرالدین قاسمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام کے در میں کھڑے ہونے کو شامی نے مکروہ لکھا ہے اگر ضرورت ہی ہو تو امام کو چاہئے کہ قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ در میں ہوجائے تو درست ہے۔ ورنہ بضرورت در میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہوجاتی ہے مگر اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

’’ویکره قیام الإمام وحده في الطاق وهو المحراب، ولا یکره سجوده فیه إذا کان قائماً خارج المحراب، هکذا في التبیین‘‘(۱)

’’وکره......قیام الإمام في المحراب لا سجوده فیه وقدماه خارجه لإن العبرة

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باب لا یرد السلام في الصلاۃ‘‘: ج۳،ص:۱۱۳، دارالسلام، الریاض.

(۲) الحصکفي، رد المحتار مع الدر المحتار، ’’باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها، مطلب: المواضع التي یکره فیها السلام‘‘: ج۲،ص:۳۷۳،۳۷۴، ط: زکریا، دیوبند.

(۳) وأما غیر الأشربة الأربعة، فلیست نجسة عند الإمام أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ، وبهذا یتبین حکم التی عمت بها البلوی الیوم، فإنها تستعمل في کثیر من الأدویة و الکحول (alcohals) المسکرة العطور والمرکبات الأخری، فغنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبیل إلی حلتها أو طهارتها، وإن اتخذت من غیرهما فالأمر فیها سهل علی مذهب أبي حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ، ولا یحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخری مالم تبلغ حد الإسکار، لأنها إنما تستعمل مرکبة مع المواد الأخری، ولایحکم بنجاستها أخذاً بقول أبي حنیفة رحمه اللّٰه، وإن معظم الحکول التي تستعمل الیوم في الأودیة والعطور وغیرهما لاتتخذ من العنب أوالتمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغیره، کما ذکرنا في باب بیوع الخمر من کتاب البیوع. (المفتي تقي العثماني، تکملیه فتح الملهم، ’’کتاب الأشربة: حکم الکحول المسکرة‘‘: ج۳، ص:۶۰۸، ط: مکتبہ دارالعلوم دیوبند)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ’’کتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فیما یکره في الصلاة و ما لا یکره‘‘: ج۲،ص:۱۶۷.

للقدم. في معراج الدراية من باب الإمامة: الأصح ما روي عن أبي حنيفة أنه قال: أكره للإمام أن يقوم بين الساريتين أو زاوية أو ناحية المسجد أو إلىٰ سارية......لأنه بخلاف عمل الأمة''(١)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (١٤٢٠/٩/٢٥ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کواڑ بند کر کے نماز پڑھنا:

(١٢٤) **سوال**: سردی کی وجہ سے مسجد کے اندرونی حصہ کا دروازہ بند کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے مکروہ تو نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، اورنگ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سردی کی وجہ سے مسجد کے اندرونی حصہ کے کواڑ بند کر کے نماز جائز ہے اور درست ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔(٢)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (١٤١٤/١٢/٢٣ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کچھے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(١٢٥) **سوال**: ایسا کچھا جو بدن کو چمٹا رہتا ہے پہنکر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فاروق انور، راجستھان

---

(١) الحكصفي، الدر المختار مع رد المحتار،''باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج٢،ص:٤١٤، زکریا دیوبند.)

(٢) فلا يضر غلق باب القلعة لعدو أو لعادة قديمة، لأن الإذن العام مقرر ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کچھا پاک ہو تو نماز کچھے میں ادا ہو جاتی ہے البتہ اگر وہ اتنا سخت اور ٹائٹ ہے کہ نماز کے رکوع وسجدہ میں تنگی ہوتی ہے تو ایسے کچھے میں نماز مکروہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۸/۱۲/۳۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیو بند

نماز میں کپڑے جھاڑنا:

(۱۲۶) **سوال:** نماز میں بار بار کپڑے جھاڑنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور عمل کثیر پایا جائے تو نماز ہی ٹوٹ جاتی ہے اور عمل کثیر یہ ہے کہ دیکھنے والے کو محسوس ہو کہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے اس لیے اس عمل سے امام کو بچنا چاہئے۔

’’إن اللّٰہ کرہ ثلاثاً: العبث في الصلاۃ والرفث في الصیام والضحک في المقابر‘‘(۲)

’’ویکرہ أیضاً أي یکف ثوبہ وھو في الصلاۃ بعمل قلیل بأن یرفع بین یدیہ أو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لأھله وغلقه لمنع العدو لا المصلي؛ نعم لو لم یغلق لکان أحسن کما في مجمع الأنهر. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’باب الجمعة‘‘: ج۳،ص:۲۵)

(۱) وتکرہ بحضرة کل مایشغل البال کزینة وبحضرة ما یخل بالخشوع کلهو ولعب ولذا نهی النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم عن الإتیان للصلاة سعیا بالهرولة. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، ’’کتاب الصلاة، فصل في المکروهات‘‘: ص:۳۶۰)

والجائز من غیر کراهة أن یصلي في ثوب واحد متوشحا أو قمیص ضیق لوجود ستر العورة واصل الزینة والمکروہ أن یصلي في سراویل أو إزار لاغیر. (فخر الدین عثمان بن علي، تبیین الحقائق، ’’باب مایفسد الصلاة الخ‘‘: ج۱،ص:۱۶۲)

(۲) أخرجه ابن خزیمة، في الصحیح: ص:۲۰۹.

من خلفه عند السجود ...... ويكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو بجسده لقوله عليه السلام : ان الله تعالیٰ كره لكم ثلاثاً وذكر منها العبث في الصلاة ولا العبث خارج الصلاة حرام فما ظنك في الصلاة"(١)

"يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده، وإن يكف ثوبه بأن يرفع ثوبه من بين يديه أو من خلفه إذا أراد السجود"(٢)

"وكره عبثه بثوبه وبدنه"(٣)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد احسان غفرلہ (٩/٦/١٤٢٢ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

عمامہ کے کچھ حصہ پر سجدہ کرنا:

(١٢٧) **سوال**: عمامہ کا کچھ حصہ سجدہ کرنے میں پیشانی پر آجائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ملاجی معین الدین

الجواب وبالله التوفيق: عمامہ کا پیچ اگر ماتھے پر اس طرح ہو کہ سجدہ کرتے وقت زمین کی سختی محسوس نہ ہو تو اس صورت میں سجدہ ادا نہ ہوگا تاہم اگر زمین کی سختی محسوس ہو رہی ہے تو عمامہ کے ماتھے پر ہوتے ہوئے سجدہ تو ادا ہو جائے گا؛ لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ملحوظ رہے کہ اگر عمامہ سر پر ہو اور سجدہ کی حالت میں زمین سے اس طرح لگا ہو کہ اس کی وجہ سے ماتھا زمین

---

(١) المرغيناني، الهداية، "باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها": ج١، ص:١٣٩؛ وابن الهمام، فتح القدير: ج١، ص: ٣٥٩.

(٢) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره": ج١، ص:١٦٤.

(٣) ابن نجيم، البحر الرائق: ج٢، ص:١٦-٣٣، زكريا.

سے نہ لگے، اوپر کو اٹھا رہے تو ایسی صورت میں سجدہ ادا نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (٦/٧/١٤٠٩ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا:

(١٢٨) **سوال**: گھڑی میں چین پڑی ہو تو اس کو پہن کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: احسان اللہ، علی گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: چین لگی ہوئی گھڑی باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے؛ اس لیے کہ گھڑی عام طور پر زینت کے لیے نبض پر پہنی جاتی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۱/۳/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ویکره السجود على كور عمامته من غير ضرورة حر أو برد أو خشونة أرض والكور دور من أدوارها بفتح الكاف إذا كان على الجبهة لأنه حائل لايمنع السجود، أما إذا كان على الرأس وسجد عليه ولم تصب جبهته الأرض لاتصح صلاته وكثير من العوام يفعله......الظاهر أن الكراهة تنزيهية. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: فصل في المكروهات''، ص: ٣٥٥، شیخ الہند دیوبند)

كما يكره تنزيها بكور عمامته. إلا بعذر وان صح عندنا بشرط كونه على جبهته. كلها أو بعضها كما مرو أما إذا كان الكور على رأسه فقط وسجد عليه مقتصراً أي ولم تصب الأرض جبهته ولا أنفه على القول به لايصح لعدم السجود على محله وبشرط طهارة المكان وأن يجد حجم الأرض والناس عنه غافلون. (الحصكفي، در المختار مع رد المحتار، ''باب صفة الصلاة'': سعید کراچی)

(۲) ولا يتختم الا بالفضة لحصول الاستغناء بها فيحرم لغيرها كجهر وصحح السرخسي جواز اليشب والعقيق وعمم منلا خسرو وذهب وحديد وصفر ورصاص وزجاج وغيرها لما مر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، '' '': ج٦، ص: ٣٥٩، سعید کراچی)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بلند جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھانا:

(۱۲۹)**سوال**: اکیلا امام نوانچ اونچی جگہ پر کھڑا ہوکر اگر نماز پڑھادے اور مصلی نوانچ نیچے ہیں تو نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد ساجد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں امام کو نوانچ کی اونچائی پر کھڑے ہونے سے کسی خاص امتیاز کا اظہار نہیں ہوتا ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں امام کا نماز پڑھانا بلا کراہت درست ہے، البتہ بلاضرورتِ شرعی ایک ذراع جو شرعی گز کے اعتبار سے ۱۸ انچ کا ہوتا ہے، یا اس سے زیادہ اونچائی پر کھڑے ہوکر نماز پڑھانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کچھ مقتدی بھی ساتھ ہوں تو درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۴/۴/۱۴۱۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بلا اجازت دوسرے کے ورکشاپ میں نماز پڑھنا:

(۱۳۰)**سوال**: ہم لوگ ریلوے ورکشاب میں ملازم ہیں، افسر کا حکم یہ ہے کہ جس کو نماز

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء جميعاً، وأما العقيق ففي التختم به اختلاف المشايخ، وصحيح في الذخيرة أنه لايجوز وقال قاضي خان: الأصح أنه يجوز. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية'': ج۵،ص:۳۸۸، زکریا دیوبند)

(۱) وانفراد الإمام على الدكان للنهي وقدر الارتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الأوجه. ذكره الكمال وغيره وكره عكسه في الأصح وهذا كله عند عدم العذر كجمعة وعيد فلو قاموا على الرفوف والإمام على الأرض أو في المحراب لضيق المكان لم يكره. لو كان معه بعض القوم في الأصح و به جرت العادة في جوامع المسلمين. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة، وما يكره فيها'': ج۲،ص:۴۱۵، زکریا دیوبند)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ظہر پڑھنی ہو (کیوں کہ وہ ڈیوٹی کے وقت میں آتی ہے) وہ آدھا گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر جا کر نماز پڑھے، ورکشاپ میں نماز نہ پڑھے، کچھ لوگ ورکشاپ میں ہی نماز پڑھتے ہیں، کیوں کہ آپس میں ہم لوگ نبھا لیتے ہیں افسر کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا تو ہماری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حکیم محمد عبداللہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب حاکم نے منع کر رکھا ہے کہ ورکشاپ میں کوئی نماز نہ پڑھے؛ بلکہ رخصت لے کر باہر جا کر نماز پڑھے تو باہر ہی جا کر نماز پڑھنی چاہئے؛ کیوں کہ ورکشاپ ان کی مملوک ہے تو ممانعت کے بعد اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ زمین مغصوبہ میں نماز پڑھنا اور وہ مکروہ ہے؛ لہٰذا کیوں اپنی نماز کو مکروہ کیا جائے پھر شکایت ہو جانے پر اندیشہ سزا علاوہ ازیں ہے۔[1]

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۶/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دوسرے کی لنگی بغیر اجازت پہن کر نماز پڑھ لی، تو نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

(۱۳۱) **سوال:** کمرے میں بعض مرتبہ ایک دوسرے کی لنگی، ٹوپی استعمال کرتے ہیں جس

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ویکرہ أن یکون الإمام وحدہ علی الدکان وکذا القلب في ظاهر الروایة، وکذا في الهدایة. وإن کان بعض القوم معه قالا صح :أنه لا یکره، کذا في محیط السرخسي. ثم قدر الارتفاع قامة، ولا بأس بما دونها، ذکره الطحاوي وقیل : إنه مقدر بما یقع به الامتیاز وقیل : بمقدار الذراع اعتبار بالسترة وعلیه الاعتماد، کذا في التبیین. وفي غایة البیان هو الصحیح، کذا في البحر الرائق. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب السابع، الفصل الثاني فیما یکره في الصلاة، ومالایکرہ'': ج۱، ص:۱۶۷، زکریا دیوبند)

(۱) الصلاة في أرض معضوبة جائزة، ولکن یعاقب بظلمه، فما کان بینه وبین اللّٰه تعالیٰ یثاب، وما کان بینه وبین العباد یعاقب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب السابع، فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها، الفصل الثاني'': ج۱، ص:۱۶۸، زکریا دیوبند)

وتکره في أرض الغیر بلا رضاه. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: فصل في المکروهات'': ص:۳۵۸، شیخ الهند دیوبند)

میں اجازت نہیں لیتے اور اس سے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امین اکرم، کشمیر

الجواب وبا اللہ التوفیق: بغیر اجازت کسی کی چیز نہ لینا چاہیے صراحۃً اجازت لینا بہتر ہے، اور ایک دوسرے کی ٹوپی، لنگی وغیرہ استعمال کرنے میں کوئی اعتراض کسی کو نہ ہو تو دلالۃً اجازت کی وجہ سے استعمال کرنے کی گنجائش ہے اگر اس طرح استعمال پر مالک کو کوئی اعتراض نہ ہو تو یہ اجازت میں شمار ہوتی ہے، تاہم نماز بہر صورت اداء ہو جاتی ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آئینہ کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم:

(۱۳۲) **سوال:** حضرت مفتی صاحب ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ:

آفس سے جب میں گھر آتا ہوں تو اس وقت تک مسجد میں جماعت ہو چکی ہوتی ہے تو مجبوراً گھر میں ہی نماز پڑھتا ہوں، میرے گھر میں ڈریسنگ ٹیبل ہے اس میں ایک بڑا آئینہ لگا ہوا ہے نماز پڑھتے ہوئے آئینہ کے سامنے آنے کی وجہ سے نماز میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی؟ قرآن وحدیث

---

(۱) وتكره في أرض الغير بلا رضاه. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص:۳۵۸)
وفي مختارات الفتاوىٰ. الصلاة في أرض مغصوبة جائزة......لأن الظاهر أنه يرضى بها لأنه ينال أجراً من غير اكتساب منه. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ص:۳۵۸)
فروع: تكره الصلاة في الثوب المغصوب وإن لم يجد غيره لعدم جواز الإنتفاع بملك الغير قبل الإذن. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة: فصل في المكروهات‘‘: ص:۳۵۸، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)
الصلاة في أرض مغصوبة جائزة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع، الفصل الثاني: فيما يكره في الصلاة وما لا يكره‘‘: ج۱، ص:۱۶۸، زکریا دیوبند)

کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابرار احمد، اوکھلا، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نمازی کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل (سنگھار میز) الماری، کھڑکی یا دیوار میں شیشے لگے ہوئے ہوں اوراس میں نمازی کا عکس نظر آتا ہو تو نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی، کیوں کہ عکس تصویر کے حکم میں نہیں ہے۔

البتہ اگر شیشے اور آئینہ کی وجہ سے نمازی کی نماز میں خلل ہوتا ہو اور نمازی کی توجہ اس جانب سے ہٹ جائے، تو ایسی صورت میں شیشے کے سامنے نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے، البتہ ان شیشوں میں جو عکس نظر آتا ہے اس کا حکم تصویر کا نہیں ہے۔ ہمارے فقہاء نے قبلہ کی جانب دیوار اور محراب میں نقش ونگار کو مکروہ فرمایا، سبب یہی ہے کہ نمازی کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں نماز پڑھتے وقت شیشے پر کپڑا وغیرہ ڈال دیا کریں۔

"ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره لأنه يلهي المصلي...... وظاهره أن المراد بالمحراب جدار القبلة"(۱)

"وتكره بحضرة كل ما يشغل البال كزينة و بحضرة ما يخل بالخشوع كلهو ولعب ولذا نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن الإتيان للصلاة سعيا بالهرولة"(۲)

"ويكره الصلاة وقت مدافعة البول أو الغائط، ووقت حضور الطعام إذا كانت النفس تائقة إليه والوقت الذى يوجد فيه ما يشغل البال من أفعال الصلاة، ويخل بالخشوع، كائنا ما كان الشاغل"(۳)

فتاویٰ شامی میں ہے:

"بقي في المكروهات أشياء أخر ذكرها في المنية ونور الإيضاح وغيرهما:

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "قبيل مطلب: في أفضل المساجد": ج۲، ص: ۴۳۰، ۴۳۱، ط: زکریا.
(۲) حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات: ص: ۳۶۰.
(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية: ج۱، ص: ۱۰۹.

منها الصلاة بحضرة ما يشغل البال ويخل بالخشوع كزينة ولهو ولعب، لذلك كرهت بحضرة طعام تميل إليه نفسه، وسيأتي في كتاب الحج قبيل باب القرآن: يكره للمصلي جعل نحو نعله خلفه لشغل قلبه''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۲۲/۴/۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع ردالمحتار: ج۲، ص: ۴۲۵.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب قراءۃ الصلاۃ

فصل اول: قرأت کا بیان

فصل ثانی: قرأت خلف الامام کا بیان

فصل ثالث: قرأت میں غلطی کا بیان

فصل رابع: امام کو لقمہ دینے کا بیان

فصل اول:

قرأت کا بیان

جہری نماز میں امام کا کس قدر آواز سے پڑھنا ضروری ہے؟

(١)**سوال:** امام صاحب کا جہری نماز میں کس قدر زور سے پڑھنا ضروری ہے؟ اور کتنی صف تک امام کی آواز پہونچنی چاہیے، تاکہ مقتدیوں تک آواز پہونچ جائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان، مظفر نگر

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: امام بلند آواز، خوش الحان، تجوید کے مطابق صحیح صحیح قرأت کرنے والا ہونا چاہیے جو اس قدر بلند آواز سے پڑھے کہ تمام مصلی یا جماعت کا اکثر حصہ ان کی آواز کو سن سکے اور اگر امام صاحب کی آواز اتنی پست ہو کہ تمام یا اکثر مصلی ان کی آواز کو نہ سن سکیں، تو کم از کم اگر پہلی صف کے آس پاس کے مصلی ان کی آواز سن سکتے ہوں تو نماز ہو جائے گی مگر ایسے پست آواز والے کو امام بنانا بہتر نہیں ہے درمختار میں ہے:

''وأدنی الجهر إسماع غیره، وأدنی المخافتة إسماع نفسه ومن بقربه؛ فلو سمع رجل أو رجلان فلیس بجهر، والجهر أن یسمع الکل، خلاصة''[١]

الجواب صحیح: فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (١٥/١١/١٤١٨ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر میں مختصر قرأت سے نماز بلا کراہت ہوگی یا نہیں؟

(٢)**سوال:** نماز فجر میں قرأت کی مقدار کیا ہے؟ اگر اتفاق سے کبھی چھوٹی سورتیں پڑھی

(١)الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل في القراءة،مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة'': ج٢،ص:٢٥٢،٢٥٣.

جائیں، تو نماز بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟ ایک امام صاحب اکثر ﴿ألم نشرح﴾ اور ﴿والتين﴾ پڑھتے ہیں اس کی عادت بنالینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد یامین، دیوبند

الجواب وبا لله التوفيق: فجر کی نماز میں امام کو اتنی مختصر قرأت کی عادت ڈال لینا خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے کوئی خاص عذر نہ ہو، تو نماز فجر میں سورۃ حجرات سے لے کر، سورہ بروج تک کی سورتوں میں کسی سورت کا پڑھنا مسنون اور مستحب ہے یا کسی اور جگہ سے کم از کم چالیس آیات کا پڑھنا مسنون و مستحب ہے؛(1) البتہ اگر وقت کی تنگی ہو یا کسی اور ضرورت یا عذر کی بناء پر قرأت مختصر کرے، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۵: ۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(و) يسن (في الحضر) لإمام ومنفرد، ذكره الحلبي، والناس عنه غافلون (طوال المفصل) من الحجرات إلى آخر البروج (في الفجر والظهر، و) منها إلى آخر لم يكن (أوساطه في العصر والعشاء، و) باقيه (قصاره في المغرب) أي في كل ركعة سورة مما ذكر، ذكره الحلبى، واختار في البدائع عدم التقدير، وأنه يختلف بالوقت والقوم والإمام.

وفي حاشية ابن عابدين: (قوله واختار في البدائع عدم التقدير إلخ) وعمل الناس اليوم على ما اختاره في البدائع، رملى. والظاهر أن المراد عدم التقدير بمقدار معين لكل أحد وفي كل وقت، كما يفيده تمام العبارة، بل تارة يقتصر على أدنى ما ورد كأقصر سورة من طوال المفصل في الفجر، أو أقصر سورة من قصاره عند ضيق وقت أو نحوه من الأعذار، لأنه عليه الصلاة والسلام قرأ في الفجر بالمعوذتين لما سمع بكاء صبي خشية أن يشق على أمه، وتارة يقرأ أكثر ما ورد إذا لم يمل القوم، فليس المراد إلغاء الوارد ولو بلا عذر، ولذا قال في البحر عن البدائع: والجملة فيه أنه ينبغي للإمام أن يقرأ مقدار ما يخف على القوم ولا يثقل عليهم بعد أن يكون على التمام، وهكذا في الخلاصة. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، "كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية": ج٢،ص:٢٥٩،٢٦٢)

فرض نمازوں میں خلافِ ترتیب قرأت کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۳) **سوال**: فرض نماز میں اگر امام پہلی رکعت میں ﴿قل هو الله أحد﴾ دوسری رکعت میں ﴿والعصر﴾ قصداً یا نسیاناً پڑھے تو کیا نماز میں کچھ خرابی آتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ریاض الدین، مدھوبنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں قرأت کے دوران سورتوں کی ترتیب کی رعایت رکھنا قرأت کے واجبات میں سے ہے۔ فرض نمازوں میں قصداً ترتیب کے خلاف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یعنی کراہت کے ساتھ نماز اداء ہو جائے گی اور اگر سہواً یا غلطی سے ترتیب کے خلاف پڑھا، تو نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی، دونوں صورتوں میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

"يجب الترتيب في سور القرآن، فلو قرأ منكوسا أثم لكن لا يلزمه سجود السهو، لأن ذلك من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة كما ذكره في البحر في باب السهو"(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۳/۵:۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر اور عصر میں سراً، جمعہ وعیدین میں جہراً قرأت کیوں کی جاتی ہے؟

(۴) **سوال**: ظہر اور عصر کی نماز دن میں پڑھی جاتی ہے اور سری پڑھی جاتی ہے؛ لیکن جمعہ اور عیدین کی نماز جہری کیوں پڑھتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: نور الزماں، بھاگل پور

(۱) الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلا، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها": ج ۲، ص: ۱۴۸.

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: شروع میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازوں میں جہراً قرأت کرتے تھے، تو مشرکین ایذاء پہونچاتے تھے اس وقت آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۝۱۱۰﴾ (۱) چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر میں تو پست آواز سے پڑھتے تھے؛ اس لیے کہ اس وقت کفار مکہ تکلیف پہونچانے کے درپے رہتے تھے اور مغرب میں بآواز بلند پڑھتے تھے؛ اس لیے کہ اس وقت یہ لوگ کھانے میں مصروف رہتے تھے اور عشاء وفجر میں اس لیے زور سے پڑھتے تھے کہ یہ کفار کے سونے کا وقت تھا، جمعہ وعیدین بآواز بلند پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ ان کا قیام مدینہ جانے کے بعد ہوا اور وہاں کفار مکہ کے ایذاء پہونچانے کا اندیشہ نہ تھا مدینہ جانے کے بعد ظہر وعصر میں سراً قرأت کرنے کی حکمت ومصلحت اگرچہ باقی نہ رہی تاہم یہ سنت اس لیے جاری رہی کہ حکم کے باقی رہنے کے لیے سبب کا باقی رہنا ضروری نہیں۔ (۲) مذکورہ سوال کے جواب کے لیے اور دوسری چیزوں کے لیے آپ ''المصالح العقلية في المسائل الشرعية'' مصنفہ حضرت تھانویؒ کا مطالعہ کریں۔

الجواب صحیح:　　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　　**کتبہ**: محمد عمران دیوبند غفرلہ (۱۴۱۵/۵/۶ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

سورۂ فجر میں متشابہ لگنے پر دوسری سورت پڑھ دی؟

(۵) **سوال**: امام مسجد نے سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فجر کی آیت ﴿كلا بل لو سے المسكين﴾

---

(۱) سورة الإسراء: ۱۱۰.

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قال: نزلت ورسول الله صلى الله عليه وسلم مختف بمكة، كان إذا صلى بأصحابه رفع صوته بالقرآن فإذا سمع المشركون سبوا القرآن، ومن أنزله، ومن جاء به فقال الله لنبيه –صلى الله عليه وسلم–: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أي: بقرائتك، فيسمع المشركون فيسبوا القرآن، ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عن أصحابك فلا تسمعهم ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب التفسير، سورة بني إسرائيل، باب ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها'': ج۲، ص: ۶۸۶، رقم: ۴۷۲۲)

تک پڑھا تو متشابہ لگ گیا اور سورہ الماعون کی آخر تک سورت پڑھ کر رکوع کر دیا سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمال الدین، راجستھانی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز درست ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبند غفرلہ (۱۴۱۳/۸/۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورتیں جہری نماز میں قرأت بالجہر کرسکتی ہیں یا نہیں؟

(۶) **سوال:** عورتیں جہری نماز میں قرأت بالجہر کرسکتی ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، مرشد آباد

---

(۱) والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير المعنى تغييرا يكون اعتقاده كفرا يفسد فی جمیعِ ذلك، سواء كان في القرآن أو لا، إلا ما كان من تبديل الجمل مفصولا بوقف تام وإن لم يكن التغيير كذلك، فإن لم يكن مثله في القرآن والمعنى بعيد متغير تعبيرًا فاحشا يفسد أيضا كهذا الغبار مكان هذا الغراب.
وكذا إذا لم يكن مثله في القرآن ولا معنى له كالسرائل مكان السرائر، وإن كان مثله في القرآن والمعنى بعيد ولم يكن متغيرا فاحشا تفسد أيضا عند أبي حنيفة ومحمد، وهو الأحوط. وقال بعض المشايخ: لا تفسد لعموم البلوى، وهو قول أبي يوسف؛ وإن لم يكن مثله في القرآن ولكن لم يتغير به المعنى نحو قيامين مكان قوامين فالخلاف على العكس، فالمعتبر في عدم الفساد عند عدم تغير المعنى كثيرا وجود المثل في القرآن عنده والموافقة في المعنى عندهما، فهذه قواعد الأئمة المتقدمين. وأما المتأخرون كابن مقاتل وابن سلام وإسماعيل الزاهد وأبي بكر البلخي والهندواني وابن الفضل والحلواني، فاتفقوا على أن الخطأ في الإعراب لا يفسد مطلقا ولو اعتقاده كفرا لأن أكثر الناس لا يميِزون بين وجوه الإعراب. قال قاضي خان: وما قاله المتأخرون أوسع، وما قاله المتقدمون أحوط؛ وإن كان الخطأ بإبدال حرف بحرف، فإن أمكن الفصل بينهما بلا كلفة كالصاد مع الطاء بأن قرأ الطالحات مكان الصالحات فاتفقوا على أنه مفسد،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں عورتیں جہری نمازوں میں قرأت بالجہر کرسکتی ہیں بشرطیکہ ان کی آواز غیر محرموں تک نہ پہونچے اگر پہونچے تو جائز نہیں؛ اس لیے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴/۳/۱۴۰۸ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ہر رکعت میں فاتحہ کا پڑھنا کیسا ہے؟

(۷) **سوال:** فاتحہ کو ہر رکعت میں پڑھنا کیسا ہے، اس لیے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کا تکرار ہوتا ہے تو اس کو مکروہ ہونا چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد محفوظ الرحمٰن، بیلگام

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وإن لم يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين فأكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوى. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري": ج۲،ص:۳۹۳،۳۹۴)

(۱) أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب إذ كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذلك كره أصحابنا أذان النساء لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت، والمرأة منهية عن ذلك وهو يدل أيضا على حظر النظر إلى وجهها للشهوة إذا كان ذلك أقرب إلى الريبة وأولىٰ بالفتنة. (أحمد بن على أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي، أحكام القرآن، "سورة النور:۳۲": ج۵،ص:۱۷۷)

منها أن يكون رجلاً فيكره أذان المرأة باتفاق الروايات؛ لأنها إن رفعت صوتها فقد ارتكبت معصية، وإن خفضت فقد تركت سنة الجهر؛ ولأن أذان النساء لم يكن في السلف فكان من المحدثات، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل محدثة بدعة. (الكاساني، بدائع الصنائع، "كتاب الصلاة: فصل بيان سنن الأذان": ج۱،ص:۳۷۲)

وفي الكافي ولا تلبي جهرا لأن صوتها عورة، ومشى عليه في المحيط في باب الأذان. بحر. قال في الفتح: وعلى هذا لو قيل إذا جهرت بالقراءة في الصلاة فسدت كان متجها، ولهذا منعها عليه الصلاة والسلام من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام بسهوه إلى التصفيق اهـ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة": ج۲،ص:۷۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور مغرب کی تیسری رکعت اور چار رکعت والی نماز کی اخیر کی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا سنت ہے، ہر رکعت مستقل نماز ہے اس لیے تکرار لازم نہیں آتا ہے۔

”وتسن قراء ة الفاتحة فیما بعد الأولیین یشمل الثلاثي والرباعي“[(۱)]

”واکتفی المفترض فیما بعد الأولیین بالفاتحة فإنها سنة علی الظاهر“[(۲)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴: ۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مغرب کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ اگر کوئی اور سورت پڑھ لی گئی تو کیا حکم ہے؟

(۸)**سوال:** مغرب کی نماز میں تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ اگر کوئی اور سورت پڑھ لی گئی تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز درست ہے، سورت ملانے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی اور نہ ہی سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔[(۳)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۲۳: ۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

محمد عمران قاسمی گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)الطحطاوي، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، ”کتاب الصلاة، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دورانِ قرأت کتنی سورتوں کا فصل ضروری ہے؟

(۹) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! پوچھنا ہے کہ ایک سورت کی تلاوت کرنے کے بعد کتنی سورتوں کو درمیان میں چھوڑنا چاہیے؟ ایسے ہی کتنی آیتوں کو چھوڑنے کے بعد آیتوں کی تلاوت کرنی چاہیے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کلام، راعین محلّہ پالی

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں فرائض میں دو سورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت کو اگر قصداً اور جان بوجھ کر چھوڑ دیا گیا ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر بھول سے دو سورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت چھوٹ گئی تو نماز میں کوئی کراہت لازم نہیں آتی ہے، ایسے ہی پہلی رکعت میں تلاوت کے بعد اتنی مقدار والی آیت جو ایک چھوٹی سورت کے بقدر ہو اس کو چھوڑنا بھی مکروہ ہے البتہ بڑی سورت یا ایک بڑی آیت جو چھوٹی سورت سے بڑی ہو کو چھوڑنے میں کوئی حرج

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فصل في بيان سننها'': ص: ۲۷۰.

(۲) الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''باب صفة الصلاة، مطلب مهم في عقد الأصابع عند التشهد'': ج ۲، ص: ۲۲۱، زکریا.

أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الظهر في الأوليين بأم الكتاب. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب : يقرأ في الأخريين بفاتحة الكتاب'': ج ۱، ص: ۱۰۷، رقم: ۷۷۶)

(۳) (وضم) أقصر (سورة) (في الأوليين من الفرض) وهل يكره في الأخريين؟ المختار لا (قوله المختار لا)...... قال في المنية وشرحها: فإن ضم السورة إلى الفاتحة ساهيا يجب عليه سجدتا السهو في قول أبي يوسف لتأخير الركوع عن محله، وفي أظهر الروايات لا يجب لأن القراءة فيهما مشروعة من غير تقدير، والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها'': ج ۲، ص: ۱۴۹، ۱۵۰)

حتى لو قرأها في الأخريين ساهيا لم يلزمه السجود وفي الذخيرة وهو المختار وفي المحيط وهو الأصح وإن كان الأولى الاكتفاء بها لحديث أبي قتادة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''فصل هو في اللغة فرق بين الشيئين'': ج ۱، ص: ۳۴۵)

فلو ضم السورة مع الفاتحة في الأخريين لا يكون مكروها كما نقله في غاية البيان عن فخر الإسلام. (أيضاً ''باب صفة الصلاة'': ج ۱، ص: ۵۱۶، زکریا دیوبند)

نہیں ہے اور نماز میں کوئی کراہت بھی لازم نہیں آتی ہے، نیز درمیان میں دو سورتیں اگر چہ چھوٹی ہوں اس کو چھوڑنے کی صورت میں کراہت لازم نہیں آتی ہے۔

''يكره فصله بسورة بين سورتين قرأهما في ركعتين لما فيه من شبهة التفضيل والهجر وقال بعضهم لايكره الخ''(۱)

''(قوله: ويكره الفصل بسورة قصيرة) أما بسورة طويلة بحيث يلزم منه إطالة الركعة الثانية إطالة كثيرة فلايكره. شرح المنية: كما إذا كانت سورتان قصيرتان، وهذا لو في ركعتين''(۲)

''(ويكره الفصل بسورة قصيرة) أما بسورة طويلة بحيث يلزم منه إطالة الركعة الثانية إطالة كثيرة فلا يكره. شرح المنية كما إذا كانت سورتان قصيرتان''(۳)

''وأما في ركعتين إن كان بينهما سور لا يكره، وإن كان بينهما سورة واحدة قال بعضهم: يكره، وقال بعضهم: إن كانت السورة طويلة لا يكره. هكذا في المحيط ...... وإذا قرأ في ركعة سورة وفي الركعة الأخرى أو في تلك الركعة سورة فوق تلك السورة، يكره ...... هذا كله في الفرائض وأما في السنن فلا يكره''(۴)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، محمد امانت علی قاسمی	**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	(۱۸/۲: ۱۴۴۳ھ)

(۱)حسن بن عمار، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلاة:فصل في مكروهات الصلاة'':ص:۳۵۲.

(۲)ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة،فروع في القراءة خارج الصلاة، مطلب الاستمتاع للقرآن فرض كفاية'':ج۲،ص:۲۶۹،زكريا.

(۳)ابن عابدين، رد المحتار،''كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة'':ج۲،ص:۲۶۹.

(۴)جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الرابع في صفة الصلاة،الفصل الرابع في القراءة'':ج۱،ص:۱۳۶.

باب القراءة

ترکِ قرأت سے نماز کا حکم:

(۱۰)**سوال**: حضرات مفتیان کرام صاحبان: عرض ہے کہ آج احقر ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا پہلی رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد سورۃ الفاتحہ اور کوئی آیت یا سورت پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا چوتھی رکعت میں سلام سے قبل سجدہ سہو کرلیا، پوچھنا یہ ہے کہ ثناء کے بعد سورت فاتحہ اور کوئی آیت کے پڑھے بغیر نماز نماز درست ہوگی یا نہیں؟ یا سجدہ سہو کرلینا کافی نہیں ہے؟ براہ کرم مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شمس عالم، علی نگر، بہار

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں ثنا کے بعد پہلی رکعت میں قرأت نہ کرنے کی وجہ سے فرض ترک ہوا ہے؛ اس لیے پہلی رکعت باطل ہوگئی اور پہلی رکعت باطل ہونے کی بنا پر پوری نماز میں فساد آ گیا اس لیے نماز کا لوٹانا واجب ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فاقرء وا ما تيسر من القرآن﴾(۱) اس آیت سے نفس قرأت کی فرضیت معلوم ہوتی ہے جب کہ احادیث مبارکہ میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''**أمرنا نبينا أن نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر**''(۲)

اس حدیث پاک میں حکم دیا گیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے ساتھ جو قرآن کریم سے میسر آئے اسے پڑھا کریں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے ''**لا صلاة إلا بقراءة**''(۳)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

''ومنها القراءة وفرضها عند أبي حنيفة رحمه الله يتأدى بآية واحدة وإن

---

(۱)سورة المزمل:۲۰.

(۲)أخرجه أبوداؤد، في سننه، ''كتاب الصلاة: أبواب تفريع استفتاح الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته'': ج۱،ص:۱۱۸،رقم:۸۱۸.

(۳)أخرجه مسلم،في صحيحه،''كتاب الصلاة:باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة'': ج۱،ص:۲۹۷،رقم:۳۹٦.

كانت قصيرة، كذا في المحيط"[1]

مذکورہ عبارتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ترکِ فرض (قرأت) کی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز درست نہیں ہوگی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

آیت کریمہ کو تکرار کے ساتھ تلاوت کرنا:

(۱۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین، شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: نماز میں بعض قاری آیت کریمہ کو تکرار کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں کیا نماز میں ایسا کرنا درست ہے؟ شریعت میں تکرارِ آیت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جلیل اختر، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: واضح رہے کہ تکرارِ آیت کے سلسلے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر قاری نوافل میں تکرارِ آیت کرتا ہے تو نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے؛ لیکن اگر قاری فرائض میں آیت کا تکرار کرتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔

"ولا يكره تكرار السورة في ركعة أو في ركعتين من النفل؛ لأن باب التطوع أوسع وقد ورد أنه صلى الله عليه وسلم قرأ إلى الصباح بآية واحد يكررها في تهجده"[2]

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة ومنها: القراءة": ج۱ص:۱۲٦.

(۲)أخرجه ابن ماجة، في سننه،"في كتاب إقامة الصلاة،باب ما جاء في القراءة في صلاة الليل من حديث سيدنا أبي ذر رضي الله عنه قرأ:قال النبي صلى الله عليه وسلم بأية ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

’’فدل على جواز التكرار في التطوع كذا في شرح المنية وقد ثبت عن جماعة من السلف أنهم كانوا يحيون ليلتهم بآية العذاب، أو آية الرحمة أو آية الرجاء، أو آية الخوف، وإن كان ذلك في الفرائض فهو مكروه إذ لم ينقل عن أحد من السلف أنه فعل مثل ذلك كذا في التجنيس والمزيد‘‘[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۹رصفر المظفر ۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

امام کے پیچھے سہواً تلاوت کرنا:

(۱۲) **سوال:** حضرت مفتی صاحب: سلام مسنون:

آج عشاء کی نماز میں امام کے پیچھے چوتھی رکعت میں بھول سے میں نے قرأت کرلی، جب پوری سورۃ الفاتحہ پڑھ چکا پھر یاد آیا کہ میں امام کی اقتداء کررہا ہوں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس صورت میں میری نماز ہوئی یا نہیں؟ یا دوبارہ مجھے ادا کرنی ہوگی؟ ’’بینوا وتوجروا‘‘

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمیم اختر، پٹنہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں آپ نے امام کی اقتداء اور ان کے پیچھے تلاوت کی ہے فقہاء احناف نے امام کے پیچھے قرأت کرنے کو مکروہ لکھا ہے تاہم آپ کی نماز ادا ہو گئی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... حتى أصبح يرددها، والآية: ﴿إن تعذبهم فإنهم عبادك وإن تغفرلهم فإنك أنت العزيز الحكيم﴾ ص:۹٦، رقم:۱۳۵۰.

(۱) امداد الفتاح مع الحاشية، ’’فصل فيما يكره في الصلاة‘‘: ص: ۳۸۱؛ وكذا في مراقي الفلاح، ’’فصل في المكروهات مكة المكرمه‘‘: ص: ۱۲۸.

واضح رہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں امام کے پیچھے مقتدی کے لیے کسی بھی قسم کی قرأت کرنا مکروہ ہے، نیز اس حکم میں سری اور جہری، فرض اور تراویح کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے، کیوں کہ امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے، مثلاً: اگر تمام مقتدی باوضو ہوں اور امام کا وضو نہ ہو تو تمام مقتدیوں کی نماز ادا نہیں ہوگی، اسی طرح اگر مقتدی سے سجدہ سہو واجب ہو جائے تو امام پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا، لیکن امام سے سہو ہو جائے تو تمام مقتدیوں پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے، اگر چہ کسی مقتدی سے کوئی سہو نہ ہو۔

لہٰذا نماز خواہ سری ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا تراویح امام کی قرأت تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوگی، اور سامع کو یا دیگر مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہوگا۔

”عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له إمام فقرائة الإمام له قراءة“(۱)

”وقال أبو حنيفة وأحمد بن حنبل: لا يجب على المأموم قراء ة أصلا في السرية ولا الجهرية،......وقال علي ابن أبي طلحة، عن ابن عباس رضي الله عنهما، في الآية قوله: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۝۲۰۴﴾، يعني: في الصلاة المفروضة“(۲)

”والمؤتم لا يقرء مطلقاً، قوله: ولا الفاتحة تقديره لا غير الفاتحة ولا الفاتحة“

”قوله: (في السرية) يعلم منه نفي القراءة في الجهرية بالأولى والمراد التعريض“

”ومانسب لمحمد ضعيف كما بسطه الكمال (فإن قرأ كره تحريما) وتصح في الأصح. وفي (درر البحار) عن مبسوط خواهر زاده إنها تفسد ويكون فاسقا، وهو مروي عن عدة من الصحابة فالمنع أحوط (بل يستمع) إذا جهر (وينصت) إذا أسر لقول أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه: (كنا نقرأ خلف الإمام) فنزل: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ

(۱) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ”أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا“: ص: ۶۱، رقم: ۸۵۰.
(۲) ابن كثير، تفسير ابن كثير، ”سورة الأعراف: ۲۰۴“: ج ۲، ص: ۲، ۳۷۲، ۳۷۳، دارالاشاعت دیوبند.

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا﴾[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(٢٣/٤/١٤٤٣ھ)

جہری وسری قرأت کی شرعی حکمت کیا ہے؟

(١٣)**سوال:** پانچ نمازوں میں سے تین نمازیں جہری اور دو نمازیں سری کیوں ہیں، ان میں شرعی حکمت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عقیل احمد، فروخ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہری نمازوں میں جہراور سری نمازوں میں سر کی تعیین حکمت الٰہی پر مبنی ہے؛ اس لیے کہ مغرب، عشاء اور فجر میں شواغل سے سکون وآرام ہوتا ہے۔

اصوات وحرکات میں خاموشی ہوتی ہے۔ ان اوقات میں افکار بھی کم ہوتے ہیں لہٰذا ایسے اوقات کی قرأت قلوب میں زیادہ مؤثر ہوتی ہے؛ کیوں کہ قلوب افکار وہجوم سے خالی اور صاف ہوتے ہیں اور کان شواغل، حرکات واصوات کے نہ ہونے سے سننے اور سمجھنے پر زیادہ آمادہ ہوتے ہیں اس سے رات کی کہی ہوئی بات کانوں سے گزر کر سیدھی دل پر اثر انداز ہوتی ہے اور قرآن کریم نے اس امر کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا﴾[2] یعنی رات کے اُٹھنے سے نفس خوب پامال ہوتا اور کچلا جاتا ہے اور کہی ہوئی بات دل پر مؤثر ہوتی ہے اور قلب میں بیٹھ جاتی ہے اور مشاہدہ بھی اس پر دال ہے کہ خوش الحان آدمیوں، پرندوں اور باجوں وغیرہ کی آوازیں بنسبت دن کے رات کو زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہیں؛ لہٰذا ان اوقات میں جہری قرأت

(١) ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاۃ: باب صفة الصلاۃ، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية'': ج٢،ص: ٢٦٦، ٢٦٧، زکریا

(٢) سورة المزمل: ٦.

مقرر کی گئی جن میں وہ زیادہ مؤثر ہو۔اسی طرح ظہر وعصر کی نمازوں میں قرآن سراً پڑھنے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں بازاروں اور گھروں میں شور وشغب ہوتا ہے اور کثرت شواغل۔اصوات و حرکات اور متفرق امور سے دلوں کو فراغت کم ہوتی ہے اور بات پر پوری توجہ نہیں ہو پاتی اس طرف قرآن کریم نے یوں اشارہ فرمایا ہے۔﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا﴾ (١) یعنی دن میں تجھ کو دور دراز کا شغل رہتا ہے اس لیے ان اوقات یعنی ظہر وعصر میں سری قراءت کا حکم ہے۔مغرب کے وقت کچھ سکون ہوتا ہے اس لیے مختصر قراءت ہوتی ہے وہی سنت ہے۔عشاء میں سکون کچھ زیادہ ہوتا ہے تو مغرب سے کچھ زائد قراءت مسنون ہوئی اور فجر میں قلوب بالکل خالی اور آوازوں کا بازار بالکل معطل ہوتا ہے اس لیے تمام نمازوں سے زیادہ قراءت مسنون ہے اور سب سے پہلی آواز قرآنی آواز کانوں میں پڑتی ہے ان حکمتوں کی طرف خود قرآن کریم اشارہ کرتا ہے نیز یہ تعیین قرأت من جانب الشارع لازم ہے اس میں تغیر وتبدل کسی شخصی بنیاد پر ممکن بھی نہیں ہے۔ (٢)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٩/٢/١٤١٧ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(١) سورة المزمل:٧.

(٢) السرّ في مخالفته الظهر والعصر أن النهار مظنة الصخب واللغط في الأسواق والدور وأما غيرهما فوقت هدوء الأصوات والجهر أقرب الى تذكر القوم واتعاظهم. (الشاه ولي الله، حجة الله البالغة: ج٢، ص:١٥، دار الجيل القاهرة، ٢٠٠٥ء)

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (سورة الإسراء:١١٠)

والأصل أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يجهر بالقراءة في الصلاة كلها في الابتداء وكان المشركون يؤذونه فانزل الله تعالىٰ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ أي لا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها كلها (وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ بأن تجهر بصلاة الليل، وتخافت بصلاة النهار فكان يخافت بعد ذلك في صلاة الظهر والعصر، لأنهم كانوا مستعدين الإيذاء في هذين الوقتين، ويجهر في المغرب لأنهم كانوا مشغولين بالأكل وفي العشاء والفجر، لأنهم كانوا رقوداً (نائمين)، وجهر بالجمعة والعيدين لأنه أقامها بالمدينة وما كان للكفار بها قوة الإيذاء، وهذا العذر وإن زال بكثرة المسلمين، فبقيت هذه السنة، لأن بقاء الحكم يستغنى عن بقاء السبب، اهـ. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ''أبواب القراءة باب وجود الجهر في الجهرية والسرّ في السرّية'': ج٤،ص:٥،مكتبہ اشرفیہ دیوبند)

باب القراءة

پہلی رکعت میں سورۂ ماعون اور دوسری رکعت میں سورۂ کوثر پڑھنا؟

(۱۴)**سوال**: (۱) امام یا منفرد کو مغرب کی فرض نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ ماعون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کوثر پڑھنے میں کسی بھی قسم کا کوئی نقصان تو نہیں ہے؟

(۲) اسی طرح فرض نماز میں پہلی رکعت میں سورہ تکاثر اور دوسری رکعت میں سورۃ العصر یا پہلی رکعت میں سورہ ہمزہ اور دوسری میں سورہ کوثر پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اس میں کوئی حرج ومضائقہ نہیں ہے۔
(۲) اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں بلا کراہت درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۱/۷ ۱۴۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

ہونٹ ہلائے بغیر قرأت کرنے سے نماز کا حکم:

(۱۵)**سوال**: قرأت کے وقت ہونٹ نہ ہلائے جائیں تو نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الہادی، آسام

---

(۱) وإطالة القراءة في الركعة الأولىٰ على الثانية من الفجر مسنونة بالإجماع، وقال محمد رحمه الله تعالىٰ: أحبُّ إليَّ أن يطول الركعة الأولى على الثانية في الصلوات كلها وعليه الفتوىٰ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع، في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة'': ج۱،ص:۱۳۵)
وتطال أولى الفجر على ثانيتها بقدر الثلث، وقيل النصف ندباً؛ فلو فحش لابأس به (فقط) وقال محمد: ولى الكل حتى التراويح، قيل وعليه الفتوىٰ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية'': ج۲،ص:۲۶۲، ۲۶۳)

الجواب وباللہ التوفیق: نماز میں زبان سے قرأت فرض ہے اور ہونٹ ہلائے بغیر قرأت نہیں ہوتی اس لئے مذکورہ شخص کی نماز نہیں ہوئی، صرف دل میں قرأت کرنا کافی نہیں۔

’’وأدنى الجهر إسماع غيره وأدنى المخافتة إسماع نفسه، قال الشامي: فشرط الهندواني والفضلي لوجودها: خروج صوت يصل إلى أذنه......ولم يشترط الكرخي وأبوبكر البلخي السماع، واكتفيا بتصحيح الحروف......وذكر أن كلا من قولي الهندواني والكرخي مصححان، وأن ما قاله الهندواني أصح‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۴۹/۴/۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عشاء وفجر میں طویل قرأت کرنا اور ختم قرآن پر دعوت کرانا:

(۱۶) **سوال**: ہمارا کاروباری علاقہ ہے امام صاحب عشاء کی نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے ہیں جب کہ مقتدی لوگ ضرورت مند اور کمزور بھی ہوتے ہیں یہ کیسا ہے؟

امام صاحب نماز فجر میں پانچ رکوع پڑھتے ہیں اگر ان سے کہا جائے کہ آپ ایسا نہ کریں تو جواب دیا کہ میں تو عشاء اور فجر کی نمازوں میں پانچ چھ ماہ میں قرآن شریف ختم کر لیتا ہوں، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

امام صاحب ختم قرآن پر کسی مالدار سے اپنے مقتدیوں کی دعوت کراتے ہیں اور کہہ کر مٹھائی تقسیم کراتے ہیں اور خود نذرانہ بھی لیتے ہیں یہ کیسا ہے؟

کیا کسی حدیث سے اس طرح قرآن کو ترتیب سے پڑھنا یا صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بلال اصغر، کیرانہ

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: في الكلام على الجهر والمخافتة‘‘: ج ۲، ص: ۲۵۲، ۲۵۳.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص امام بنے اس کو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے کیوں کہ مقتدیوں میں مریض، بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند ہوتے ہیں فجر اور ظہر دونوں رکعتوں میں ملا کر چالیس آیات پڑھ لینا کافی ہے مگر یہ بھی اس وقت ہے کہ مقتدی حضرات برداشت کرلیں ورنہ امام کے لیے قرآت میں تخفیف کرنا ہی مسنون ہے تا کہ کسی پر بار نہ ہو، اگر مقتدیوں کی رغبت نہ ہو تو فرض نمازوں میں قرآن پاک بالترتیب امام کے لیے پڑھ کر ختم کرنا یہ سنت کے خلاف ہے امام صاحب کو نماز میں یعنی اپنی تنہا نماز میں قرآن شریف بالترتیب پڑھ کر ختم کرنا چاہئے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا، ایک حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز میں قرأت طویل کرتے تھے اور ان کے مقتدی کسان لوگ تھے دن بھر کام کر کے تھکے ماندے ہوتے تھے ان پر حضرت معاذؓ کی طویل قرأت گراں گذرتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر اس قدر ناراض ہوئے کہ اس قدر ناراض کبھی نہیں ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ اے معاذ تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہو اور فرمایا کہ ﴿والشمس وضحاها﴾ وغیرہ پڑھا کرو بہرحال اگر ایک مقتدی بھی کمزور ہو تو اس کی رعایت کر کے امام کو مختصر قرأت کرنی ہوگی۔ (۱)

امام صاحب کا اپنے قرآن ختم پر کچھ مالداروں سے کہہ کر اپنے مقتدیوں کی دعوت کرانا مٹھائی تقسیم کرانا یہ بلا وجہ ایک غیر اسلامی رسم کو رواج دینے کے مترادف ہے۔ اس سے بدعات کا دروازہ کھلتا ہے (۲) البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے ایسا کرے تو ناجائز بھی نہیں ہے۔ امام صاحب احکام سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں ان کو محبت کے ساتھ مسائل واحکام سمجھائے جائیں تا کہ وہ اس طرح کی باتوں سے احتیاط کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۹/۷/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا صلى أحدكم للناس فليخفف؛ ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام نے ایک رکعت میں سورۂ فیل اور دوسری میں سورۂ فلق پڑھی:

(۱۷) **سوال:** اگر امام نے پہلی رکعت میں سورہ ''فیل'' پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ ''فلق'' پڑھی، تو کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عثمان، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اس میں مضائقہ نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۰/۱/۱٤۱٦ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کا مقتدی کی رعایت میں قرأت کو طویل کرنا

(۱۸) **سوال:** امام کا کسی مقتدی کی رعایت میں قرأت کا لمبا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طفیل لدھاوالا، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: نماز میں (کسی آنے والے کی) رعایت سے قرأت کو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإن منهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ما شاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء'': ج ۱، ص: ۹۷، رقم ۷۰۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) أشرف علي التهانوي، ''القول الأحكم في تحقيق التزام ما لا يلزم في إمداد الفتاویٰ'': ج ۵.

(۱) ولو قرأ في كل ركعة سورة وترك بين سورتين سورة يكره لما قلنا، ولو ترك بينهما ثلاث سور لايكره ولو ترك سورتين فالصحيح أنه لايكره أيضا لما روي جابر بن سمرة كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في المغرب ليلة الجمعة قل يأيها الكافرون وقل هو الله أحد، رواه أبوداؤد وابن ماجه. (إبراهيم حلبي، غنية المتملي شرح منية المصلي، ''مطلب في الفصل بين السجدتين بسورة'': ج ۳، ص: ۱۲، جدید)

طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس کو امام جانتا ہے، ورنہ تو نا مناسب امر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۹/۴/۴ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ہر پارہ کے ایک رکوع کی نماز میں قرأت کرنا:

(۱۹)**سوال**: اگر کوئی امام اس طرح قرأت کرے مثلاً ہر پارہ کا ایک ایک رکوع یاد ہے اور ہر نماز میں ایک ایک رکوع پڑھتا ہے۔ اس طرح بالترتیب ہر پارے کا رکوع ختم کرلیتا ہے۔ تو ہمیشہ اس کو اس طرح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری عبدالحنان، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے؛ لیکن افضل یہ ہے کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل، عصر وعشاء میں اوساط مفصل؛ مغرب میں قصار مفصل میں سے پڑھے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) كره تحريماً إطالة ركوع أو قراءة لإدراك الجائي: أي إن عرفه وإلا فلا بأس به، قال ابن عابدين: لكن يطول مقدار مالايثقل على القوم بأن يزيد تسبيحة أو تسبيحتين على المعتاد. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب:في إطالة الركوع للجائي‘‘:ج۲،ص:۱۹۸،زكريا)

(۲) ففي جامع الفتاویٰ: روي الحسن عن أبي حنيفة أنه قال: لا أحب أن يقرأ سورتين بعد الفاتحة في المكتوبات، ولو فعل لايكره، وفي النوافل لابأس به. (قوله إلا بالمسنون) وهو القراءة من طوال المفصل في الفجر والظهر وأوساطه في العصر والعشاء وقصاره في المغرب. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة بين الفاتحة والسورة حسن‘‘:ج۲،ص:۱۹۴)

واستحسنوا في الحضر طوال المفصل في الفجر والظهر، وأوساطه في العصر والعشاء، وقصاره في المغرب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة:الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة‘‘:ج۱،ص:۱۳۵)

دل دل میں نماز پڑھنا:

(۲۰)**سوال**: دل دل میں نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مظفر حسین، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زبان سے قرأت کرنا نماز میں ضروری ہے صرف دل دل میں سوچتے رہنا کافی نہیں ہے۔ اس سے نماز ادا نہیں ہوگی؟(۱) البتہ جو شخص زبان سے قرأت کرنے پر قطعاً قادر نہ ہو تو وہ مجبور سمجھا جائے گا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۱/۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام پر کتنی آواز سے قرأت کرنا لازم ہے؟

(۲۱)**سوال**: امام کو یہ ضروری ولازم ہے کہ نہیں کہ وہ قرأت اتنی زور سے کرے کہ مقتدی ان کی قرأت کو سنیں اور قرأت کی آواز سن کر مقتدی رکوع وسجدہ کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، مظفر نگر

---

(۱) ثم المخافتة أن يسمع نفسه والجهر أن يسمع غيره، وهذا عند الفقيه أبي جعفر الهندواني لأن مجرد حركة اللسان لايسمى قراءة بدون الصوت وقال الكرخي: أدنى الجهر أن يسمع نفسه وأدنى المخافة تصحيح الحروف، لأن القراءة فعل اللسان دون الصماخ. (المرغيناني، الهداية، ''فصل في القراءة'': ج۱، ص: ۱۱۷، ۱۱۸)

وقال الشيخ كمال الدين بن الهمام، واعلم أن القراءة وإن كانت فعل اللسان لكن فعله الذي هو كلام والكلام بالحروف والحروف كيفية تعرض للصوت لا للنفس فمجرد تصحيحها بلا صوت إيماء إلى الحروف بعضلات المخارج لاحروف فلا كلام. (إبراهيم حلبي، غنية المستملي شرح منية المصلي، ''متى تتحقق القراءة شرعاً'': ج۲، ص: ۹۷، جديد)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہری نمازوں میں اتنی ہی زور سے پڑھنا چاہئے کہ دوسروں تک اس کی آواز پہونچ جائے[۱] تاہم اگر مسجد بڑی ہو، نمازی زیادہ ہوں، تو ضرورت کے بقدر لاؤڈاسپیکر پر نماز کا نظم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۶/۱۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سورہ کوثر کی دو آیتیں پڑھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۲۲) **سوال:** اگر کسی امام نے نماز کی پہلی رکعت میں سورہ کوثر کی دو آیتیں پڑھ کر رکوع کرلیا؛ حالاں کہ پوری سورت پڑھنی چاہئے تھی اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پوری پڑھی، تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قمر الدین عادل، الہ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ قرأت کی واجبی مقدار چھوٹی تین آیات یا ایک بڑی آیت ہے۔

مذکورہ صورت میں ترک واجب کی وجہ سے سجدہ سہو کے ساتھ نماز درست ہوگی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وأدنى الجهر إسماع غيره ممن ليس بقربه كأهل الصف الأول وأعلاه لاحد له. (ابن عابدين، رد المحتار، ''باب صفة الصلاة، فصل في القراء ة، مطلب في الكلام الخ'': ج۲،ص:۲۵۳)

اختلفوا في حد الجهر والمخافتة قال الفقيه أبوجعفر والشيخ الإمام أبوبكر محمد بن الفضل: أدنى الجهر أن يسمع غيره وأدنى المخافتة: أن يسمع نفسه وعلى هذا يعتمد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة'': ج۱،ص:۱۳۰)

(۲) وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو مايقوم مقامها من ثلاث آيات قصار، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنتوں اور وتر میں بالجہر قرأت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

(۲۳)**سوال**: فجر، مغرب، عشاء کی سنتوں میں اور وتر میں قرآن پاک بالجہر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ایسے ہی اگر کسی کی مغرب یا عشاء یا فجر کی جماعت چھوٹ جائے اور وہ فرداً نماز پڑھے اس میں بھی بالجہر قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری سعید عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی شخص کی سری نماز قضاء ہوجائے، تو ان کو سراً پڑھنا ہے اور اگر جہری نماز مثلاً مغرب، عشاء اور فجر چھوٹ جائے، تو سراً ادا کرنا جائز ہے، جہراً پڑھنا اولی اور بہتر ہے؛ لیکن بہت زور سے نہ پڑھے۔

''وإن كانت صلاة يجهر فيها فهو بالخيار، والجهر أفضل ولكن لا يبالغ مثل الإمام؛ لأنه لا يسمع غيره''(۱)

وتر اور سنتوں میں بھی اگر بالجہر قرأت کرنا چاہیں، تو کرسکتا ہے شرط یہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کو پریشانی نہ ہو؛ اس لیے بالسر قرأت اولیٰ ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۷/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أو آية طويلة في الأولیين بعد الفاتحة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة'': ج۱،ص:۱۲۸، زكريا ديوبند)

والثاني ضم سورة قصيرة أو ثلاث آيات قصار، قوله أو ثلاث آيات قصار قدر أقصر سورة أو آية طويلة تعدل ثلاث آيات قصار. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان واجب الصلاة''، ص:۲۴۸، شیخ الہند دیوبند)

ويجب سجدتان بتشهد وتسليم لترك الواجب بتقديم أو تأخير أو زيادة أو نقص. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: باب سجود السهو''، ص:۴۶۰، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة''، ج۱، ص:۱۲۹، زکریا)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز میں قرآن عربی تقریر کی طرح پڑھنا:

(۲۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک امام صاحب قرآن کو نماز میں عربی تقریر کی طرح پڑھتے ہیں تو ان کا اس طرح قرآن کریم پڑھنا کیسا ہے؟ نیز نماز میں اس طرح قرآن کریم پڑھنے سے کوئی خرابی آتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ کرسول، کانپور

الجواب و بالله التوفيق: قرآن کریم کی تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ مخارج وصفات کی رعایت کے ساتھ صاف تلفظ میں ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کی جائے خواہ ترتیل سے (خوب ٹھہر ٹھہر کے) پڑھے یا حدر کے ساتھ (قدرے روانی سے پڑھے)۔ باقی لہجے وغیرہ کے حوالے سے قرآنِ مجید کی تلاوت کا کوئی خاص طرز نہیں ہے، البتہ ترنم ونغمات سے پرہیز کرتے ہوئے بلا تکلف عربی لب و لہجے میں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ایک روایت میں ہے ''حسنوا القرآن بأصواتكم'' کہ اپنی آواز کے ذریعہ قرآن کو خوبصورت بنا کر پڑھو۔ معلوم ہوا کہ تجوید کی رعایت کے ساتھ بلا تکلف قرآن پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اس لیے نماز میں خاص طور پر خطابی لب ولہجہ جس میں تکلفات کا سہارا لیا جاتا ہے درست نہیں ہے۔

''وعن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (اقرؤوا القرآن بلحون العرب وأصواتها) عطف تفسيرى، أي: بلا تكلف النغمات من المدات والسكنات في الحركات والسكنات بحكم الطبيعة الساذجة عن التكلفات (وإياكم ولحون أهل العشق): أي: أصحاب الفسق (ولحون أهل الكتابين)، أي:

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) والمنفرد بفرض مخير فيما يجهر الإمام فيه وقد بيناه وفيما يقضيه مما سبق به في الجمعة والعيدين كمتنفل بالليل فإنه مخير ويكتفي بأدنى الجهر فلا يضر نائماً لأنه عليه السلام جهر في التهجد بالليل، وكان يؤنس اليقظان ولا يوقظ الوسنان. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: فصل في واجب الصلاة''، ص: ۲۵۴، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

أرباب الكفر من اليهود والنصارى، فإن من تشبه بقوم فهو منهم''(۱)

''قال الجزري: اللحون والألحان جمع لحن،وهو التطريب وترجيع الصوت وتحسين قراءة القرآن أو الشعر أو الغناء (وأصواتها) أي ترنماتها الحسنة التي لا يختل معها شي من الحروف عن مخرجه لأن ذلك يضاعف النشاط. قال القاري: وأصواتها عطف تفسيرى أي بلا تكلف النغمات من المدات والحركات الطبيعية الساذجة عن التكلفات''(۲)

''وقال صلى الله عليه وسلم: زينوا القرآن بأصواتكم. وقال عبد الله بن مسعود: لا تنثروه نثر الدقل، ولا تهذوه هذّ الشّعر وقفوا عند عجائبه، وحركوا به القلوب أي لا تسرعوا في قرائته كما تسرعون في قراءة الشعر، والهذ: سرعة القطع هذا، وليس معنى قوله سبحانه ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ أن يقرأ بطريقة فيها تلحين أو تطريب يغير من ألفاظ القرآن،ويخل بالقرائة الصحيحة من حيث الأداء، ومخارج الحروف، والغن والمد، والإدغام والإظهار ...... وغير ذلك مما تقتضيه القراءة السليمة للقرآن الكريم''

''وإنما معنى قوله تعالى: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ أن يقرأه بصوت جميل، وبخشوع وتدبر، وبالتزام تام للقرائة الصحيحة، من حيث مخارج الحروف، ومن حيث الوقف والمد والإظهار والإخفاء، وغير ذلك''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۳/۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ''كتاب فضائل القرآن: باب آداب التلاوة ودروس القرآن، الفصل الأول'': ج۵،ص:۸۶،رقم:۲۲۰۷.

(۲) المباركفوري، مرعاة المفاتيح، ''كتاب فضائل القرآن: باب آداب الصلاة: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مائک پر قرأت کی ہلکی ہلکی آواز آنے سے نماز سری ہوگی یا جہری؟

(۲۵)**سوال**: ہماری مسجد میں امام صاحب مائک سے نماز پڑھاتے ہیں، دوران نماز سری نمازوں میں قرأت کی ہلکی ہلکی آواز آتی ہے، تو اس صورت میں نماز سری ہوگی یا جہری؟ اس طرح آواز آنے سے نماز میں کوئی نقصان تو لازم نہیں آئے گا۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، نیپال

الجواب و باللہ التوفیق: اس طرح کی آواز آنے سے نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور نماز سری ہی رہے گی۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ (۱۴۳۹/۳/۵ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

بلاضرورت نماز میں مائک کا استعمال کرنا:

(۲۶)**سوال**: بلاضرورت نماز میں مائک کا استعمال کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالشکور حسین، حیدرآباد

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ودروس القرآن''، ج۹، ص:۱۹۴، رقم:۲۲۲۹.

(۳) التفسیر الوسیط للطنطاوی: ج۱۵، ص:۲۱۸، قاہرہ.

(۱)وأدنى (الجهرإسماع غيره) وأدنى (المخافتة إسماع نفسه) ومن بقربه، فلو سمع رجل أو رجلان فليس بجهر، والجهر أن يسمع الكل. خلاصة (ويجري ذلك) المذكور (في كل مايتعلق بنطق، كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء) وغيرها.

قوله:وأدنى الجهر إسماع غيره الخ. اعلم أنهم اختلفوا في حد وجود القراءة على ثلاثة أقوال: فشرط الهندواني والفضلي لوجودها: خروج صوت يصل إلى أذنه، وبه قال الشافعي: وشرط بشر المريسي وأحمد: خروج الصوت من الفم وإن لم يصل إلى أذنه، لكن بشرط كونه مسموعاً في الجملة، حتى لو أدنى أحد صماخه إلى فيه يسمع. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة: مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة''، ج۲، ص:۲۵۲،۲۵۳)

الجواب و بالله التوفيق: بغیر ضرورت کے مائک کا استعمال نماز میں نامناسب ہے۔

”وإذا جهر الإمام فوق حاجة الناس فقد أساء؛ لأن الإمام إنما يجهر لإسماع القوم ليدبروا في قراءته، ليحصل إحضار القلب، كذا في السراج الوهاج“(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱۰/۱۷ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھی، باقی رکعتوں میں کونسی سورت پڑھے؟

(۲۷) **سوال**: پہلی رکعت میں جان بوجھ کر سورۃ الناس پڑھ دی تو بقیہ رکعتوں میں کونسی سورت پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عثمان، باغپت

الجواب و بالله التوفيق: باقی رکعتوں میں سورۂ بقرہ پڑھے یا جو سورت یاد ہو پڑھے، لیکن عمداً ایسا نہ کرنا چاہئے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲٦/۷/۹ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة“: ج۱، ص: ۱۲۹، زکریا دیوبند.

(۲) الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار. ”باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“: ج۲، ص: ۱۴۸، زکریا.

وأن يقرأ منكوساً ولا يكره في النفل شيء من ذلك الجوهرة النيرة على مختصر القدوري: ج۱، ص: ۵۸.

وإذا قرأ في الأولىٰ ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ فيقرأ في الثانية، ﴿قل اعوذ برب الناس﴾. (أيضاً)

نماز میں ترتیب قرأت واجب ہے یا مستحب؟

(٢٨) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام امام صاحب نے مغرب کی نماز پڑھائی بھول سے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد قرأت اٹھارویں پارے سے کی اور دوسری رکعت میں تیرھویں پارے کی قرأت کی گویا ترتیب بدل گئی جب امام صاحب نے نماز کے بعد سلام پھیرا تو ایک مقتدی صاحب فرمانے لگے کہ نماز درست نہیں ہوئی؛ کیوں کہ ترتیب واجب ہے اور امام صاحب نے سجدہ سہو نہیں کیا امام صاحب نے کہا کہ ترتیب سنت ہے اور ترک سنت سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا سوال یہ ہے کہ امام صاحب سے بھول کر ترتیب بدل گئی تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ایوب، سہارنپور

الجواب و بالله التوفيق: ترتیب کے خلاف کرنا مکروہ ہے، لیکن نماز صحیح ہوگئی، ترتیب اگر چہ واجب ہے، لیکن اس کے ترک کرنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبه: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (٦/١١/٨ ١٤٠هـ)

نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا:

(٢٩) **سوال:** سورہ فاتحہ کا پڑھنا امام کے پیچھے کیسا ہے؟ اہل حدیث کہتے ہیں کہ فرض ہے اس کے بغیر مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔ چوں کہ یہاں پر اہل حدیث کی کثرت ہے اس لیے قرآن وحدیث

(١) قالو: يجب الترتيب في سور القرآن، فلو قرأ منكوسا أثم لكن لايلزمه سجود السهو، لأن ذلك من واجبات القراءة لامن واجبات الصلاة كما ذكره في البحر في باب السهو. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“: ج٢، ص:١٤٨)

وإذا قرأ في ركعة سورة، وفي الركعة الأخرىٰ أو في تلك الركعة سورة فوق تلك السورة يكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع“: ج١، ص:١٣٦)

کی روشنی میں جواب مطلوب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعلیم قاسمی

الجواب و بالله التوفيق: ابتداء میں امام کے پیچھے قرات رہی ہے بعد میں منسوخ کردی گئی، نسخ کی روایات قوی بھی ہیں اور عملی بھی ہیں، مثلاً ترمذی اور موطاء امام مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت آرہی ہے کہ آپ نے بعد نماز کہا کہ تم میں سے کس نے ابھی قرآن پڑھا ہے، ایک شخص نے ہاں عرض کی، آپ نے فرمایا میں بھی کہتا تھا مجھ سے قرآن چھینا جاتا ہے۔

راوی کہتے ہیں اس کے بعد لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قراءۃ جہری نمازوں میں چھوڑ دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصن رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبداللہ سے بھی یہی روایت آرہی ہے سند کے لحاظ سے یہ روایت حسن صحیح ہے۔ پھر مسلم میں یہ روایت آرہی ہے کہ جب امام قراءۃ کرے تو تم خاموش رہو اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت آرہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قراءۃ پڑھے تو تم خاموشی کے ساتھ سنو! حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت آرہی ہے کہ جب کوئی شخص امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءۃ اس شخص کا پڑھنا سمجھا جائے گا۔ احناف کا عمل ان حدیثوں پر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف غفرلہ (۲۹/۷/۶ ۱۴۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن جابر بن عبدالله (رضي الله عنه) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة. (أخرجه ابن ماجة ، في سننه، "إقامة الصلاة والسنة فيها. باب: إذا قرأ الإمام فانصتوا": ص: ۶۱، رقم ۸۵۰)

عن حطان بن عبدالله الرقاشي، قال: صليت مع أبي موسى الأشعري صلاة...... فقال: أبو موسىٰ: أما تعلمون كيف تقولون في صلاتكم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبنا، فبين لنا سنتنا وعلمنا صلاتنا، فقال: إذا صليتم فأقيموا صفوفكم، ثم ليؤمكم أحدكم، فإذا كبر فكبروا الخ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بڑی آیت کی مقدار کیا ہے؟

(۳۰) **سوال**: یہ جو مسئلہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد کم از کم ایک بڑی یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا واجب ہے تو کم از کم بڑی آیت کی کیا مقدار ہے؟ اور اگر کوئی اتنی قرأت نہ کر سکے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اللہ قاسمی، رائچور

الجواب و بالله التوفيق: ایک بڑی آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ تین چھوٹی آیات جیسے ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝﴾ کے بقدر ہو یعنی اس میں کم از کم تیس حروف ہوں، اگر کوئی ایسی ایک بڑی آیت بھی نہ پڑھ سکے تو ترکِ واجب کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔

”وضم أقصر سورة كالكوثر أو ما قام مقامها، وهو ثلاث آيات قصار، نحو ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝﴾، وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثاً قصاراً......وهي ثلاثون حرفا، فلو قرأ آية طويلة قدر ثلاثين حرفاً يكون قد أتى بقدر ثلاث آيات“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۸/۱/۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وفي حديث قتادة من الزيادة وإذا قرأ فانصتوا الحديث. (أخرجه مسلم، في صحيحه،”كتاب الصلاة:باب التشهد في الصلاة“:ج۱،ص:۱۷۴،رقم ۴۰۴)

والمؤتم لايقرأ مطلقاً ولا الفاتحة...... فإن قرأ كره تحريما، وتصح في الأصح الخ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة،فصل في القراءة، مطلب:السنة تكون سنة عين وسنة كفاية“:ج۲،ص:۲۶۶،زکریا)

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة:باب صفة الصلاة،مطلب:كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها“:ج۲،ص:۱۴۹،زکریا.)

دو آیتیں پڑھ کر رکوع کر دیا نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳۱)**سوال**: امام صاحب نے پہلی رکعت میں تین آیات پڑھیں اور دوسری رکعت میں دو آیات پڑھیں تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد دلشاد، پہانی

الجواب و بالله التوفيق: دوسری رکعت میں پڑھی گئیں دو آیتیں اگر تین چھوٹی آیتوں کے برابر تھیں تو نماز درست ہوگئی ورنہ نہیں، تاہم امام صاحب کو اتنی چھوٹی آیات پر اکتفا نہ کرنا چاہئے کہ مقتدیوں کو شبہ ہونے لگے۔

''وضم أقصر سورة كالكوثر أو ما قام مقامها، وهو ثلاث آيات قصار، نحو ﴿ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ﴾ وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثا قصاراً، ذكره الحلبي أي في شرحه الكبير على المنية. وعبارته: وإن قرأ ثلاث آيات قصارًا أو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاث آيات قصار خرج عن حد الكراهة''[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۵/۷/۱۴۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز فجر میں قرأت کی مقدار کتنی ہے؟

(۳۲)**سوال**: نماز فجر میں قرأت کی مقدار کتنی ہے بعض امام ''الم نشرح والتين'' بھی پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرام الحق قاسمی، ایٹہ

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها'': ج ۲، ص: ۱۴۹، ۱۵۰، زکریا دیوبند۔

الجواب و بالله التوفيق: امام صاحب کو یہ عادت بنالینا خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز فجر میں سورہ حجرات سے لے کر سورہ بروج تک سورتوں میں سے ایک ایک سورت یا اس کے بقدر ایک ایک رکعت میں پڑھے یہ ہی مسنون اور مستحب ہے۔ البتہ اگر وقت کی تنگی ہو یا کسی اور ضرورت یا عذر کی بنا پر قرآت مختصر کرنی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۲/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سورۃ الہمزہ وسورۃ القریش کی تلاوت کی اور سورۃ الفیل کو چھوڑ دیا:

(۳۳۳) **سوال**: امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورہ الہمزہ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ قریش پڑھی تو کیا اس طریقہ سے نماز میں کچھ خلل واقع ہوتا ہے جب کہ ان دونوں سورتوں کے بیچ میں سورہ فیل چھوٹ جاتی ہے آپ اس کی وضاحت فرمادیں کیوں کہ بہت سے نمازی یہ کہتے ہیں کہ نماز مکروہ ہوگئی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یامین، سہارنپور

الجواب و بالله التوفيق: اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو نماز بکراہت تنزیہی ادا ہوگی

(۱) واستحسنوا في الحضر طوال المفصل في الفجر والظهر ...... ويكره أن يوقت شيئاً من القرآن لشيء من الصلوات، قال الطحاوي و الإسبيجابي: وهذا إذا رآه حتماً واجباً بحيث لايجوز غيره، أو رأي قراءة غيره مكروهة، وأما إذا قرأ لأجل اليسر عليه أو تبركاً بقراءته صلى الله عليه وسلم فلا كراهة في ذلك ولكن يشترط أن يقرأ غيره أحيانا لئلا يظن الجاهل أن غيره لايجوز. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع“: ج۱، ص:۱۳۵، زکریا دیوبند)

ومشايخنا استحسنوا قراءة المفصل ليستمع القوم ، و ليتعلموا ...... اختار في البدائع أنه ليس في القراءة تقدير يعني، بل يختلف باختلاف الوقت، وحال الإمام والقوم، كما في البحر. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ”كتاب الصلاة: فصل في بيان سننها“: ص:۲۶۳، شیخ الہند دیوبند)

اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بھول سے ایسا ہوگیا تو نماز بلا کراہت ادا ہوگئی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۷/۱۰/۱۴۳۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

''بسم اللہ'' سورہ فاتحہ کا جز ہے یا نہیں؟

(۳۴) **سوال:** ''بسم اللہ'' سورہ فاتحہ کی آیت ہے یا مستقل آیت ہے معہ حوالہ کتاب جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: انعام الٰہی، دیوبند

الجواب و باللہ التوفیق: ائمہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ نہ سورہ فاتحہ کا جز ہے اور نہ ہی سورۂ نمل کے علاوہ کسی سورت کا؛ بلکہ یہ مستقل آیت ہے اور قرآن کریم کا جز ہے جو ہر سورت کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے، درمختار میں ہے۔

''عن أنس رضي اللّٰہ عنہ قال صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وأبي بکر وعمر وعثمان فلم أسمع أحدا منہم یقرأ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم''

''عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنہ أنہ حدثہ قال صلیت خلف النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم وأبي بکر وعمر وعثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للّٰہ رب العالمین لا یذکرون بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم في أول قراءۃ ولا في آخرہا'' (۲)

(۱) ویکرہ فصلہ بسورۃ بین سورتین قرأہما في رکعتین لما فیہ من شبہۃ التفضیل والہجر، وقال بعضہم: لایکرہ إذا کانت السورۃ طویلۃ کما لوکان بینہما سورتان قصیرتان. (الطحطاوي، حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاۃ: فصل في المکروہات'': ص:۳۵۲، شیخ الہند دیوبند)

وإذا جمع بین سورتین بینہما سور أو سورۃ واحدۃ في رکعۃ واحدۃ …… یکرہ وقال بعضہم: إن کانت السورۃ طویلۃ لایکرہ. (جماعۃ من علماء الہند، الفتاویٰ الہندیۃ، ''کتاب الصلاۃ: الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الرابع في القراءۃ'': ج۱، ص:۱۳۶، زکریا دیوبند)

(۲) أخرجہ مسلم، في صحیحہ، ''کتاب الصلاۃ: باب حجۃ من قال: لا یجہر بالبسملۃ'': ج۱، ص:۱۷۲، رقم:۳۹۹، نعیمیہ دیوبند)

''عن أنس قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان يفتتحون القراءة بالحمد للّٰه رب العالمين، قال أبو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح''(۱)

''روى البخاري في صحيحه من حديث أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: كنت أصلي في المسجد فدعاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فلم أجبه فقلت: يا رسول اللّٰه كنت أصلي، فقال : ألم يقل اللّٰه : استجيبوا للّٰه وللرسول إذا دعاكم (الانفال:۲۴)ثم قال لي : ألا أعلمك سورة هي أعظم سورة في القرآن؟ قلت ما هي؟ قال الحمد للّٰه رب العلمين، هي السبع المثاني والقرآن العظيم الذي أوتيته فأخبر أنها السبع المثاني، ولو كانت البسملة آية منها لكانت ثمانيا، لأنها سبع آيات بدون البسملة''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴/۱۲/۱۴۱۴ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

جمعہ کی قبلیہ وبعدیہ سنتوں میں متعینہ سورتیں پڑھنا:

(۳۵)**سوال**: جمعہ سے قبل کی سنتوں میں جو سورتیں پڑھیں وہی سورتیں جمعہ سے بعد والی سنتوں میں پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ جان محمد، بڑوت

الجواب و بالله التوفيق: درست ہے لیکن پہلے سے سورتوں کو متعین کر لینا اچھا

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، باب في افتتاح القراءة بالحمد للّٰه رب العالمين'': ج۱،ص:۵۷، رقم:۲۴۶، نعیمیہ دیوبند.)

(۲) بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، ''باب في صفة الصلاة'': ج۲،ص:۱۹۶، نعيميه ديوبند.)

نہیں ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۶/۱/۲۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں ایک سانس میں پوری سورۂ فاتحہ پڑھنا:

(۳۶) **سوال:** میں ایک مسجد میں امام ہوں میری عادت یہ ہے کہ پوری سورۂ فاتحہ ایک ہی سانس میں پڑھتا ہوں تو یہ بات قابل اعتراض ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: کریم الدین، دیوریا

الجواب و بالله التوفيق: فرض نمازوں میں امام کا ایک سانس میں سورۂ فاتحہ پڑھنا کوئی کمال نہیں ہے۔ اور اس کی عادت ڈال لینا ناپسندیدہ ہے کراہت تنزیہی سے خالی نہیں ہے۔ لہٰذا جو حضرات اعتراض کرتے ہیں اور اس کو اچھا نہیں سمجھتے وہ لوگ اپنی جگہ صحیح ہیں۔ ترتیل کے ساتھ معانی میں تدبر کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے اس کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۰/۱۴ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ويكره أن يوقت شيئاً من القرآن لشيء من الصلوات...... وأما إذ قرأ لأجل اليسر عليه أو تبركاً بقراءته عليه السلام فلا كراهية في ذلك...... الأفضل أن يقرأ في كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة في المكتوبة...... هذا كله في الفرائض وأما في السنن فلا يكره. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة'': ج۱، ص: ۱۳۵-۱۳۶، زکریا دیوبند)

لابأس أن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فروع في القراءة خارج الصلاة'': ج۲، ص: ۲۶۸)

(۲) عن يعلى بن مملك، أنه سأل أم سلمة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن قراءة النبي صلى الله عليه وآله وسلم وصلاته، فقالت: مالكم وصلاته، كان يصلي، ثم ينام قدر ماصلى، ثم يصلي قدر مانام، ثم ينام قدر ما صلى حتى يصبح. ثم نعتت قراءته فإذا هي تنعت ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنت میں مستقل سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص پڑھنا:

(۳۷) **سوال:** ایک شخص سنت فجر اور سنت مغرب میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص ہمیشہ پڑھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد ناظر حسن دیوبند

الجواب و بالله التوفيق: آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سورہ کافرون وسورہ اخلاص مذکورہ سنتوں میں نہیں پڑھی ہیں؛ بلکہ کبھی کبھی کافرون واخلاص اور کبھی قولوآ منا باللہ اور قل یا اہل الکتاب تعالوا الآیۃ پڑھی ہیں، البتہ اگر کوئی شخص مذکورہ سنتوں میں یہ دونوں صورتیں مستحب سمجھ کر پڑھتا ہے تو کراہت نہیں ہے اگر لازم سمجھ کر پڑھتا ہے تو مکروہ وبدعت ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ کبھی کبھی بدل کر دوسری سورتیں وآیات بھی پڑھے تا کہ التزام باقی نہ رہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۳/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قراءة مفسرة حرفاً حرفاً. وقال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: كيف كانت قراءة النبي“: ج۲،ص:۱۲۰، رقم:۲۹۲۳)

عن أبي حمزة قال: قلت لابن عباس رضي الله عنهما: إني سريع القرآن إني أقرأ القرآن في ثلاث، قال: لئن أقرأ البقرة في ليلة أتدبرها وارتلها أحب إلى أن أقرأ كما تقرأ. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان، فصل في أومان تلاوة القرآن“: ج۳،ص:۴۰۶، رقم:۱۸۸۲)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقال لصاحب القرآن: إقرأ وارتق، ورتل كما كنت ترتل في الدنيا؛ فإن منزلك عند آخر آية تقرأها. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، ”كتاب الصلاة: باب كيف يستحب الترتيل في القراءة“: ج۱،ص:۲۰۶، رقم:۱۴۶۴)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ في ركعتي الفجر ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و ﴿قل هو الله أحد﴾. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الصلاة: باب استحباب ركعتي سنة الفجر“: ج۱،ص:۲۵۱، رقم:۷۲۶)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دورانِ نفل ایک شخص نے
بلند آواز سے قرآن پڑھنا شروع کردیا:

(۳۸)**سوال:** ایک شخص نماز نفل مسجد میں پڑھ رہا ہے دوسرے شخص نے بلند آواز سے قرآن پڑھنا شروع کردیا اب وہ شخص اپنی نفل نماز برقرار رکھے یا توڑ کر قرآن پاک سنے جب کہ قرآن پاک سننے کا حکم واجب اور ضروری ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: زندہ حسن، دیوبند

الجواب و بالله التوفيق: اس صورت میں نفل نماز نہ توڑے اور جس نے قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا شروع کردیا اس کو یہ کام آہستہ کرنا چاہئے تاہم نفلی نماز والے کو بھی اپنی نماز نہ توڑنی چاہئے کہ گناہگار وہ شخص ہے جو بلند آواز سے پڑھتا ہے نفل نماز نہ توڑنے والا گناہگار نہیں ہوگا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۳/۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: رمقت رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرين مرة يقرأ في الركعتين بعد المغرب، وفي الركعتين قبل الفجر ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و﴿قل هو الله أحد﴾ (أخرجه النسائي، في سننه،''كتاب الافتتاح:القراءة في الركعتين بعد المغرب'': ج۱، ص:۱۱۴، رقم:۹۹۲)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بـ سبح اسم ربك الأعلى، وقل يا أيها الكافرون وقل هو الله أحد. (أخرجه ابن ماجه، في سننه،''إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيما يقرأ في الوتر'': ج۱، ص:۸۲، رقم:۱۱۷۱)

كان يقرأ في الركعتين قل هو الله أحد، وقل يا أيها الكافرون. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم'': ج۱، ص:۳۹۵، رقم:۱۲۱۸)

(۱)وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني: أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ إلخ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة و مايكره فيها، مطلب في رفع الصوت بالذكر'': ج۲، ص:۴۳۴)

نوافل میں قرآن پڑھنا افضل ہے یا بغیر نماز کے تلاوت کرنا:

(٣٩)سوال: طویل قرأت کے ساتھ نوافل پڑھنا بہتر ہے یا صرف تلاوت قرآن افضل ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: احمد حسن، سہارنپور

الجواب و بالله التوفيق: نوافل بقرأة طویلہ افضل ہے کہ اس میں نماز اور تلاوت دونوں موجود ہیں اور صرف تلاوت کرنے میں تلاوت ہی تلاوت ہے۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٦/٣/١٤١٨ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی آخری آیات اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا:

(٤٠)سوال: ہمارے امام صاحب نماز مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیات اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص یا سورہ کافرون یا سورہ نصر تلاوت کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجلیل، میرٹھ

---

(١) بل الصلاة أفضل من القراء ة في غير الصلاة نص على ذلك أئمة العلماء – لكن من حصل له نشاط و تدبر و فهم للقراءة دون الصلاة فالأفضل في حقه ما كان أنفع له. (ابن تيمية، مجموع الفتاویٰ، سئل أيما أفضل قارئ القرآن الذى لا يعمل أو العابد ج٢٣،ص٦١)

عن ثوبان قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استقيموا ولن تحصوا واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة و لا يحافظ على الوضوء إلا مؤمن. (أخرجه ابن ماجة، في سننه: ج١،ص١٨٤،رقم:٢٧٦)

لأن السجدة المتلوة في الصلاة أفضل من غيرها، لأن قراء ة القرآن في الصلاة أفضل منها في غيرها. (ابن نجيم، البحر الرائق، ج٢،ص١٣٢)

الجواب و بالله التوفيق: صورت مذکورہ میں بلا کراہت نماز صحیح اور درست ہے۔

''لو قرأ آمن الرسول في ركعة وقل هو الله أحد في ركعة لا يكره''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۶/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک سورت کا بعض حصہ ایک رکعت میں اور بعض حصہ دوسری رکعت میں پڑھنا:

(۴۱) **سوال**: نماز میں ایک سورۃ کا بعض حصہ ایک رکعت میں پڑھنا اور بعض حصہ دوسری رکعت میں پڑھنا کیا مکروہ ہے؟ اگر یہ مکروہ ہے تو عم پارہ میں یہ کراہت کس سورۃ سے کس سورۃ تک ہے یا پورے عم پارہ میں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالغنی ندیاوی

الجواب و بالله التوفيق: فرض نماز کی پہلی رکعت میں کسی سورہ کا بعض حصہ اور دوسری رکعت میں کسی دوسری سورہ کا بعض حصہ پڑھنا درست نامناسب ہے اور اس حکم میں قرآن پاک کی تمام سورتیں شامل ہیں کیوں کہ یہ حکم مطلقاً ہے۔

''الأفضل أن يقرأ في كل ركعة الفاتحة وسورة كاملة في المكتوبة......ولو قرأ في ركعة من وسط سورة أو من آخر سورة وقرأ في الركعة الأخرى من وسط سورة أخرى أو من آخر سورة أخرى، لا ينبغي له أن يفعل ذلك على ماهو ظاهر الرواية، ولكن لو فعل ذلك لا بأس به. كذا في الذخيرة''(۲)

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة''، ج۱، ص: ۱۳۶.

(۲) أيضاً:

اوراسی طرح مستحب یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری سورہ پڑھی جائے خواہ چھوٹی سورہ پڑھے یا بڑی سورہ پڑھے تاہم اگر کسی وجہ سے ایسا کرلیا گیا تب درست ہے نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔

’’والأفضل أن يقرأ في كل ركعة سورة فاتحة ولو قرأ بعض السورة في ركعة وباقيها في ركعة قيل يكره والصحيح أنه لا يكره الخ‘‘[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۲/۱/۷ ۱۴۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دو رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھنا:

(۴۲) **سوال:** مجھے ایک سوال پوچھنا ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ رہا ہو اور غلطی سے دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک ہی سورہ پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ سجدے سہو کرے یا دوبارہ نماز پڑھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد کریم اللہ خان، سہارنپور

الجواب و باللہ التوفیق: فرض نماز میں جان بوجھ کر دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ فقہاء نے مکروہ تنزیہی لکھا ہے۔ البتہ اگر بھول سے ایسا ہوا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بہرصورت نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے اور نہ ہی نماز لوٹانے کی ضرورت ہے۔ اور نوافل میں ایک ہی سورت دو رکعتوں میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

’’لا بأس أن يقرأ سورةً ويعيدها في الثانية. (قوله: لا بأس أن يقرأ سورةً إلخ) أفاد أنه يكره تنزيها، وعليه يحمل جزم القنية بالكراهة، ويحمل فعله عليه الصلاة والسلام لذلك على بيان الجواز، هذا إذا لم يضطر، فإن اضطر بأن قرأ في الأولىٰ:

(١) الحلبي، غنية المتملي: ص:٤٦٢.

﴿قل أعوذ برب الناس﴾ أعادها في الثانية إن لم يختم، نهر ''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۳: ۱۴۳۴ھ)

جہری نماز کی پہلی رکعت میں سورہ نبا، دوسری رکعت میں سورہ الہمزہ کی قرأت کرنا:

(۴۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین:

اگر امام فجر یا عشاء یا مغرب کی ان رکعتوں میں جن میں جہری قرأت پڑھنا واجب ہے سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہ نباء کا آخری رکوع اور دوسری رکعت میں سورہ ہمزہ پڑھے تو کیا ترتیب کے خلاف ہوگا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں؟

اگر امام نے پہلی رکعت میں جیسے والعادیات پڑھی تو اسی امام کے لیے اولیٰ ہے کہ دوسری رکعت میں القارعۃ پڑھے یہ ان صاحب کا کہنا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نورالحق قاسمی، بلرام پور

الجواب و باللہ التوفیق: قرأت میں ترتیب کے خلاف اس صورت میں ہوگا کہ پہلی رکعت میں القارعہ پڑھے اور دوسری رکعت میں العادیات پڑھے صورت مسئولہ عنہا میں ترتیب کے خلاف قرأت نہیں پائی گئی اور نماز بھی درست ہوگئی (۲) جو لوگ اس کو ترتیب کے خلاف سمجھتے ہیں وہ

(۱) ابن عابدين، ردالمحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فروع في القراء ة خارج الصلاة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية'': ج۲،ص:۲۶۸.)

(۲) ويكره الفصل بسورة قصيرة، أما بسورة طويلة بحيث يلزم منه إطالة الركعة الثانية إطالة كثيرة فلا يكره. شرح المنية: كما إذا كانت سورتان قصيرتان. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية'': ج۲،ص:۲۶۹،زكريا)

غلطی پر ہیں ان کو اہل علم کی طرف رجوع کر کے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

﴿فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۶/۱۲/۲۴ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جمعہ کی فجر میں آلم سجدہ پڑھنا:

(۴۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہماری مسجد میں بیمار ومعذور مقتدی ہیں جو زیادہ لمبا قیام کرنے پر قادر نہیں ایسی صورت حال میں امام صاحب کا ہر جمعہ میں الم سجدہ اور سورۂ دھر پڑھنا کیسا ہے؟ نیز بیٹھنے کے بعد سجدہ میں جا کر تکبیر انتقالیہ کہنا کیسا ہے؟ اس لیے کہ امام صاحب سجدہ میں اور مقتدی قیام کی حالت میں رہتے ہیں معلوم یہ کرنا ہے کہ امام صاحب تکبیرات انتقالیہ قیام سے سجدے میں جاتے ہوئے کہیں یا سجدہ میں جا کر کہیں؟ نیز سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان کتنی تاخیر کر سکتے ہیں جس سے نماز خراب (فاسد) نہ ہو؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شمشاد سیفی، بلندشہر

الجواب و بالله التوفيق: (۱) جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؛ لیکن اس پر دوام ثابت نہیں اس لیے جمعہ میں کبھی کبھی ان دونوں سورتوں کو پڑھنا چاہیے لیکن اس پر دوام مناسب نہیں ہے۔ حضرات فقہاء نے ہمیشہ پڑھنے سے منع کیا ہے خاص طور پر جب کہ مقتدیوں میں کمزور اور ضعیف لوگ ہوں تو امام صاحب کو ان کی رعایت کرنی چاہیے۔

”عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله

(۱) سورة النحل: ۴۳.

عليه وسلم كان يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة: تنزيل السجدة، وهل أتى على الإنسان حين من الدهر‘‘(۱)

’’هذا، وقيد الطحاوي والاسبيجابي الكراهة بما إذا رأي ذلك حتماً لا يجوز غيره، أما لو قرأه للتيسير عليه أو تبركاً بقراءته عليه الصلاة والسلام فلا كراهة، لكن بشرط أن يقرأ غيرها أحيانا لئلا يظن الجاهل أن غيرها لا يجوز. واعترضه في الفتح بأنه لا تحرير فيه، لأن الكلام في المداومة اهـ. وأقول: حاصل معنى كلام هذين الشيخين بيان وجه الكراهة في المداومة، وهو أنه إن رأي ذلك حتماً يكره من حيث تغيير المشروع وإلا يكره من حيث إيهام الجاهل، وبهذا الحمل يتأيد أيضا كلام الفتح السابق، ويندفع اعتراضه اللاحق فتدبر‘‘(۲)

(۲) تکبیرات انتقالیہ میں مسنون یہ ہے کہ ایک رکن سے منتقل ہوتے ہوئے تکبیر شروع کرے اور دوسرے رکن میں پہنچنے پر اس کو مکمل کرے یعنی انتقال کے دوران تکبیر کہے انتقال کے بعد نہیں۔ امام کا سجدہ میں جا کر تکبیر کہنے کو حضرات فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

’’يكبر مع الانحطاط، كذا في ’’الهداية‘‘ قال الطحاوي: وهو الصحيح كذا في ’’معراج الدراية‘‘ فيكون ابتداء تكبيره عند أول الخرور والفراغ عند الاستواء للركوع كذا في ’’المحيط‘‘‘‘(۳)

’’ويكره) أن يأتي بالأذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال بأن يكبر للركوع بعد الانتهاء إلى حد الركوع ويقول سمع الله لمن حمده بعد تمام القيام‘‘(۴)

---

(۱) أخرجه أبو داؤد، في سننه: ’’كتاب الصلاة، باب : تفريع أبواب الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الصبح يوم الجمعة‘‘ ج۱، ص:۲۸۲، ط: نعیمیہ، دیوبند.)

(۲) الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ’’باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين و سنة كفاية‘‘: ج۲، ص:۲۵۸.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية: ج۱، ص:۱۳۱، ط: دار الكتب العلمية بيروت.)

(۴) إبراهيم الحلبي، الكبيري: ص:۳۵۷.

(۳) سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے درمیان سکتہ خفیفہ ہونا چاہیے جس میں آمین کہہ سکیں اور کسی سورت کے انتخاب کے لیے سوچنے کا موقع مل سکے، اتنا وقفہ کرنا جس میں آدمی تین آیت کے بقدر پڑھ سکتا ہے درست نہیں ہے اس سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

’’ومن الواجب تقديم الفاتحة على السورة، وأن لا يؤخر السورة عنها بمقدار أداء ركن‘‘[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۱۰/۱۴۴۳ھ)

چار رکعت والی نماز میں صرف پہلی دو میں ہی قرأت کیوں ہے؟

(۴۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں
چار رکعت والی نماز میں صرف پہلی دو رکعتوں میں ہی قرأت کیوں فرض ہے، باقی دو رکعتوں میں سورت ملانے کا حکم نہیں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمشیر، قصبہ: سرساوہ، ضلع: سہارن پور

الجواب وباللہ الموفق: اصل نماز دو رکعت ہی فرض ہوئی ہے باقی دو رکعتوں کا بعد میں اضافہ ہوا ہے اس لیے نفس قرأت کو پہلی دو رکعتوں میں ہی فرض قرار دیا گیا ہے باقی دو رکعتوں میں قرأت فرض نہیں ہے فاتحہ بھی ضروری نہیں ہے اگر کوئی ذکر کرلے یا کچھ بھی نہ کرے تو بھی جائز ہے۔

’’وأما بيان محل القراءة المفروضة فمحلها الركعتان الأوليان عينا في

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوی على المراقي، كتاب الصلاة: باب سجود السهو‘‘ص:۴۶۰.)

الصلاة الرباعية هو الصحيح من مذهب أصحابنا"(۱)

"بخلاف الشفع الثاني؛ لأنه ليس بتكرار الشفع الأول بل هو زيادة عليه، قالت عائشة رضي الله عنها: الصلاة في الأصل ركعتان، زيدت في الحضر وأقرت في السفر، والزيادة على الشيء لا يقتضي أن يكون مثله. ولهذا اختلف الشفعان في وصف القراءة من حيث الجهر والإخفاء، وفي قدرها، وهو قراءة السورة، فلم يصح الاستدلال، على أن في الكتاب والسنة بيان فرضية القراءة؛ وليس فيهما بيان قدر القراء ة المفروضة"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۲/۲۰ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع "كتاب الصلاة: فصل في أركان الصلاة، الكلام في القراءة": ج۱، ص:۲۹۵، دارالکتاب، دیوبند.)

(۲) أيضاً، ص:۲۹٦.

فصل ثانی:

قرأت خلف الامام

سری نماز میں امام کے پیچھے مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

(۴۶) **سوال:** سری نماز میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے یا نہیں، حنفی مسلک کیا ہے؟ سعودی ریڈیو سے ہر جمعرات کو فتاویٰ نشر ہوتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ مقتدی سری نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور سورت دونوں پڑھیں گے اور جہری نماز میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے گا، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: ڈاکٹر محمد سلیم لکھیم پور

الجواب وباللہ التوفیق: احناف کے نزدیک جہری نماز ہو یا سری نماز، امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس کی ممانعت قرآن پاک واحادیث دونوں سے ہے۔ ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[1] ”من كان له إمام فقراءة الإمام قراءة له“[2] امام شافعیؒ کے نزدیک بھی صرف سورہ فاتحہ پڑھنے کی اجازت ہے دوسری سورت کی نہیں ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۳۰/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) سورة الأعراف: ۲۰۴.

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع، ”كتاب الصلاة: فصل أركان الصلاة، الكلام في القراءة: ج۱، ص: ۲۹۵، زکریا دیوبند.)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تنہا یا امام کے ساتھ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۴۷)**سوال:** کیا سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز جائز ہے، خواہ امام کے ساتھ ہو یا علیحدہ ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منفرداً نماز پڑھنے کی صورت میں مطلق قرأت فرض ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اگر امام کی اقتداء میں نماز پڑھے تو مقتدی پر قرأت نہیں ہے نہ سورۂ فاتحہ، نہ کوئی دوسری سورت۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۱/۴/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا، وإذا قرأ فانصتوا، رواه أبوداود والنسائي وابن ماجه. (خطيب تبرازي، مشكاة المصابيح، "باب القراءة في الصلاة": ج۱،ص:۸۱، یاسر ندیم)

وعن أبي بن كعب رضي الله عنه، أنه قال لما نزلت هذه الآية تركوا القراءة خلف الإمام وإمامهم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فالظاهر أنه كان بأمره. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة: فصل في أركان الصلاة، باب الكلام في القراءة": ج۱،ص:۲۹۴، زکریا دیوبند)

عن جابر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله عليه وسلم: من كان له إمام فقراء ة الإمام له قراءة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا": ص:۶۱، رقم:۸۵۰)

والمؤتم لا يقرأ مطلقاً، قوله: ولا الفاتحة ...... تقديره : لا غير الفاتحه ولا الفاتحة. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية": ج۲،ص:۲۶۶)

(۱) وبيان ذلك أن القراءة وإن انقسمت إلى فرض و واجب وسنة إلا أنه مهما أطال يقع فرضا، وكذا إذا أطال الركوع والسجود على ما هو قول الأكثر والأصح، لأن قوله تعالىٰ ﴿فاقرؤا ما تيسر﴾ لوجوب أحد الأمرين الآية، فما فوقها مطلقاً، لصدق ما تيسر على كل فرض، فمهما قرأ يكون الفرض ومعنى الأقسام المذكورة أن جعل الفرض مقدار كذا واجب وجعله دون ذلك مكروه، وجعله فوق ذلك سنة إلى حد كذا سنة ......وقالوا: الفاتحة واجب، وكذا الكلام فيما بعد الواجب إلى حد السنة فليتأمل. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: تحقيق مهم فيما لو تذكر في ركوعه الخ، فصل في القراءة": ج۲،ص:۲۵۵)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قرأت خلف الامام کی حقیقت کیا ہے؟

(۴۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں: قرأت خلف الامام کے متعلق دریافت کرنا ہے کہ آیا قرأت خلف الامام کہاں تک درست ہے؟ تمام اختلاف کی روشنی میں اس مسئلہ کو مدلل ومفصل واضح فرمائیں اور ابو داؤد شریف کی ایک روایت سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے قرآن مجھ سے رسہ کشی کرتا ہے نیز آپ نے فرمایا تم کچھ نہ پڑھا کرو سوائے ام القرآن کے نیز ایک دوسری جگہ ہے ''**لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب**'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأۃ خلف الامام درست ہے براہ کرم ان تمام اختلافات کے پیش نظر اس مسئلہ کو واضح فرمادیں آیا صحیح کیا ہے قراءۃ خلف الامام ہونی چاہیے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: جلیس احمد رامپوری

الجواب وبا للہ التوفیق: ''**من كان له إمام فقراءة الإمام قراءة له**''[1] اور اس پر سب کا اتفاق ہے اگر امام سے سہو ہو جائے تو مقتدی کو بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر امام اور مقتدی کی نماز الگ الگ ہوتی ہے تو مقتدی پر سجدہ سہو واجب نہ ہوتا۔ ''**لا صلاة لمن يقرأ الخ**'' کا حکم منفرد کے لیے ہے مقتدی کے لیے نہیں۔[2] نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **الإمام ضامن** ''اور ضمانت کی تحقیق نہیں ہوتی مگر اتحاد کی صورت میں؛ لہٰذا مقتدی کے لیے قرأۃ خلف

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......واجبها قراءة الفاتحة وضم سورة الخ. (إبراهيم حلبي، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة'': ج۱،ص:۱۳۰، بیروت، لبنان)

وفرض القراءة آية وقالا: ثلاث آيات قصار أو آية طويلة......ولا يقرأ المؤتم بل يستمع وينصت. (إبراهيم حلبي، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل يجهر الإمام بالقراءة'': ج۱، ص:۱۵۷-۱۶۰، بیروت، لبنان)

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (سورة الأعراف:۲۰۴)

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ''كتاب الصلاة: فصل في أركان الصلاة، الكلام في القراءة'': ج۱،ص:۲۹۵.

(۲) وهذا إذا كان إماما أو منفرداً، فأما المقتدي فلا قراءة عليه عندنا. (أيضا:ص:۲۹۴)

''من كان له إمام فقراءة له الإمام قراءة ومنها ما قال عليه الصلاة والسلام: الامام کا حکم مطلقاً نہیں خواہ فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورت۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۷/۴: ۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

قرأت خلف الامام:

(۴۹)**سوال**: کچھ لوگ نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں، وہ بخاری کی حدیث پیش کرتے ہیں حدیث نمبر 756 اور مسلم حدیث نمبر 394۔ جن کا مفہوم ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ اور یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے، ناقص ہے پوری نہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! تو اس کو دل میں پڑھ۔ مسلم حدیث نمبر 395۔ میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، جماعت کی نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے؟ تفصیلی جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وبا للہ التوفیق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ''امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، لہٰذا جب امام ''اللہ أکبر'' کہے، تو تم

---

(۱) وأما الحديث فعندنا لا صلاة بدون قراء ة أصلاً، وصلاة المقتدي ليست صلاة بدون قراء ة أصلاً بل هي صلاة بقراءة، وهي قراءة الإمام، على أن قراءة الإمام قراءة المقتدي. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ''الكلام في القراءة'': ج۱، ص:۲۹۴، زکریا دیوبند)

بھی ''اللّٰہ أکبر'' کہو اور جب قرأت کرنے لگے، تو خاموش ہو جاؤ''(۱) ایک روایت میں مزید وضاحت ہے کہ جب امام ''اللّٰہ أکبر'' کہے، تو ''اللّٰہ أکبر'' کہو اور جب قرأت کرے، تو خاموش رہو اور جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو آمین کہو!(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو، تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے (۳) اس لیے احناف کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ اور اگر پڑھ لیا، تو گو کراہت سے خالی نہیں، مگر نماز درست ہو جائے گی۔(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۲/۲۸: ۱۴۳۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرے گا یا نہیں؟

(۵۰) **سوال:** کیا فرماتے علماء دین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں: امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا شخص (مقتدی) قرأت کرے گا یا خاموش رہے گا؟ (پہلی رکعت میں ثناء کے بعد مقتدی کچھ نہیں پڑھے گا)؟ مدلل جواب عنایت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفات، لکھنؤ

---

(۱) وعن أبي بن كعب أنه قال: لما نزلت هذه الآية تركوا القراء ة خلف الإمام، وأمامهم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، فالظاهر أنه كان بأمره. وقال صلى الله عليه وسلم في حديث مشهور ''إنما جعل الإمام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فإذا كبر فكبروا وإذا قرأ فانصتوا''، الحديث أمر بالسكوت عند قراءة الإمام. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، '' فصل في أركان الصلاة، الكلام في القراء ة'': ج۱، ص:۲۹۴؛ مشكاة المصابيح، ''كتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة'': ص:۸۱)

(۲) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فانصتوا'': ص:۶۱، رقم:۸۵۱)

(۳) عن جابر رضي الله عنه قال، قال رسول الله عليه وسلم: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قراء الإمام فانصتوا'': ص:۶۱، رقم:۸۵۰)

(۴) والمؤتم لا يقرأ مطلقاً فإن قرأ كره تحريماً وتصح في الأصح. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية'': ج۲، ص:۲۶۶، زكريا)

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں امام کے ساتھ فرض نماز پڑھنے والا شخص اللہ اکبر کے بعد ثناء پڑھنے کے بعد خاموشی کے ساتھ قرأت سنے گا؛ کیوں کہ قرآن کریم کی آیت ہے ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (۱) یعنی جب قرآن کریم پڑھا جائے، تو تم لوگ خاموش رہو اور غور سے سنو! تاکہ تم لوگوں پر رحمت نازل کی جائے؛ البتہ مقتدی رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ وغیرہ میں بدستور تسبیحات پڑھے گا، جیسا کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

”وقال أبو حنيفة و أحمد بن حنبل: لا يجب على المأموم قرائة أصلا في السرية ولا الجهرية ...... وقال علي ابن طلحة، عن ابن عباس رضي الله عنهما، في الآية قوله: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾، يعني: في الصلاة المفروضة“(۲)

”قوله:(في السرية)يعلم منه نفي القراءة في الجهرية بالأولى والمراد التعريض“

”ومانسب لمحمد ضعيف كما بسطه الكمال (فإن قرأ كره تحريما) وتصح في الأصح وفي (درر البحار) عن مبسوط خواهر زاده إنها تفسد ويكون فاسقا وهو مروي عن عدة من الصحابة فالمنع أحوط (بل يستمع) إذ جهر (وينصت) إذا أسر لقول أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه: (كنا نقرء خلف الإمام فنزل: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾“

”قوله(وينصت إذا أسر) وكذا إذا جهر بالأولى. قال في البحر: وحاصل الآية أن المطلوب بها أمران: الاستماع، والسكوت فيعمل بكل منهما؛ والأول يخص الجهرية، والثاني لا، فيجري على إطلاقه فيجب السكوت عند القراءة مطلقا“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۱۲/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) سورۃ الأعراف: ۲۰۴.

...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر ......

سری نمازوں میں مقتدی کے قرأت کا حکم:

(۵۱)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

فجر، مغرب اور عشاء کی ابتدائی دو رکعتوں میں مقتدی خاموشی کے ساتھ قرأت سنتا ہے؛ چوں کہ امام صاحب ان رکعتوں میں بآواز بلند قرأت کرتے ہیں؛ اس لیے مقتدی کا خاموش رہنا سمجھ میں آتا ہے؛ لیکن ظہر اور عصر کی تمام رکعتوں میں اور ایسے ہی مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں امام صاحب خاموش ہوتے ہیں (یعنی قرأت بآواز بلند نہیں کرتے) تو کیا مقتدی ان رکعتوں میں بھی خاموش رہے گا؟ اور آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بھی نہیں پڑھے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رضوان، تمل ناڈو

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں حنفی مسلک میں امام کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازیں خواہ جہری یعنی بلند آواز سے قرأت ہو یا سری یعنی آہستہ آواز سے قرأت ہو، تمام نمازوں میں خاموش رہے گا اور سورۂ فاتحہ بھی نہیں پڑھے گا؛ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت (فاستمعوا) سے جہری نمازوں کے اندر اور (وأنصتوا) سے سری نمازوں میں قرأت نہ کرنا مفسرین کے نزدیک مسلم ہے، تفسیر کبیر میں حضرت امام رازیؒ اور روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ کی تصریح مذکور ہے۔ قول باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا الخ﴾ یہ آیت نماز سے متعلق آئی ہے اس آیت کی تفسیر میں امام رازیؒ لکھتے ہیں:

”الآية نزلت في ترك الجهر بالقراءة وراء الإمام......وهو قول أبي حنيفة“(۱)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) ابن كثير، تفسير ابن كثير، ”الجزء التاسع، سورة الأعراف“: ج۲،ص:۲۷۲، ۲۷۳، دار الاشاعت دیوبند.)

(۳) ابن عابدين، ردالمحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية“: ج۲،ص:۲۲۶، ۲۶۷، زکریا.)

(۱) إمام رازي، مفاتيح الغيب، ”سورة الأعراف، قوله تعالىٰ: و إذا قرئ القرآن الخ“: ج۱۵،ص:۱۰۷ (الشاملہ).

روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے:

’’عن مجاهد قال: قرأ رجل من الأنصار خلف رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه وسلّم في الصلاة، فنزلت وإذا قرئ القراٰن الآية‘‘(۱)

اسی طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ’’من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة‘‘(۲)

یعنی جس کا امام ہو تو اس کے امام کی قرأت اس مقتدی کی قرأت ہے تفسیری عبارات اور مذکورہ حدیث کی روشنی اور آئندہ آنے والی فقہی عبارات بھی اس جانب مشیر ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہیں کرے گا؛ بلکہ صرف خاموش رہے گا۔ ’’وقال أبو حنيفة رحمه اللّٰه: لا يجب على المأموم قراءة أصلا في السرية ولا الجهرية.......... وقال على ابن طلحة: عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما في الآية قوله: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾، يعني: في الصلوة المفروضة‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۲/۱۲/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

امام کے پیچھے تلاوت کرنے والے کی نماز کا حکم:

(۵۲) **سوال**: حضرت مفتی صاحب! ہمارے محلّہ میں ایک شخص سعودی عرب سے واپس آیا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے تو امام صاحب کے پیچھے خواہ امام صاحب جہری یا سری نماز پڑھا رہے ہوں مذکورہ شخص امام کی اقتداء میں مسلسل تلاوت کرتا رہتا ہے، یہ شکایت ہماری مسجد کے کئی مصلیوں کی ہے، مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ امام کے پیچھے تلاوت کرنے والے شخص کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ نیز

---

(۱) علامه آلوسي، روح المعاني: تحت لعلكم ترحمون: ج۹ص:۱۵۰.)

(۲) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’إقامة الصلاة و السنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا‘‘: ج۱ص:۶۱، رقم:۸۵۰.)

(۳) ابن كثير، تفسير ابن كثير، ’’الجزء التاسع، سورة الأعراف‘‘: ج۲ص:۳۷۲، ۳۷۳، ط: دارالاشاعت، دیوبند۔)

مذکورہ شخص کی گزشتہ پڑھی ہوئی نمازوں کے سلسلے میں شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جمیل احمد خان، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام کے پیچھے تلاوت کرنے کو فقہاء احناف نے مکروہ لکھا ہے؛ البتہ اس شخص کی گزشتہ پڑھی ہوئی تمام نمازیں درست ہیں ان نمازوں کا دہرانا مذکورہ شخص پر ضروری نہیں ہے۔

تاہم ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرے، فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا الخ﴾[۱] اس آیت میں مفسرین کے قول کے مطابق، جہری (بآواز بلند قرأت ہو) اور سری (آہستہ آواز سے قراءت ہو) دونوں نمازوں میں مقتدی کے لیے حکم ہے کہ وہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة''[۲] یعنی جس کا امام ہو تو اس کے امام کی قراءت اس مقتدی کی قراءت ہے۔ مزید فقہ حنفی کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے تلاوت نہ کیا کرے۔

''وقال أبو حنيفة رحمه اللّٰه: لا يجب على المأموم قراءة أصلا في السرية ولا الجهرية...... وقال على ابن طلحة، عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما في الآية قوله: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾، يعني: في الصلاة المفروضة''[۳]

---

(۱)سورة الأعراف:۲۰۴.

(۲)أخرجه ابن ماجه، في سننه''إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا'': ج۱،ص:۶۱،رقم:۸۵۰.)

(۳)ابن كثير، تفسير ابن كثير، ''الجزء التاسع، سورة الأعراف'': ج۲،ص:۳۷۲،۳۷۳،دارالاشاعت دیوبند.)

”والمؤتم لایقرأ مطلقاً،قوله:ولا الفاتحة .... تقديره لا غير الفاتحة ولا الفاتحة“

”قوله:(في السرية) يعلم منه نفي في الجهرية بالأولى،والمرادالتعريض“

”ومانسب لمحمد ضعيف كما بسطه الكمال (فإن قرأ كره تحريما) وتصح في الأصح وفي (درر البحار) عن مبسوط خواهر زاده أنها تفسد ويكون فاسقا، وهو مروي عن عدة من الصحابة فالمنع أحوط (بل يستمع) إذا جهر (وينصت) إذا أسر لقول أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه:(كنا نقرأ خلف الإمام) فنزل:﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا﴾“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۲:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱)الحصكفي ، الدر المختار مع رد المحتار،”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين وسنة كفاية“:ج۲،ص:۲۶۶،۲۶۷.)

فصل ثالث:

قرأت میں غلطی کا بیان

ضاد کو مشابہ بالغین پڑھنا:

(۵۳) **سوال**: کچھ لوگ ''ض'' کو مشابہ بالغین پڑھتے ہیں آیا ایسی کوئی قرأت ہے؟ نیز اس طرح پڑھنے سے نماز کا کیا حکم ہوگا؟ اور پچھلی نمازیں واجب الاعادہ ہوں گی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: ''ض'' کو مشابہ بالغین پڑھنا درست نہیں ہے، ایسی کوئی قرأت نہیں ہے۔ امام صاحب کو چاہئے کہ کسی مجوّد سے اپنی اصلاح کرلیں، تاہم نماز درست ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

''إلا بما يشق الخ: قال في الخانية والخلاصة: الأصل فيما إذا ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى، إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، وإلا يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين، والطاء مع التاء، قال أكثرهم: لا تفسد. اهـ. وفي خزانة الأكمل قال القاضي أبو عاصم: إن تعمد ذلك تفسد، وإن جرى على لسانه أو لا يعرف التمييز لا تفسد، وهو المختار. حلية''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد امانت علی قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۱۰/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا قرأ قوله: تعالىٰ جدك. بدون ألف لا تفسد'': ج۲، ص: ۳۹۶، زکریا دیوبند۔)

سورۂ اخلاص میں ﴿أحدن الله﴾ پڑھنا:

(۵۴)**سوال**: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز میں سورۂ اخلاص کے اندر ﴿أحدنِ الله﴾ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ مع دلیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: نورالدین، سنڈیلہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ﴿أحد﴾ کی دال پر تنوین ہے اور تنوین میں نون ساکن ہوتا ہے اور ساکن کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر اس کو اگلے حرف سے ملانا ہو تو اس ساکن پر کسرہ پڑھا جاتا ہے ''الساکن إذا حرك حرك بالكسر''(۱)؛ اس لیے ﴿أحدُنِ الله﴾ پڑھنے سے نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ نماز درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۴/ ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سورۂ عادیات میں ﴿شهيد﴾ کی جگہ ﴿شديد﴾ پڑھنا:

(۵۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) وفيما قرئ من قوله تعالىٰ: قل هو الله أحد، الله الصمد، فشاذ. والأصل في تحريك الساكن الأول الكسر لما ذكرنا أنه من سجية النفس إذا لم تستكره على حركة أخرى. (ابن الحاجب، الرضي الاستراذي، ''باب التقاء الساكنين'': ج۲،ص:۲۳۵)

وحق الساكن إذا حرك بالكسر. (محمد بن عبدالله، علل النحو: ج۱،ص:۱۶۴)

فجملة هذا الباب في التحرك أن يكون الساكن الأول مكسوراً وذلك قولك أضرب وأكرم الرجل وأذهب وقل هو الله أحد، الله لأن التنوين ساكن وقع بعده حرف ساكن فصار بمنزلة باء أضرب ونحو ذلك. (الكتاب لسيبويه، ''إذا حذفت الف الوصل لالتقاء الساكنين'': ج۴،ص:۱۵۲؛ و الأصول في النحو، ''الف الوصل'': ج۲،ص:۳۶۹)

کہ امام صاحب نے سورہ عادیات میں ﴿شهيد﴾ کی جگہ ﴿شديد﴾ اور ﴿شديد﴾ کی جگہ ﴿شهيد﴾ پڑھ دیا یعنی برعکس پڑھا، تو ایسی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے، نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگی، تو کیا کیا جائے رہنمائی فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، گیا

الجواب وبالله التوفيق: نماز ہو جائے گی۔(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان کرام دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۴: ۱۴۴۱ھ)

سورۂ فاتحہ میں ﴿إياك نعبد وإياك نستعين﴾ بھول گیا:

(۵۶)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
نماز مغرب میں امام ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾ بھول جاتا ہے۔ ایسی صورت میں نماز

(۱)ومنها:ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل، إن كانت الكلمة التى قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن، لا تفسد صلاته، نحو إن قرأ مكان ”العليم“ الحكيم“ وإن لم تكن تلك الكلمة في القرآن لكن يقرب معناها، عن أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ: لا تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة:الباب الرابع،في صفة الصلاة:الفصل الخامس في زلة القاري“: ج۱،ص:۱۳۷،زکریا دیوبند)

فنقول وبالله التوفيق إن الخطاء في القرآن إما أن يكون في الإعراب أي الحركات والسكون ويدخل فيه تخفيف المشدد وقصر لممدود وعكسهما أو في الحروف بوضع حرف مكان آخر أو زيادته أو نقصه أو تقديمه أو تأخيره أو في الكلمات أو في الجمل كذلك أو في الوقف ومقابله والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير تغييراً يكون اعتقاده كفراً يفسد في جميع ذلك سواء كان في القرآن أو لم يكن إلا ما كان من تبديل الجمل مفصولاً بوقف تام حلبي:ص:۴۱۰،وكذا إن لم يكن في القرآن وتغير المعنى أما إن لم يكن في القرآن فلا يتغير المعنى بأن قرأ من ثمره إذا أثمر واستحصد أو قرأ فيهما فاكهة ونخل وتفاح ورمان لا تفسد صلاته لأنه ليس فيه تغير المعنى بل هو زيادة تشبه القرآن وما يشبه القرآن لا يفسد الصلاة. (إبراهيم الحلبى، حلبي كبيري، ”كتاب الصلاة: فصل في بيان أحكام زلة القاري“:ص:۴۲۵،دارالکتاب دیوبند)

ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: فرض نماز کی پہلی دو رکعتیں اور سنن ونوافل کی ہر ہر رکعت یعنی جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنی واجب ہے، اگر ان میں بھول سے کوئی آیت یا آیت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور فرض کی آخری دو رکعتوں میں چوں کہ سورۂ فاتحہ واجب ہی نہیں ہے اس لیے وہاں کسی آیت کے چھوٹنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سورۂ ناس میں ﴿من شر الوسواس الخناس﴾ چھوٹ گیا:

(۵۷) **سوال:** امام صاحب نے سورہ ناس پڑھی جس میں انھوں نے چوتھی آیت چھوڑ دی کیا نماز ہوگئی۔ ''من شر الوسواس الخناس'' چھوڑی تو معنی تو بدل گئے، کیا نماز درست ہوگئی یا لوٹانی پڑے گی؟ امام صاحب کو کسی نے ٹوکا نہیں سارے مقتدی نماز پڑھ کر اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے۔ اعلان کیسے کیا جائے؟ مسجد راستہ پر ہے، نمازی متعین نہیں ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سرفراز، بندی پور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں آیت کریمہ مذکورہ کے چھوڑنے کی وجہ سے معنی میں ایسا تغیر پیدا ہوگیا جس سے سورت کا مقصد ہی فوت ہوگیا، اس لیے نماز فاسد ہوگئی۔ نماز کا اعادہ لازم ہے۔

---

(۱) و ذکر الآية تمثيل لا تقييد إذ بترك شيئ منها آية أو أقل ولو حرفا لا يكون آتيا بكلها الذي هو الواجب. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ج۲،ص۱۴۹)

''ولوزاد کلمة أو نقص کلمة أو نقص حرفا أو قدمه أو بدله بآخر ...... لم تفسد مالم یتغیر المعنی''[1]

جس نماز میں ایسا ہوا ہے اسی نماز میں احتیاطاً تین دن اعلان کردیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہو جائے اور وہ اعادہ کرلیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۸/۱۱/۱۴۳۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

غلطی کو دہرانا:

(۵۸) **سوال**: (۱) اگر التحیات پورا کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میں نے کچھ مخرج میں غلطی کی اور اس غلطی سے معنی بدل گیا تو کیا میں التحیات کو دوہرا سکتا ہوں۔ ایک عالم کہتے ہیں غلطی ہوئی یعنی نماز ختم ہوگئی، اور دوہرا نہیں سکتے۔ ایک کہتے ہیں جہاں غلطی ہوئی وہاں سے دوہرائیں۔ ایک کہتے ہیں کہ دوہرانے پر سجدہ سہو واجب ہوگیا۔ صحیح جواب بتائیے۔

(۲) نماز کی قرات میں غلطی ہوگئی تو کیا میں اس سورہ کو واپس وہیں سے پڑھ سکتا ہوں جہاں غلطی ہوئی تھی۔ ایک عالم کہتے ہیں کہ جہاں غلطی ہوئی اور معنی بدل گیا تو وہاں سے واپس سورہ کو دوہرانے سے بھی نماز نہیں ہوگی، اور نماز ختم ہو جائے گی۔ دوسرے عالم کہتے ہیں کہ دوہرا کر صحیح پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔ یہ سب عالم مظاہری اور قاسمی ہیں۔ رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

---

(۱) الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب مسائل زلة القاري'': ج۲، ص:۳۹۶)

المسألة الثالثة وضع حرف موضع حرف آخر فإن کانت الکلمة لا تخرج عن لفظ القرآن ولم یتغیر به المعنی المراد لا تفسد. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة'': ص:۳۴۰، شیخ الہند دیوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ کے متعلق فتاوی محمودیہ کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

غلطی منافی صلاۃ ہے اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اگر معنی بگڑنے سے نماز فاسد ہوگئی تھی تو اس لفظ کا صحیح طور پر اعادہ کرنے سے نماز صحیح نہیں ہوئی، بلکہ نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز صحیح ہوجائے گی۔ ہمارے اکابر اس کو نفل وتراویح وغیرہ پر محمول کرتے ہیں۔ وسط کلمہ پر سانس توڑنے سے خواہ تشہد وغیرہ میں معنی صحیح رہیں یا بگڑیں سب کا ایک حکم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۸/۱۱/۱۴۳۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

امام صاحب نے نماز میں ﴿إن إلينا إيابهم﴾ کے بجائے ﴿علينا إيابهم﴾ پڑھا نماز ہوئی یا نہیں؟

(۵۹) **سوال:** امام صاحب نے نماز میں ﴿إن إلينا إيابهم﴾ کے بجائے ﴿علينا إيابهم﴾ پڑھا نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالکریم، پہانی

(۱) (فتاوی محمودیہ ج ۱۱ ص ۲۰۶ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ میرٹھ ۲۰۰۹ء)

لو قرأ القرآن في الصلاة بالألحان إن غير الكلمة تفسد، وإن كان ذلك في حروف المد واللين لا تفسد إلا إذا فحش. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة: البال الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، في زلة القاري'': ج ۱، ص: ۱۴۰، زکریا دیوبند)

اعلم أن الحرف إما أن يكون من أصول الكلمة أو لا، وعلى كل إما أن يغير المعنىٰ أو لا، فإن غير نحو خلقنا، بلا خاء أو جعلنا بلا جيم تفسد عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري'': ج ۲، ص: ۳۹۶)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بھول کر پڑھا، تو نماز بھی ہوگئی گنہگار بھی نہیں ہوا اور اگر جان کر پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی اور گنہگار رہوگا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عارف قاسمی (۲۲/۳: ۱۴۲۰ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

﴿فإذا هم بالساهرة﴾ کی جگہ "بالساحرہ" پڑھ دیا:

(۶۰) **سوال:** امام صاحب نے نماز میں سورۂ والنازعات میں ﴿فإذا هم بالساهره﴾ کی جگہ بڑی "ح" کے ساتھ پڑھ دیا معلوم نہیں کہ قصداً یا سہواً، تو نماز ہوگئی یا نہیں معلوم کیا تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے قصداً پڑھا ہے، اب کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقدیر، دہرادون

الجواب وبا للہ التوفیق: لفظ "بالساهره" کی جگہ "بالساحره" قصداً پڑھا جس سے تغیر فاحش لازم آ گیا اور قرآن پاک میں کسی جگہ موجود بھی نہیں ہے؛ اس لیے نماز نہ ہوگی اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔

---

(۱) وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء، مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ، قال أكثرهم: لا تفسد صلاته، هكذا في فتاوىٰ قاضي خان وكثير من المشائخ أفتوا به. قال القاضي الإمام أبو الحسن، والقاضي الإمام أبو عاصم: إن تعمد فسدت وإن جرىٰ على لسانه أو كان لا يعرف التمييز لا تفسد، وهو أعدل الأقاويل والمختار، هكذا في الوجيز، للكردري. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، في زلة القاري": ج۱، ص: ۱۳۷، زکریا دیوبند)

وإن كان الخطأ بإبدال حرف بحرف، فإن أمكن الفصل بينهما بلا كلفة كالصاد مع الطاء بأن قرأ الطالحات مكان الصالحات فاتفقوا على أنه مفسد، وإن لم يكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين فأكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوىٰ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري": ج۲، ص: ۳۹۴)

’’قال في الخانية والخلاصة : الأصل فيما إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنىٰ، إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، وإلا يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين والطاء مع التاء قال أكثرهم: لا تفسد‘‘(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہٗ (۲۱/۱۱/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کا ’’ض‘‘ کی جگہ ’’ظ‘‘ پڑھنا:

(۶۱) **سوال:** دیہاتوں میں اکثر امام قاری نہیں ہوتے اور ’’ض‘‘ کی جگہ ’’ظ‘‘ پڑھتے ہیں، تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام دونوں کے مخرج سے واقف نہ ہو اور دونوں میں فرق نہ کر سکتا ہو، تو نماز ادا ہو جائے گی، لیکن اگر جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۸/۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله: تعالىٰ جدك بدون ألف لا تفسد‘‘: ج۲، ص:۳۹۶۔

الأصل فيه أي في الزلل والخطاء أنه إن لم يكن مثله أي مثل ذلك اللفظ في القرآن والمعنىٰ أي الحال في أن معنى ذلك اللفظ بعيد من معنى لفظ القرآن متغير معنى لفظ القرآن به تغيراً فاحشاً قوياً بحيث لا مناسبة بين المعنيين أصلا تفسد صلاته. (إبراهيم حلبي، غنية المستملي في منية المصلي،’’كتاب الصلاة:فصل في زلة القاري‘‘:ص:۴۱۰، ۴۱۱، دارالکتاب دیوبند)

(۲) وإن كان الخطأ بإبدال حرف بحرف، فإن أمكن الفصل بينهما بلا كلفة ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿علیها غبرة﴾ کے بجائے ﴿ترهقها قترة﴾ پڑھ دیا:

(٦٢) **سوال:** ﴿ووجوه یومئذٍ علیها غبرة﴾ پڑھ دیا مگر پھر امام صاحب نے لوٹا کر دوبارہ ﴿ووجوه یومئذٍ علیها ترهقها قترة﴾ پڑھ دیا، نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: معین الہدیٰ، دربھنگوی

الجواب وبالله التوفيق: نماز درست ہوگئی، اس سے معنی میں بھی کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی، چند الفاظ کے چھوٹ جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸:٦/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سورۂ بروج میں ﴿إن لهم جنات تجري﴾ پڑھ دیا، تو کیا حکم ہے؟

(٦٣) **سوال:** ایک شخص نے نماز میں سورہ بروج پڑھی اور آیت ﴿إن الذين فتنو المؤمنين

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... كالصاد مع الطاء بأن قرأ الطالحات مكان الصالحات فاتفقوا على أنه مفسد، وإن لم يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين فأكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوىٰ. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسدالصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري“: ج۲، ص:۳۹۴)

(۱) فالمعتبر في عدم الفساد عند عدم تغير المعنىٰ كثيراً وجود المثل في القرآن عنده والموافقة في المعنىٰ عندها. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري“: ج۲،ص:۳۹۳، زکریا دیوبند)

فالعبرة في عدمه الفساد عدم تغير المعنىٰ. (ابن الهمام، فتح القدير، ”باب صفة الصلاة، فصل في القراءة“: ج۱،ص:۳۳۲، مکتبہ الاتحاد دیوبند)

وإن ترك كلمة من آية فإن لم تغير المعنىٰ مثل:وجزاء سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لا تفسد، وإن غيرت مثل فمالهم يؤمنون بترك لا، فإنه يفسد عند العامة؛ وقيل لا، والصحيح الأول. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري“: ج۲،ص:۳۹٦، زکریا دیوبند)

والمؤمنات ثم لم يتوبوا﴾ پڑھنے کے بجائے ﴿إن لهم جنات تجري﴾ پڑھی، آیا نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسماعیل، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں معنی میں تغیر فاحش ہونے کی بنا پر اس کی نماز فاسد ہوگئی ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸:۶/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھ دیا:

(۶۴) **سوال:** ایک مسجد کا امام ہے جس نے نماز کے اندر ''وقل ربِّ ادخلني مُدخَلَ'' کی جگہ ''مخرج'' پڑھ دیا اور بجائے ''مخرج'' کے ''مدخل'' پڑھ دیا، تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اعجاز الحسن، کشمیر

الجواب وبالله التوفيق: اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی، اس سے معنی میں بھی کوئی تغیر فاحش پیدا نہیں ہوا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۸:۶/۲۱ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فالعبرة في عدم الفساد عدم تغير المعنى (ابن الهمام، فتح القدير ''باب صفة الصلا'': ج۱، ص:۳۳۲)

(۲) ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل. إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن، لا تفسد صلاته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱، ص:۱۳۷) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿فلیعبدوا رب هذا البیت﴾ میں لفظ رب چھوڑ دیا:

(۶۵)**سوال:** ﴿فلیعبدوا رب هذا البیت﴾ میں مغرب کی نماز میں امام صاحب نے لفظ ''رب'' چھوڑ دیا تو نماز کا اعادہ کریں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سراج الاسلام، مرشد آباد

الجواب وباللّٰه التوفیق: مغرب کی نماز میں امام صاحب نے جو لفظ ''رب'' چھوڑ دیا، تو معنی میں تبدیلی ہوگئی اور ترجمہ اس طرح ہوگیا، پس اِس گھر کی عبادت کرو، تو اس میں غیر اللہ کی عبادت کا ہونا ترجمہ سے ظاہر ہوا ''ولو زاد کلمة أو نقص کلمة الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی''[۱] عبارتِ مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ جب تک معنی تبدیل نہ ہوں تو نماز درست ہے، لیکن یہاں معنی میں تبدیلی ہوگئی اس بنا پر نماز صحیح نہیں ہوئی پس ایسی صورت میں نماز کا اعادہ لازم ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۳/۲: ۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قرأت میں ایسی غلطی کردی کہ معنی بدل گئے، نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۶۶)**سوال:** امام صاحب فجر کی نماز پڑھا رہے تھے قرأت قدر ما یجوز بہ الصلاۃ کر چکے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فالمعتبر في عدم الفساد عند عدم تغیر المعنیٰ کثیراً وجود المثل في القرآن عنده والموافقة في المعنیٰ عندهما. (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: مسائل زلة القاري'': ج۲،ص:۳۹۳، زکریا دیوبند)

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: مسائل زلة القاري'': ج۲،ص:۳۹۵، ۳۹۶، زکریا دیوبند.)

ومنها حذف حرف: إن کان الحذف علی سبیل الایجاز والترخیم، فإن وجد شرائطه .... فإن کان لا یغیر لا تفسد صلاته .... وإن غیر المعنیٰ تفسد. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱،ص:۱۳۷، زکریا دیوبند)

تھے کہ کچھ ایسی غلطی ہوگئی کہ معنی بدل گئے جس کا اعتقاد کفر ہے۔ امام نے لقمہ نہیں لیا اور رکوع کردیا یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلام، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرچہ قرأت قدر مایجوز بہ الصلاۃ ہوچکی تھی؛ لیکن اس سے آگے کی قرأت میں ایسی غلطی کی ہو جس سے معنی بدل گئے ہوں کہ کفر کی حد تک ترجمہ ہوجائے تو نماز فاسد ہوگئی اور اعادہ واجب ہوگا۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (١٢/١: ١٤١٣ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

﴿تعلمون﴾ کے بجائے ﴿تعملون﴾ پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(٦٧) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

امام نے ﴿إن كنتم تعلمون﴾ کو غلطی سے ﴿إن كنتم تعملون﴾ پڑھا نماز ہوئی یا نہیں برائے مہربانی جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالغنی ندیاوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز ادا ہوگئی۔ (٢)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(١) والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير المعنىٰ تغييراً يكون اعتقاده كفراً يفسد في جميع ذلك، سواء كان في القرآن أو لا. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿ولا الضالین﴾ کے بجائے ''ولا الدالین'' پڑھنا:

(٦٨) **سوال:** کوئی امام بجائے ﴿ولا الضالین﴾ کے ﴿ولا الدالین﴾ صراحتاً پڑھتا ہے حالاں کہ وہ جانتا بھی ہے کہ یہاں ''ضاد'' ہے نہ کہ ''دال'' ایسی صورت میں ''ضاد'' کی جگہ ''دال'' پڑھنا کیسا ہے اور نماز میں اس وجہ سے کچھ نقصان بھی ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسیب الرحمٰن، مظفر نگری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ قصداً ''دال'' ہی پڑھتا ہے، تو نماز نہیں ہوگی لیکن اگر وہ مخرج سے نکالنے اور ادا کرنے کی سعی کرتا ہے، لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ''دال'' ادا ہوئی تو اس صورت میں مفتی بہ قول کی رو سے نماز ہو جائے گی۔ (١)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (١٢/٢/١٤٠٧ھ)
مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري'': ج ٢، ص: ٣٩٣، زکریا دیوبند؛ و إبراهيم الحلبي، غنية المتملي، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان أحكام زلة القاري'': ص: ٤١٠، دار الکتاب دیوبند)

(٢) وينبغي أن لا تفسد، ووجهه أنه ليس بتغير فاحش لعدم كون اعتقاده كفراً مع أنه لا يخرج عن كونه من القرآن. (إبراهيم حلبي، غنية المتملي، ''كتاب الصلاة: فصل في بيان أحكام زلة القاري'': ص: ٤١٨، دار الکتاب دیوبند)

إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن، لا تفسد صلاته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج ١، ص: ١٣٧)

(١) وإن لم يكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين فأكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوىٰ. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري'': ج ٢، ص: ٣٩٤)

وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء، مع الضاد والصاد مع السين، والطاء مع التاء، اختلف المشائخ قال أكثرهم لا تفسد صلاته: هكذا في فتاوىٰ قاضي خان وكثير من المشائخ أفتوا به. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج ١، ص: ١٣٧، زکریا دیوبند)

پہلے ﴿کلا سوف تعلمون﴾ میں ثم ملا کر پڑھنے سے نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

(۶۹) **سوال**: امام صاحب نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر پڑھا ﴿کلا سوف تعلمون﴾ کے شروع میں ''ثم'' ملا کر پڑھا حالاں کہ ''ثم'' اس آیت کے ساتھ نہیں، تو کیا نماز کی تصحیح کے لیے نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی یا سجدہ سہو سے کام ہو جائے گا یا بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جائیگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مطلوب عالم، بہار

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز درست ہوگئی نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے اور نہ لوٹانے کی ضرورت ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۹؍۷؍۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

﴿العسر﴾ کو ہمزہ کے ساتھ پڑھنے پر نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۷۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں: ایک امام نے ﴿إن مع العسر یسراً﴾ کو ہمزہ کے ساتھ پڑھ دیا یعنی ﴿الأُسر﴾ تو کیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالحسن قاسمی، دیوبندی

---

(۱) الکلمة الزائدة إن غیرت المعنیٰ ووجدت في القرآن ...... أو لم یوجد ...... تفسد صلاته بلا خلاف، وإن لم تغیر المعنی. فإن کانت في القرآن نحو أن یقرا ﴿إن اللّٰه کان بعباده خبیراً بصیراً﴾ لا تفسد بالإجماع. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱،ص:۱۳۸، زکریا دیوبند)

(قوله ولو زاد کلمة) اعلم أن الکلمة الزائدة إما أن تکون في القرآن أو لا، و علی کل، إما أن تغیر أولا، فإن غیرت أفسدت مطلقاً ...... وإن لم تغیر فإن کان في القرآن ...... لم تفسد. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیه، مطلب مسائل زلة القاري'': ج۲،ص:۳۹۵،۳۹۶)

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۳/۱/۱۴۰۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

﴿فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ کی جگہ ﴿غیر مامون﴾ پڑھنا:

(۱۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کسی نے عشاء کی نماز پڑھائی دوسری رکعت میں سورہ تین کی مکمل تلاوت کی؛ لیکن ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ کی جگہ ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مأمون﴾ پڑھ دیا حالاں کہ وہ "مایجوز به الصلاة" پڑھ چکا تھا تو اب اس صورت کا کیا حکم ہے؟ نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارض، بجنوری

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں چوں کہ معنی فاسد ہو رہا ہے؛ اس لیے نماز فاسد ہوگئی اس کا اعادہ ضروری ہے، قرأت میں خطاء فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس میں تین آیت کے پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

(۱) ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر نحو: من ثمره إذ أثمر واستحصد. تعالىٰ جد ربنا انفرجت بدل انفجرت أياب بدل أوّاب لم تفسد ما لم يتغير المعنىٰ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب: مسائل زلة القاري": ج۲، ص: ۳۹۵، ۳۹۶، زکریا، دیوبند)

وإن بدل القاري في الصلاة حرفاً مكان حرف كان الأصل فيه أي في ذلك التبديل أنه إن كان بينهما أي بين الحرفين المبدل والمبدل منه قرب المخرج كالقاف مكان الكاف أو كانا من مخرج واحد كالسين مع الصاد لا تفسد صلاته. (إبراهيم الحلبي، غنية المستملى، "كتاب الصلاة: فصل في زلة القاري": ص: ۴۱۲، دارالکتاب دیوبند)

”و إن تغير المعنى نحو أن يقرأ: إن الأبرار لفي جحيم، و إن الفجار لفي نعيم؛ فأكثر المشائخ على أنها تفسد وهو الصحيح“(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی — **کتبہ:** امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی — مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مفتیان کرام دار العلوم وقف دیوبند — (۵/۱۵: ۱۴۴۱ھ)

﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا﴾ کی جگہ ﴿لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا﴾ پڑھ دیا، نماز ہوگی یا نہیں؟

(۷۲)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر کوئی آدمی فجر کی نماز میں سورہ نباء پڑھے پہلی رکعت میں پہلا رکوع اور دوسری رکعت میں میں دوسرا رکوع پھر دوسرے رکوع میں ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا﴾ کی جگہ ﴿لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا إِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا﴾ پڑھ دے، تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟ اگر ہو جائے گی، تو کیوں اور اگر نہیں ہوگی، تو کیوں؟ مسئلہ کی مکمل تحقیق عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سعدان، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز فاسد ہوگئی نماز کا اعادہ ضروری ہے؛ اس لیے کہ یہاں پر معنی فاسد ہو رہا ہے اور اس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ خطاء فاحش ہے۔ آیت میں جنتیوں کا تذکرہ چل رہا کہ جنتی جنت میں نہ تو لغو باتیں سنیں گے اور نہ ہی جھوٹ اس

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية: ”كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري“: ج۱، ص: ۱۳۸، زکریا دیوبند۔)

والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير المعنىٰ تعييرًا يكون اعتقاده كفراً يفسد في جميع ذلك. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري“: ج ۲، ص: ۳۹۳، زکریا دیوبند)

کی جگہ جہنمیوں کا مضمون بیان ہوگیا کہ جنتی جنت میں نہ تو کسی ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ ہی پینے کی کسی چیز کا؛ بلکہ حمیم اور غساق یعنی گرم پانی اور لہو پینے کو ملے گا۔

”إن غيرت المعنى ووجدت في القرآن نحو أن يقرأ: والذين آمنوا و كفروا بالله ورسله أولئك هم الصديقون. أو لم يوجد نحو أن يقرأ ﴿إنما نملي لهم ليزدادوا إثما وجمالا تفسد صلاته بلاخلاف“(۱)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی — **کتبہ**: امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیانِ کرام دارالعلوم وقف دیوبند — (۳/۳:۱۴۴۲ھ)

﴿فسب بحمد ربك﴾ پڑھنے سے نماز ہوگی کہ نہیں؟

(۷۳)**سوال**: اگر کسی نے نماز میں ”فسبح بحمدربك“ کے بجائے ”فسب بحمد ربك“ پڑھا تو اس طرح پڑھنے سے نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: منورعلی، میرٹھ

الجواب وباللّٰه التوفيق: صورت مسئول عنہا میں نماز صحیح ہوگئی اعادے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ ایسی غلطی کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو غلطی ہوتی ہی نہیں

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري“: ج۱، ص: ۱۳۸، زکریا دیوبند)

وإن كان مثله في القرآن والمعنىٰ أي معنىٰ اللفظ الذي قرأه بعيد من معنى اللفظ المراد ولم يكن معنى اللفظ المراد متغيراً باللفظ المقر وتغيراً فاحشاً تفسد أيضاً عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وهو الأحوط.
(إبراهيم حلبي، غنية المتملي، ”كتاب الصلاة: فصل في بيان أحكام زلة القاري“: ص: ۴۱۱، دارالکتاب دیوبند)

والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير المعنىٰ تعييرا يكون اعتقاده كفراً يفسد في جميع ذلك، سواء كان في القرآن أولا. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري“: ج۲، ص: ۳۹۳)

اوراحساس غلطی کا سننے والے کو ہوتا ہے اس لیے اس سے پرہیز مشکل ہے پس نماز صحیح ہوگئی ہر امام قاری نہیں ہوتا۔[1]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۰/۲/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مقتدیوں کوامام کی قرأت میں شبہ ہو،تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۷۴)**سوال:** ایک امام صاحب باقاعدہ حافظ وقاری ہیں امامت میں غیر المغضوب کوفنی صحت کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن بعض مقتدی حضرات کہتے ہیں کہ امام صاحب غیر مغضوب پڑھتے ہیں امام صاحب اس طرح پڑھنے کا انکار کرتے ہیں کیا اس صورت میں نماز ہوجائے گی بصورت دیگر صحیح پڑھنے کی تمام تر کوشش کے باوجود بعض حضرات کوشبہ ہے (یعنی غیر مغضوب پڑھنے میں) اس صورت میں نماز میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، محلّہ عبدالحق، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرطِ صحت سوال مذکورہ صورت میں نماز درست ہے تاہم امام صاحب سے کسی ماہر عالم کوسنوا دیا جائے اگر وہ واقعۃً صحیح ادائیگی نہ کر پائیں تو کسی صحیح ادائیگی

---

(۱)ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفا، أو قدمه أو بدله بآخر نحو من ثمره إذا أثمر واستحصد، تعالیٰ جد ربنا، انفرجت بدل، انفجرت، أياب بدل أواب لم تفسد مالم يتغير المعنى إلا مايشق تمييزه كالضاد والظاء فأكثرهم لم يفسدها وكذا لو كرر كلمة؛ وصحح الباقاني الفساد إن غير المعنى نحو رب رب العالمين للإضافة كما لو بدل كلمة بكلمة وغير المعنى نحو: إن الفجار لفي جنات؛ وتمامه في المطولات، وإن غير أفسد مثل: وزرابيب مكان، زرابي مبثوثة، ومثانين مكان مثاني، وكذا، ﴿والقرآن الحكيم﴾ (یٰس:۲)و ﴿إنك لمن المرسلين﴾ (یٰس:۳)بزيادة الواو تفسد اهـ أي لأنه جعل جواب القسم قسما كما في الخانية، لكن في المنية: وينبغي أن لا تفسد. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري“:ج۲،ص:۳۹۴-۳۹۷)

والے کوامام بنایا جانا چاہئے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۴/۴/۱۴۲۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حروف کی ادائیگی میں غلطی ہونے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

(۷۵) **سوال:** دیہات میں امام صاحب قاری تو ہوتے نہیں صرف حافظ ہوتے ہیں وہ اکثر ''قاف'' کو ''کاف'' پڑھ دیتے ہیں اور ''ض'' کو ''خ'' ''ذ'' پڑھ دیتے ہیں اور ''ش'' کو ''س'' پڑھ دیتے ہیں وہ یہ قصداً نہیں کرتے دیہاتی زبان ہی اس قسم کی ہوتی ہے تو اس سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسماعیل، کھتولی

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی غلطی جان بوجھ کر نہ کرنی چاہئے اگر بلا قصد ایسی غلطی ہوجائے جیسا کہ عام طور پر دیہات میں اماموں سے ہوتی رہتی ہے تو نماز ان کی صحیح اور درست ہے۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۸/۲/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كانوا ثلاثة فليؤمّهم أحدهم وأحقهم بالإمامة أقرأهم. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة'': ج۱ص:۲۳۶،رقم:۶۷۲)

لايجوز إمامة الألثغ الذي لايقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف؛ فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلاته وصلاة القوم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الخامس في الإمامة،الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره'': ج۱ص:۱۴۴)

(۲) و إن ذكر حرفًا مكان حرف و غير المعنى، فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ: الطالحات مكان الصالحات، تفسد صلاته عند الكل، و إن كان ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿لفی خسر﴾ کے بجائے ﴿لافی حسن﴾ پڑھا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟

(٦٧)**سوال**: امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے سورۂ والعصر میں لفی خسر کے بجائے انھوں نے ''لا فی حسن'' پڑھا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں نماز فاسد ہوگئی اس لیے کہ معنی بدل گئے ہیں۔ عالمگیری میں ہے۔

''منها: زيادة حرف. إن زاد حرفا، فإن كان لا يغير المعنى لا تفسد صلاته عند عامة المشائخ الخ ...... وإن غير المعنى الخ ...... تفسد صلاته هكذا في الخلاصة''(١)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٤١٦/١٠/٦ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لايمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالظاء مع الضاد و الصاد مع السين، و الطاء مع التاء، اختلف المشائخ فيه، قال أكثرهم لاتفسد صلاته......و لو قرأ الدالين بالدال تفسد صلاته (قاضی خان، فتاوى قاضيخان، ''كتاب الصلاة: فصل في القراءة في القرآن'': ج١ص:١٢٩، ١٣١، ط: دارالکتب العلمیۃ)

(ومنها) ذكر حرف مكان حرف. إن ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى، بأن قرأ إن المسلمون إن الظالمون وما أشبه ذلك لم تفسد صلاته وإن غير المعنى. فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل. وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد، والصاد مع السين، والطاء مع التاء، اختلف المشايخ، قال أكثرهم: لا تفسد صلاته. هكذا في فتاوى قاضي خان. وكثير من المشايخ أفتوا به. قال القاضي الإمام أبو الحسن والقاضي الإمام أبو عاصم: إن تعمد فسدت وإن جرى على لسانه، أو كان لا يعرف التمييز لا تفسد، وهو أعدل الأقاويل والمختار؛ هكذا في الوجيز للكردري. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج١ص:١٣٧)

(١)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الرابع في الصلاة،......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿الذی انقض ظهرك﴾ کی جگہ ﴿وزرك﴾ پڑھا:

(٧٧) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

جمعہ کی نماز میں امام صاحب دوران تلاوت ﴿الذی انقض ظهرك﴾ بھول گئے پھر دوبارہ شروع سے پڑھا اور ﴿الذی انقض ظهرك﴾ کی جگہ ﴿وزرك﴾ پڑھا یعنی ﴿الذی انقض وزرك﴾ پڑھا اور پھر ﴿ورفعناله ذكرك﴾ پڑھا: تو آیا اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ مقتدیوں نے جبراً نماز کا اعادہ کرایا آپ سے گزراش ہے کہ اس کی صحیح صورت بیان فرما دیجئے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فرید، کلکتہ

الجواب و بالله التوفيق: مذکورہ صورت میں نماز درست ہوگئی اس لیے کہ یہاں معنی میں تغیر فاحش لازم نہیں آتا ہے ﴿الذي انقض ظهرك﴾ کا معنی ہے جس نے آپ کی پیٹھ جھکا دی اور ﴿انقض وزرك﴾ کا معنی ہے جس نے آپ کے بوجھ کو جھکا دیا، اس میں اگرچہ معنی بدل جاتا ہے؛ لیکن اس سے تغیر فاحش لازم نہیں آتا ہے اور جو تبدیلی ہے اسے الفاظ قرآن کے تقدیم وتاخیر کی تبدیلی بھی کہہ سکتے ہیں اور ﴿رفعنا له ذكرك﴾ میں صرف ضمیر تبدیل ہوئی ہے جس سے معنی پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے اس لیے نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

"ومنها: ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل. إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لاتفسد صلاته، نحو: إن قرأ مكان

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الفصل الخامس في زلة القاري": ج١،ص:١٣٧.

قال في البزازية: ولو زاد حرفاً لايغير المعنى لاتفسد عندنا وإن غير أفسد. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فروع مشي المصلى مستقبل القبلة": ج١،ص:٦٣١)

أحدها أن تكون الكلمة الزائدة موجودة في القرآن، ان كان لايغير المعنى لاتفسد صلاته بالاجماع وان غير المعنى تفسد صلاته. (محمود بن أحمد، المحيط الرباني في الفقه النعماني، "الفصل الخامس في حذف حرف": ج١،ص:٣٢٨)

والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير المعنى تغييرا يكون اعتقاده كفراً يفسد في جميع ذلك، سواء كان في القرآن أولا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري": ج٢،ص:٣٩٣)

العليم الحكيم ......، وإن كان في القرآن، ولكن لاتتقاربان في المعنى نحو إن قرأ: وعداً علينا إنا كنا غافلين مكان فاعلين ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا، وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى، هكذا في الخلاصة"(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤٤٣/٣/١٧ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان کرام دارالعلوم وقف دیوبند

﴿من ربه والمومنون﴾ کی جگہ ﴿من قبله و المومنون﴾ پڑھا:

(٧٨)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

نماز میں ﴿آمن الرسول بما انزل إليه من ربه والمومنون﴾ کی جگہ ﴿من قبله و المومنون﴾ پڑھا کیا نماز ہوجائے گی یا نماز دہرانی ہوگی؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں ایک شخص نے کہا کہ نماز ہوگئی، دوسرا شخص کہتا ہے کہ نماز دہرانی ہوگی اس لیے آپ کی خدمت میں پیش کررہے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالک، بھاگل پور

الجواب و باللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نماز درست ہوگئی اس لیے کہ "من قبله" کو اگر زائد مان لیا جائے تو معنی میں فساد نہیں لازم آتا ہے اور دونوں صورت میں مطلب قریب قریب ہے۔ پہلی صورت میں مطلب ہے کہ رسول جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور مسلمان بھی ایمان لائے اور دوسری صورت میں مطلب ہوگا کہ رسول پر جو نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور مومنین اس پر ایمان لائے۔ معلوم ہوا کہ معنی میں تغیر فاحش نہیں ہے اس لیے نماز درست ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

---

(١) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية: "كتاب الصلاة: الباب الرابع في الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري": ج١، ص:١٣٧)

’’ومنها: ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل. إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لاتفسد صلاته، نحو: إن قرأ مكان العليم الحكيم ......، وإن كان في القرآن، ولكن لاتتقاربان في المعنى نحو إن قرأ: ’’وعداً علينا إنا كنا غافلين‘‘ مكان (فاعلين) ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا، وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى، هكذا في الخلاصة‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۳/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان کرام دارالعلوم وقف دیوبند

امام ومقتدی میں قرأت میں اختلاف ہو تو نماز کے فساد کا کیا حکم ہے؟

(۷۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں امام صاحب نے سورہ بقرہ کا تیسرا رکوع ﴿**وما يضل به إلا الفاسقين**﴾ تک پڑھا اور دوسری رکعت میں دوسری جگہ سے قرأت کر کے نماز مکمل کی نماز سے فراغت کے بعد زید نامی شخص نے کہا کہ آپ نے پہلی رکعت میں درمیانی آیت کو چھوڑ دیا جس سے معنی بدل گئے؛ اس لیے نماز فاسد ہوگئی، نماز کا اعادہ کر لیجئے۔ زید عالم ہے اور کچھ عرصہ اس مسجد میں امام رہ چکا ہے، امام صاحب کو پورا یقین ہے کہ میں نے کوئی آیت نہیں چھوڑی؛ اس لیے نماز کا اعادہ نہیں کیا امام صاحب نے زید سے کہا کہ اگر مجھ سے نماز میں غلطی ہوگئی تھی تو آپ نے لقمہ کیوں نہیں دیا؟ اس پر زید نے کہا کہ فرض نماز میں لقمہ نہیں دیا جاتا، امام صاحب اور زید کے درمیان بحث ومباحثہ سے عام مسلمان شش وپنج میں ہیں یا ہماری نماز ہوئی کہ نہیں؟ جواب تحریر

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب الرابع في الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري‘‘: ج۱، ص:۱۳۷.

فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، دہلی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ کی اس صورت میں کوئی نقص نہیں آیا اور نماز کولوٹانا صحیح نہیں تھا اس لیے فرض نماز میں کچھ بھی ترک نہیں ہوا نہ سجدہ سہو واجب ہوا؛ کیوں کہ سجدہ سہو واجب کے ترک کرنے سے لازم آتا ہے اور یہاں پر قدر فرض وواجب کی قرأۃ ادا ہوگئی اور درمیان قرأت کے اگر کوئی آیت چھوٹ گئی تو بھی نماز جمعہ درست اور صحیح ہوگئی اور فرض نماز میں اگر ضرورت ہوتو لقمہ دیا جا سکتا ہے، اس سے نماز پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

''ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً......لم تفسد ما لم يتغير المعنىٰ''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۱۵/۱/۱ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

﴿إن جاءه الموتى﴾ پڑھ دیا:

(۸۰) **سوال**: امام صاحب نے ﴿أن جاءه الاعمىٰ﴾ کی جگہ ﴿ان جاءه الموتى﴾ پڑھ دیا، پھر تیسری آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے سورہ بروج شروع کردی اور اس میں ﴿فتنوا المومنين﴾ میں فتنوا میں ''ن'' پر پیش کے بجائے زبر پڑھ دیا نماز ہوگئی یا نہیں؟ کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری محمد ارشاد گوپال پور

الجواب و باللّٰہ التوفیق: ﴿أن جاءه الاعمىٰ﴾ پڑھنے کی وجہ سے معنی بدل گئے، اس لیے نماز فاسد ہوگئی۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، الدر المختار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿لا تشتروا﴾ کی جگہ ﴿اشتروا﴾ پڑھ دیا:

(۸۱)**سوال**: نماز میں لاتشتروا کی جگہ اشتروا پڑھا گیا نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، بھاگلپوری

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں قران کی آیت میں نہی کا صیغہ ہے اور نہی کی جگہ امر کا صیغہ پڑھا گیا جس سے معنی بالکل ہی بدل گئے اس لئے نماز فاسد ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۶/۴/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم کو اتنا تیز پڑھنا کہ الفاظ وحروف سمجھ میں نہ آئیں:

(۸۲)**سوال**: تراویح میں حافظ صاحب اگر اس طرح قرآن کریم پڑھیں کہ قرآن کریم کا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مسائل زلة القاري'': ج۲،ص:۳۹۵،۳۹۶، زكريا.

(۲)وإن كان في القرآن ولكن لاتتقاربان في المعنى نحو ان قرأ: وعداً علينا ان كنا غافلين مكان فاعلين ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا، وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱،ص:۱۳۷، زکریا دیوبند)

ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر نحو: من ثمره إذا اثمر واستحصد إلى قوله لم تفسد مالم يتغير المعنى إلا مايشق تمييزه. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري'': ج۲،ص:۳۹۶، زکریا دیوبند)

(۱)ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر نحو: من ثمره إذا اثمر واستحصد إلى قوله لم تفسد مالم يتغير المعنى إلا مايشق تمييزه. (ابن عابدين، رد المحتار، ''باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري'': ج۲،ص:۳۹۵،۳۹۶، زکریا دیوبند)

وإن كان في القرآن ولكن لاتتقاربان في المعنى نحو إن قرأ: وعداً علينا إن كنا غافلين مكان فاعلين ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا، وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱،ص:۱۳۷، زکریا دیوبند)

کوئی حرف اورآیت واضح نہ ہواورسمجھ میں نہ آئے کہ کیا پڑھتا ہےتو نماز تراویح درست ہوگی یانہیں، اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، کٹکی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: تراویح میں قرآن کریم اس طرح پڑھنا کہ الفاظ کٹ رہے ہوں اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو بسا اوقات نماز درست نہیں ہوتی ہے اس لیے امام کواس پر تنبیہ کی جائے یا دوسرے امام کا انتظام کرلیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۳۸/۱/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

﴿راضية﴾ میں ”راضیع“ پڑھ دیا تو نماز درست ہوگی یانہیں؟

(۸۳) **سوال**: اگرکوئی شخص نماز کے اندر﴿فهو فی عیشة رّاضية﴾ میں ”راضیہ“ میں جو ہاہےاس کو عین پڑھے تو سے نماز ہوگئی یانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم، مالدہ

---

(۱) روى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أنه يقرأ في كل ركعة عشر آيات ونحوها وهو الصحيح كذا في التبيين، ويكره الإسراع في القراءة وفي أداء الأركان، كذا في السراجية وكلما رتل فهو حسن، كذا في فتاوى قاضي خان، والأفضل في زماننا: أن يقرأ بما لا يؤدي إلى تنفير القوم عن الجماعة لكسلهم؛ لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة، كذا في محيط السرخسي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح“: ج۱، ص: ۱۷۷، زکریا)

ويجتنب المنكرات هذرمة القراءة، وترك تعوذ وتسمية، وطمأنينة، وتسبيح، واستراحة.

(قوله هذرمة) بفتح الهاء وسكون الذال المعجمة وفتح الراء: سرعة الكلام والقراءة قاموس، وهو منصوب على البدلية من المنكرات، ويجوز القطع. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل مبحث صلاة التراويح“: ج۲، ص: ۴۹۹، ط، زکریا)

الجواب و بالله التوفيق: معنی میں ایسی خرابی نہیں آئی کہ اس سے نماز فاسد ہو اس لیے نماز فاسدہ نہیں ہوئی۔(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (١٢/٢٨/٧/١٤٣٣ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کا تجوید کی رعایت کے بغیر قرآن پڑھنا:

(٨٤) **سوال:** آواز امام صاحب کی اچھی ہے مگر اخفا و اظہار اور قواعد کی بالکل رعایت نہیں کرتا تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، ٹونکی

الجواب و بالله التوفيق: قرآن کریم کی تلاوت قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ کرنی چاہیئے اور امام صاحب کو تو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے اور اسی کو امام بنانا چاہیئے جو قواعد تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھے۔ باقی اگر معنی میں تغیر نہ ہو تو نماز ادا ہو جاتی ہے۔

’’والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة ...... ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف

(١) ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفا، أو قدمه أو بدله بآخر نحو : من ثمره إذا أثمر واستحصد تعالى جد ربنا انفرجت بدل انفجرت أياب بدل أواب لم تفسد ما لم يتغير المعنى إلا ما يشق تمييزه كالضاد والظاء فأكثرهم لم يفسدها.

(قوله: أو بدله بآخر) هذا إما أن يكون عجزا كالألثغ وقدمنا حكمه فى باب الإمامة، وإما أن يكون خطأ، وحينئذ فإذا لم يغير المعنى، فإن كان مثله في القرآن نحو : (إن المسلمون) لا يفسد، وإلا نحو (قيامين بالقسط)، وكمثال الشارح لا تفسد عندهما، وتفسد عند أبي يوسف، وإن غير فسدت عندهما؛ وعند أبي يوسف إن لم يكن مثله في القرآن، فلو قرأ (أصحاب الشعير) بالشين المعجمة فسدت اتفاقا، وتمامه في الفتح (قوله: نحو من ثمره إلخ) لف ونشر مرتب (قوله: إلا ما يشق إلخ) (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢،ص٣٩٥، ٣٩٦، زکریا).

والوقف وما یتعلق بها"[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۲/۴/۱۴۲۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

﴿لأجد ريح يوسف﴾ کو (لا أجد) پڑھا:

(۸۵) **سوال:** امام صاحب نے عشاء کی نماز میں سورہ یوسف کے چوتھے رکوع کی تلاوت کی اور ﴿انی لأجد ریح یوسف﴾ کی جگہ ﴿لا أجد﴾ کی ل کو الف کے ساتھ کھینچ کر پڑھا جس سے معنی بدل گئے ہمارے محلے کے دو مولوی صاحب نے بتایا کہ نماز نہیں ہوئی، ہمارے امام صاحب نے کہا کہ نماز مکمل ہوئی اور نماز میں کوئی فساد نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حارث، سہارنپور

الجواب و بالله التوفيق: ﴿انی لأجد﴾ کے معنی ہیں کہ میں یقیناً اور بلاشبہ پاتا ہوں، محسوس کر رہا ہوں اور "انی لا أجد" کے معنی ہیں کہ میں بالکل نہیں پاتا محسوس نہیں کرتا تو "لا أجد" پڑھنے سے معنی بالکل بدل گئے اس لیے نماز نہیں ہوئی۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۱۲/۱۴۳۴ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "باب الإمامة": ج۲،ص:۲۹۴، زکریا دیوبند۔)

(۲) وإن غير المعنى تغييرا فاحشاً فإن قرأ "وعصى آدم ربه فغوى" بنصب الميم "آدم" ورفع باء "ربه" ...... وما أشبه "ذلك لو تعمد به يكفر وإذا قرأ خطأ فسدت صلاته......الخ. (الفتاویٰ الخانية على هامش الهندية، "": ج۱،ص:۱۶۸)

إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لا تفسد "صلاته" نحو: إن قرأ مكان العليم الحكيم......وإن كان في القرآن ولكن لا تتقاربان في المعنى نحو: إن قرأ ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز میں تغیر فاحش کرنا:

(۸۶)**سوال:** ایک شخص نے سورہ نازعات میں دوجگہ ﴿فان الجنة هی الماویٰ﴾ پڑھ دیا یعنی ﴿فان الجحيم هي الماوىٰ﴾ کے بجائے بھی ﴿فان الجنة هی الماوی﴾ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انتظار حسین، سہارنپور

الجواب و باللّٰہ التوفیق: تغیر فاحش اور معنی کی واضح طور پر تبدیلی ہوئی اس وجہ سے نماز کا اعادہ ضروری ہے فرض ادا نہیں ہوا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۸/۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ﴿وعدا علينا إنا كنا غافلين﴾ مكان ''فاعلين'' ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى،هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱، ص:۱۳۷)

(۱)وإن غير المعنى تغييرا فاحشاً فإن قرأ ''وعصى آدم ربه فغوى ''بنصب الميم''آدم''ورفع باء''ربه ''......وما أشبه'' ذلك لو تعمد به يكفر وإذا قرأ خطأ فسدت صلاته......الخ. (الفتاوىٰ الخانية على هامش الهندية، '' '': ج ۱،ص:۱۶۸، ط:المطبعة الكبرى الأميرية، بولاتة،مصر)

ومنها ذكر كلمة على وجه البدل إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لا تفسد ''صلاته''نحو إن قرأ مكان العليم الحكيم ...... وإن كان في القرآن ولكن لا تتقاربان في المعنى نحو إن قرأ ﴿وعدا علينا إنا كنا غافلين﴾ مكان''فاعلين'' ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى،هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند،الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱،ص:۱۳۷،زكريا، ديوبند)

نماز میں زبر زیر کی غلطی کرنا:

(۸۷) **سوال:** ہمارے گاؤں میں جو امام صاحب ہیں، وہ نماز میں قرأت میں زیر کا پیش اور زبر کا زیر پڑھتے ہیں تو اس طرح پر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالحمید، کھتولی، مظفر نگر

الجواب و باللہ التوفیق: اس قسم کی غلطی سے اگر معنی میں تغیر ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر تغیر نہیں ہوگا تو نماز فاسد نہیں ہوگی جہاں پر غلطی ہوئی نشاندھی فرما کر مسئلہ معلوم کیا جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۲/۸/۲۸ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں ''ط'' کی جگہ ''ت'' پڑھنا:

(۸۸) **سوال:** اگر امام سورۂ فاتحہ میں صراط الذین یا صراط المستقیم میں طا کی جگہ لفظ تا پڑھتا ہے اور یہ مستقل پڑھتا ہے تو نماز کا کیا حکم ہے ہوگی یا نہیں؟ اور اعادہ تو واجب نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ملاجی اختر صاحب، مرادآباد

الجواب و باللہ التوفیق: اگر وہ دانستہ لفظ طاء کی جگہ تا پڑھتا ہے تو معنی بدلنے کی وجہ سے نماز نہ ہوگی اگر دانستہ نہیں پڑھتا ہے اور سننے والوں کو ایسا ہی لگتا ہے اور وہ کوشش کے باوجود

(۱) وإن غير المعنى تغييرا فاحشاً فإن قرأ ''وعصى آدم ربه فغوى ''بنصب الميم''آدم''ورفع باء''ربه ''......وما أشبه''ذلك لو تعمد به يكفر وإذا قرأ خطأ فسدت صلاته......الخ. (الفتاویٰ الخانية على هامش الهندية، '' '': ج۱،ص:۱۶۸)

صحیح مخرج ادا نہیں کرتا تو نماز ہو جائے گی اکثر امام قاری نہیں ہوتے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۸/۵/۱۴۱۴ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں لحن جلی یا لحن خفی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(۸۹) **سوال**: نماز میں جان کر یا بھول کر لحن جلی ہو جائے یا لحن خفی تو کیا حکم ہے؟ نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیر احمد، کشمیری

الجواب و بالله التوفيق: جان کر لحن جلی یا خفی کرنا جائز نہیں ہے بھول کر (نماز میں) لحن خفی ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور اگر بھول کر لحن جلی ہو تو نماز بھی اکثر صورتوں میں نہیں ہوتی تو جان کر بدرجہ اولی نہیں ہوگی۔ فرائض، واجبات اور تراویح سب کا حکم یکساں ہے، کوئی خاص صورت پیش آجائے تو اس کی پوری وضاحت کر کے سوال کیا جائے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۸/۱۱/۱۴۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لا تفسد ''صلاته'' نحو: إن قرأ مكان العليم الحكيم ...... وإن كان في القرآن ولكن لا تتقارب في المعنى نحو إن قرأ ﴿وعدا علينا إنا كنا غافلين﴾ مكان ''فاعلين'' ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى، هكذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري'': ج۱، ص: ۱۳۷، زکریا دیوبند)

ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر نحو من ثمره إذ أثمر واستحصد تعالىٰ جد ربنا انفجرت بدل انفجرت أياب بدل أوّاب لم تفسد ما لم يتغير المعنىٰ. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها'': ج۲، ص: ۳۹۵، ۳۹۶، زکریا)

(۲) (قوله بالألحان) أي بالنغمات، وحاصلها كما في الفتح إشباع الحركات ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دوران قرأت ایک دو آیت چھوٹ جائے:

(۹۰)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
مسئلہ درپیش یہ ہے کہ ایک آدمی نماز میں لمبی سورت تلاوت کررہا تھا اور درمیان سورت میں ایک دو آیت بھولے سے چھوٹ گئی اور تیسری چوتھی رکعت میں یاد آیا کہ ایک دو آیت چھوٹی ہے، تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟ اس وضاحت کردیجئے، مہربانی ہوگی کیوں کہ کسی نے کہا کہ اگر جہاں سے چھوٹی ہے اس سے آگے تین آیت پڑھ کر رکوع کیا تو نماز ہوجائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالک چمپانگر، بھاگل پور

الجواب و باللّٰہ التوفیق: اگر غلطی سے نماز میں کسی سورت کی ایک آیت چھوٹ جائے، یا آیت کا بعض حصہ چھوٹ جائے، اور فی الجملہ تین آیتوں کے بعد قرأت پائی جائے، تو اس کی وجہ سے نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، اور نماز درست ہوجائے گی، لیکن اگر درمیان آیت چھوٹنے کے بعد ایسی جگہ سے آیت کو ملایا کہ معنی میں تغیر فاحش پیدا ہوگیا تو نماز درست نہیں ہوگی۔ اس لیے مکمل وضاحت کے ساتھ معلوم کرلیں کہ کون سی آیت چھوٹی ہے اور کہاں سے پڑھا ہے۔

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لمراعاة النغم (قوله إن غير المعنى) كما لو قرأ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ (الفاتحة:٢)وأشبع الحركات حتى أتى بواو بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء وبألف بعد الراء،ومثله قول المبلغ رابنا لك الحامد بألف بعد الراء لأن الراب هو زوج الأم كما في الصحاح والقاموس، وابن الزوجة يسمى ربيبا. (قوله وإلا لا إلخ) أي وإن لم يغير المعنى فلا فساد، إلا في حرف مد ولين إن فحش فإنه يفسد، وإن لم يغير المعنى. (ابن عابدين، رد المحتار، ”باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة“: ج٢،ص:٣٩٢،٣٩٣)

(والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة،وحفظه قدر فرض،وقيل واجب،وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة،ثم الأورع) أي الأكثر اتقاء للشبهات.والتقوى:اتقاء المحرمات (قوله ثم الأحسن تلاوة وتجويدا) أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ:أي أجود،لا أكثرهم حفظا وإن جعله في البحر متبادرا،ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. قهستاني. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الإمامة“: ج٢،ص:٢٩٤)

’’ولو زاد كلمةً أو نقص كلمةً أو نقص حرفًا، ...... لم تفسد ما لم يتغير المعنى. (قوله:أو نقص كلمةً) كذا في بعض النسخ ولم يمثل له الشارح. قال في شرح المنية: وإن ترك كلمةً من آية فإن لم تغير المعنى مثل : وجزاء سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لاتفسد وإن غيرت،مثل: فما لهم يؤمنون بترك لا،فإنه يفسد عند العامة؛ وقيل: لا، والصحيح الأول‘‘(۱)

’’وعن ابن عوف قال:سألت ابن سيرين عن الرجل يقرأ من السورة آيتين ثم يدعها ويأخذ في غيرها،قال:ليتق أحدكم أن يأثم إثما كبيراً من حيث لا يشعر‘‘(۲)

’’قلت:سند صحيح،وابن عوف تصحيف،وإنما هو ابن عون بالنون من ثقات أصحاب ابن سيرين‘‘(۳)

’’فرض القراءة عند أبي حنيفة رحمه اللّٰه يتأدي بآية واحدة وإن كانت قصيرة وهو الأصح،وروى الحسن عن أبي حنيفة:أدنى ما يجوز من القراءة في الصلاة في كل ركعة ثلاث أيات تكون تلك الاٰيات الثلاث مثل أقصر سورة من القراٰن،وإن قرأ باٰيتين طويلتين أو باٰية طويلة تكون تلك الاٰيات مثل أقصر سورة في القراٰن يجزيه ذٰلك‘‘(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۴/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان کرام دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،’’باب ما يفسد الصلاة: وما يكره فيها، مطلب: مسائل زلة القاري‘‘: ج۲،ص:۳۹۵،۳۹۶، زکریا دیوبند.
(۲) أخرجه أبوعبيد، كذا في الإتقان: ج۱،ص:۱۱۵.
(۳) أخرجه مسلم في صحيحه: ج۱،ص:۴؛ وإعلاء السنن: ج۴،ص:۱۳۰)
(۴) الفتاوىٰ التاتارخانية: ج۲،ص:۵۹، رقم:۱۷۳۵، وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،’’الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة‘‘: ج۱،ص:۱۲۸، زکریا دیوبند.)

باب القراءة

کھانسی کی وجہ سے قرأت میں ایک دو حروف کا کٹ جانا:

(۹۱) **سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہماری مسجد میں امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں تو دوران تلاوت ان کو بہت زیادہ کھانسی ہوتی ہے اور بہت سے حروف کٹ جاتے ہیں اور پھر پیچھے سے لوٹاتے نہیں کہ وہ حروف ادا ہو جائیں؛ بلکہ ما بعد سے ہی پڑھتے ہیں اور یہ سلسلہ اکثر رہتا ہے جس کی بنا پر مصلی ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت محسوس کرتے ہیں بہت سے لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد خورشید عالم، شاستری نگر، میرٹھ

الجواب و باللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں ممکن ہے کہ وہ حروف ادا ہوتے ہوں؛ لیکن مقتدی تک آواز نہ پہونچتی ہو جس کی وجہ سے مقتدی کو لگتا ہو کہ وہ حروف کٹ جاتے ہیں۔ اگر نماز میں کھانسی آجائے جس کی وجہ سے حروف مکمل ادا نہ ہوتے ہوں تو ان حروف کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے تاکہ مقتدی حضرات کو کسی قسم کا اعتراض نہ ہو اور نماز میں کسی قسم کے فساد کا اندیشہ نہ رہے۔ اگر امام نے اعادہ نہیں کیا اور حروف کے چھوٹنے کی وجہ سے معنی میں کوئی تغیر نہیں ہوا تو نماز درست ہو جاتی ہے؛ لیکن بسا اوقات بعض حروف کے چھوٹنے کی وجہ سے معنی میں ایسا تغیر آتا ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے اس لیے امام صاحب کو چاہیے کہ کھانسی کا علاج کرائیں تاکہ نماز میں بار بار کھانسی کی وجہ سے لوگوں کو دشواری نہ ہو اور جب تک ٹھیک نہیں ہوتے ہیں۔ کھانسنے پر جو آیات چھوٹ رہی ہیں ان کا اعادہ کر لیا جائے۔ بہتر ہے کہ مقامی کسی مفتی کو امام کے پیچھے نماز پڑھا کر ان کی رائے معلوم کر لی جائے۔

’’قال في الهندية: ومنها حذف حرف ...... إن لم يكن على وجه الايجاز والترخيم. فإن كان لا يغير المعنى لا تفسد صلاته، نحو أن يقرأ: وَلَقَدْ جَآئَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالبَيِّنَاتِ بترك التاء من جاء ت وإن غير المعنى تفسد صلاته عند عامة

المشايخ نحو أن يقرأ: فما لهم لا يؤمنون في لا يؤمنون بترك لا"(۱)

"وفي الشامي: لو انتقل في الركعة الواحدة من آية الى آية يكره وإن كان بينهما آيات بلا ضرورة فإن سها ثم تذكر يعود مراعاة لترتيب الآيات"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان کرام دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۴/۱۴۴۳ھ)

دورانِ نماز کوئی سورہ چھوٹ جائے تو کیا حکم؟

(۹۲)**سوال**: امام نماز پڑھا رہے تھے دوسری رکعت میں اس نے ایک سورت چھوڑ دی مقتدی نے لقمہ دیا امام نے نہیں لیا اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر دی تو کیا نماز دہرائی جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواجد

الجواب و باللّٰہ التوفیق: اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی(۳) اگرچہ سجدہ سہو واجب نہ تھا مگر سجدہ سہو کرنے سے نماز میں خلل نہیں ہوا۔(۴)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی (۱۴/۸/۱۴۱۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الصلاة: الباب الرابع، في صفة الصلاة، الصلاة، الفصل الخامس، في زلة القاري": ج۱، ص:۱۳۷، زکریا دیوبند۔)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب الإستماع للقرآن فرض كفاية": ج۱، ص:۲۶۹، زکریا۔)

(۳) ويكره الفصل بسورة قصيرة، أما بسورة طويلة بحيث يلزم منه اطالة الركعة الثانية إطالة كثيرة فلا يكره. شرح المنية: كما إذا كانت سورتان قصيرتان. (ابن عابدين، رد المحتار، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غلطی سے نماز میں ’’لا یسئل‘‘ کی جگہ ’’لا یعذب‘‘ پڑھا گیا:

(۹۳)**سوال:** نماز فجر امام نے ﴿فیومئذ لا یسئل عن ذنبه انس ولا جان﴾ کی جگہ ’’فیومئذ لا یُعذِّبُ عن ذنبه انس ولا جان‘‘ پڑھا گیا نماز ہوگئی یا نہیں۔ کیا حکم ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالکلام آزاد

الجواب و بالله التوفيق: صورت مسئولہ میں ’’لا یسئل‘‘ کی جگہ ’’لا یعذب‘‘ پڑھا گیا اس سے اگر چہ معنی بدل گئے لیکن اتنے نہیں بدلے کہ نماز فاسد ہوجائے اس لیے نماز درست ہوگئی۔

’’ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل. إن كانت الكلمة التى قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي فى القرآن لا تفسد صلاته‘‘[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية‘‘: ج۱، ص:۲۶۹، زکریا دیوبند)

ويكره فصله بسورة بين سورتين قرأهما في ركعتين لما فيه من شبهة التفضيل والهجر. (الطحطاوي، الطحطاوي على المراقي، ’’فصل في مكروهات الصلاة‘‘: ص:۳۵۲، شیخ الہند دیوبند)

(۴) ولو ظن الإمام السهو فسجد له فتابعه فبان أن لاسهو، فالأشبه الفساد لاقتداء ه في موضع الإنفراد. قوله فالاشبه الفساد، وفي الفيض: وقيل لاتفسد و به يفتى. وفي البحر عن الظهيرية: قال الفقيه ابو الليث في زماننا لاتفسد، لأن الجهل في القراء غالب. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’قبيل باب الاستخلاف‘‘: ج۲، ص:۳۵۰، زکریا)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري‘‘: ج۱، ص:۱۳۷، زکریا دیوبند.)

امام صاحب کو متولی کی طرف سے تنبیہ کرنا:

(۹۴)**سوال**: متولی جو کہ غیر عالم اور غیر حافظ ہے، وہ امام صاحب سے کہتے ہیں کہ تم ص، ض، ط کے تلفظ کو صحیح ادا نہیں کر پاتے جب کہ امام صاحب بہترین قرآن پاک پڑھتے ہیں، کیا اس طرح امام کو تنبیہ کرنا جائز ہے؟

فقط: السلام
المستفتی: جمال احمد، سرسید نگر، علی گڑھ

الجواب و باللہ التوفیق: اگر متولی صاحب مخارج سے واقفیت رکھتے ہوں یا کسی واقف شخص نے متولی صاحب کو اس طرف توجہ دلائی ہو تو امام صاحب کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کو اس طرف توجہ دلانا بلا شبہ درست ہے، البتہ امام صاحب اگر درست ہیں تو بلا وجہ امام کی خامیاں نکالنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے، امام قابل احترام ہوتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۹/۴ھ)
نائب مفتی در العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

﴿ولا الضالین﴾ کے ''ض'' کو دال پُر پڑھنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۹۵)**سوال**: لفظ ض کو دال پُر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ظا پُر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ض کو دال پُر کے مشابہ پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ قاری نفیس احمد مراد آباد

الجواب و باللہ التوفیق: ض بھی اور حروف کی طرح ایک مستقل حرف ہے یہ نہ

(۱) ومن ابغض عالمًا من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر ولو صغر الفقيه او العلوي قاصداً الاستخفاف بالدين كفر، لا ان لم يقصده. (ابن نجيم، البحر الرائق، '' '': ج۵،ص:۱۳۴)

ظاء ہے اور نہ طاء ہے۔ نہ دال ہے نہ دُواء ہے۔ نہ دُواد ہے اور نہ زواد ہے اس کو اس کی تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور جب اس کو اس کی پوری قواعد کی رعایت کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے تو اس کی آواز کسی قدر ظاء کے مشابہ ہوتی ہے؛ کیوں کہ ض اور ظ کا مخرج قریب قریب ہے فن قراءت علمی ہونے کے ساتھ فنی، مشقی اور تمرینی ہے جو صرف کتابوں میں پڑھنے سے نہیں آتا؛ بلکہ اس کی ادائیگی کو باقاعدہ ماہر استاذ فن سے سیکھنا چاہئے تمام حروف میں ض کا مخرج سب سے مشکل ہے اس لیے کسی ماہر سے اس کی ادائیگی کو سیکھنا چاہئے۔ جو لوگ ض کو پُر دال یا باریک دال کے مشابہ پڑھتے ہیں یہ تو بالکل غلط ہے؛ کیوں کہ ض اور دال کے مخرجوں میں کئی صفات کا فرق ہے اور دونوں کے مخرج الگ الگ ہیں فن تجوید کی کتابوں میں ایسا ہی ہے۔ مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے قراء بھی قواعد کے تابع ہیں وہ قواعد سے اور قانون شریعت سے اوپر نہیں ہیں ان کا لحن اور ادائیگی زبان موٹی ہونے یا اہل زبان ہونے کی وجہ سے ایسی سمجھی جاتی ہے کہ دال پڑھ رہے ہیں حالاں کہ وہ ض کو اس کے مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ویسے جہاں کا یہ واقعہ ہے وہاں کے قاری صاحب کا قرآن میں نے سنا ہے وہ فن اور لحن کے لحاظ سے قرآن حکیم قراءت کے قواعد سے پڑھتے ہیں نمازیوں کو مطمئن رہنا چاہئے ویسے کوشش کے باوجود اگر ادائیگی ہو رہی ہے اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد واصف (۲۶/۵/۱۴۰۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإن ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى، فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد، فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل. وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة، كالظاء مع الضاد، والصاد مع السين والطاء مع التاء، اختلف المشايخ فيه، قال أكثرهم: لا تفسد صلاته...... ولو قرأ الدالين بالدال تفسد صلاته. (قاضي خان، فتاویٰ قاضی خان، ''كتاب الصلاة: فصل في قراءة القرآن الخ'': ج۱، ص:۸۸، فیصل دیوبند)

وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ قال أكثرهم لا تفسد صلاته. هكذا في فتاوى قاضي خان. وكثير من المشايخ أفتوا به. (جماعة من علماء الهندية، الفتاویٰ الهندية، '' '': ج۱، ص:۱۳۷، زکریا)

أعلى حافة اللسان وما يحاذيها من الضراس العليا، يخرج منه الضاد المعجمة بشرط اعتماد رأس اللسان العليين الخ. (زبدة ترتيل القرآن: ص:۳)

باب القراءة

نماز میں دوران قرأت متشابہ لگنے پر دوسری جگہ سے قرأت کی:

(۹۶)**سوال:** امام صاحب کو نماز پڑھاتے ہوئے متشابہ لگا، دوسری جگہ کی دو تین آیات پڑھ کر پھر یاد آیا تو شروع سے پڑھنا شروع کیا اور پھر صحیح پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط والسلام
المستفتی: عبدالقادر دیو بند

الجواب و بالله التوفيق: اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر یہ سمجھ کر سجدہ سہو کرلیا کہ اگر سہو کا سجدہ لازم ہوا ہو تو وہ ادا ہو جائے تب بھی نماز صحیح ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۲/۴/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

امام نے وانحر کے بجائے وانھر پڑھ دیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۹۷)**سوال:** امام نے نماز میں ﴿فصل لربك وانحر﴾ میں ''وانھر'' پڑھا تو

---

(۱)و إن ذكر آية مكان آية ان وقف على الأولى وقفاً تاماً وابتدأ بالثانية لا تفسد صلاته. كما لو قرأ ﴿والتين والزيتون﴾ ووقف ثم ابتدأ ﴿لقد خلقنا الانسان في كبد﴾ لا تفسد صلاته، وكذا لو قرأ ﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت﴾ ووقف ثم قرأ ﴿اولئك هم شر البرية﴾ وإن لم يقف وقرأ موصولاً إن لم تتغير الأولىٰ بالثانية، كما لو قرأ ﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات فلهم جزاء الحسنى﴾ أو قرأ ﴿وجوه يومئذ عليها غبرة أولئك هم الكافرون حقاً﴾ لا تفسد (، قاضي خان، فتاویٰ قاضي خان، ''كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن الخ'': ج۱ص:۹۷،فیصل دیوبند)

(ومنها ذكر آية مكان آية) لو ذكر آية مكان آية إن وقف وقفا تاماً ثم ابتدأ بآية أخرى أو ببعض آية، لا تفسد كما لو قرأ ﴿والعصر إن الإنسان﴾ (سورة العصر:۲،۱)ثم قال ﴿إن الأبرار لفي نعيم﴾(سورة الانفطار: ۱۳)أو قرأ: ﴿والتين﴾ (سورة التين:۱) إلى قوله: ﴿وهذا البلد الأمين﴾ (سورة التين:۳)ووقف ثم قرأ: ﴿لقد خلقنا الإنسان في كبد﴾ (سورة البلد:۴)أو قرأ: ﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات﴾ (سورة البينة:۷) ووقف ثم قال ﴿أولئك هم شر البرية﴾ (سورة البينة:۶)لا تفسد. (جماعة من علماء الهندية،''الفتاوى الهندية،''كتاب الصلاة:الباب الرابع في صفة الصلاة،الفصل الخامس في زلة القاري'':ج۱ص:۱۳۸،زكريا)

نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی عبدالجلیل، میرٹھ

الجواب و بالله التوفيق: علماء متقدمین کے نزدیک اس صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ”**فصل لربك وانحر قرأ وانهر تفسد صلاته**“ اس لیے کہ معنی میں نمایاں تبدیلی ہوگی مگر عموم بلوی کی وجہ سے متاخرین علماء وفقہاء حضرات فساد کا حکم نہیں لگاتے ہیں کہ امتیاز مشکل ہے اور ابتلائے عوام ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۶/۴/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

﴿عسىٰ ان يكن خيراً منهن﴾ میں عسی کی جگہ حتی پڑھ دیا:

(۹۸) **سوال:** امام صاحب نے نماز میں ﴿**ولا نساء من نساء عسىٰ أن يكن خير منهن**﴾ میں ”**عسى**“ کی جگہ ”حتی“ پڑھ لیا تو کیا نماز ہوگئی؟ یا دوبارہ لوٹانا پڑھے گا؟
اگر دوبارہ لوٹانا ہو اور مجمع میں دوسرے علاقے کے اجنبی لوگ بھی شامل تھے جن کا پتہ بھی نہیں تو ان کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عادل شاہ

---

(۱) ولا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف؛ فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلاته وصلاة القوم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره“: ج۱، ص: ۸٦، جدید، ج۱، ص: ۱۴۴)

(قوله بالألحان) أي بالنغمات، وحاصلها كما في الفتح إشباع الحركات لمراعاة النغم (قوله إن غير المعنى) كما لو قرأ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ (سورة الفاتحة: ۲) وأشبع الحركات حتى أتى بواو بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء وبألف بعد الراء، ومثله قول المبلغ: رابنا لك الحامد بألف بعد الراء، لأن الراب هو زوج الأم كما في الصحاح والقاموس، وابن الزوجة يسمى ربيبا. (قوله وإلا لا إلخ) أي وإن لم يغير المعنى فلا فساد، إلا في حرف مد ولين إن فحش فإنه يفسد، وإن لم يغير المعنى. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة الخ، مطلب في المشي في الصلاة“: ج۱، ص: ۲۹۲، ۲۹۳)

الجواب و باللّٰہ التوفیق: صورت بالا میں آیت ﴿ولا نساء من نساء عسیٰ أن یکن خیر منهن﴾ میں عسی کی جگہ حتی پڑھنے سے معنی میں کوئی بڑی خرابی پیدا نہیں ہوئی، اس لیے نماز درست ہو جائے گی۔ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

"(ومنها) ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل. إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن، لا تفسد صلاته نحو: إن قرأ مكان العليم الحكيم وإن لم تكن تلك الكلمة في القرآن لكن يقرب معناها، عن أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى: لا تفسد وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى: تفسد نحو إن قرأ التيابين مكان التوابين وإن لم تكن تلك الكلمة في القرآن ولا تتقاربان في المعنى. تفسد صلاته بلا خلاف إذا لم تكن تلك الكلمة تسبيحا ولا تحميدا ولا ذكرا، وإن كان في القرآن ولكن لا تتقاربان في المعنى نحو إن قرأ: وعدا علينا إنا كنا غافلين مكان فاعلين ونحوه مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة مشايخنا، وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى. هكذا في الخلاصة"(۱)

"فالأصل فيها عند الإمام ومحمد رحمهما الله تعالى تغير المعنى تغيرا فاحشا، وعدمه للفساد، وعدمه مطلقا سواء كان اللفظ موجودا في القرآن، أو لم يكن وعند أبي يوسف رحمه الله: إن كان اللفظ نظيره موجودا في القرآن لا تفسد مطلقا تغير المعنى تغيرا فاحشا أو لا وإن لم يكن موجودا في القرآن تفسد مطلقا"(۲)

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۲/۱۲ھ)

☆☆☆

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري": ج۱، ص:۱۳۷، زکریا دیوبند۔

(۲) حاشية الطحطاوي على المراقي، "باب ما يفسد الصلاة": ص:۳۳۹.

باب القراءة

فصل رابع:

امام کولقمہ دینے کا بیان

قرأت میں بھول ہونے پر امام کا لقمہ لینا:

(۹۹)**سوال**: امام جہری نماز میں ﴿الھٰکم التکاثر﴾ پڑھ کر بھول گیا مقتدی نے لقمہ دیا امام نے لقمہ لے لیا اس کے بعد سجدۂ سہو بھی کرلیا تو امام ومقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: فخرالحسن، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام اور لقمہ دینے والے مقتدی دونوں کی نماز صورت مسئول عنہا میں درست ہوگئی اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت بھی نہیں تھی؛ لیکن اگر غلطی سے سجدۂ سہو کرلیا گیا تب بھی نماز درست ہوگئی۔

بخلاف فتحه على إمامه فإنه لا يفسد مطلقاً لفاتح و آخذ بكل حال الخ (۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۱۰/۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع التي لا يجب فيها رد السلام“: ج۲،ص:۳۸۱،۳۸۲،ط: زكريا.

والصحيح أن ينوي الفتح على إمامه دون القراءة. قالوا : هذا إذا أرتج عليه قبل أن يقرأ قدر ما تجوز به الصلاة، أو بعدما قرأ ولم يتحول إلى آية أخرى. وأما إذا قرأ أو تحول، ففتح عليه، تفسد صلاة الفاتح، والصحيح: أنها لا تفسد صلاة الفاتح بكل حال ولا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح هكذا في الكافي. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها“:ج۱،ص:۱۵۷)

سری نماز میں امام کے جہر کرنے پر کس طرح لقمہ دے؟

(۱۰۰)سوال: اگر امام سری نماز پڑھا رہا ہے اور قرأت جہراً کر دے تو امام صاحب کو لقمہ کس طرح دینا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: آس محمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''سبحان اللّٰہ'' کہہ کر لقمہ دیدے کہ امام خود متنبہ ہو کر غلطی کو دور کرنے کی سعی کرے گا۔(۱)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۸/۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز کے اندر لقمہ لینا، دینا کیسا ہے؟

(۱۰۱)سوال: لقمہ نماز کے اندر دینا لینا کیسا ہے فرض ہے، سنت ہے، واجب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نا قابلِ عفو غلطی ہو جانے پر نماز میں لقمہ دینا فرضِ کفایہ ہے تاہم مقتدی کے لیے امام کو لقمہ دینے میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔

''ویکره للمقتدي أن یفتح علی إمامه من ساعته، لجواز أن یتذکر من

---

(۱)عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: من نابه شيء في صلاته فلیقل: سبحان اللّٰه، إنما التصفیق للنساء والتسبیح للرجال (أخرجه أبوداؤد، وأحمد في سننه، کتاب الإمامة: إذا تقدم الرجل من الرعیة ثم جاء الوالي هل یتأخر؟ ج۱،ص۹۰،رقم:۷۸۴)

وعن أبی هریرةؓ عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال التسبیح للرجال والتصفیق للنساء فمنع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لمن نابه شيء في صلاته من الکلام وأمر بالتسبیح. (الجصاص، أحکام القرآن، ''باب الصلاة الوسطی وذکر الکلام في الصلاة'': ج۲،ص:۱۵۹)

ساعته، فيصير قارئاً خلف الإمام من غير حاجة''(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۲/۱/۱۴۱۶ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام کوتین آیت کے بقدر پڑھنے کے بعد لقمہ دینا:

(۱۰۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں:

امام کو فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں متشابہ لگا۔ اس حال میں کہ وہ تین آیت سے آگے پڑھ چکا ہے۔ اس کے بعد کسی مقتدی نے پیچھے سے لقمہ دیا اور امام نے اس لقمہ کو قبول بھی کرلیا۔ تو نماز کے اندر کوئی فساد آیا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شفیق، دربھنگہ

الجواب و باللّٰہ التوفیق: فرض نماز میں امام کو لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے یعنی امام سے قرأت میں غلطی ہو جائے یا کوئی آیت بھول جائے یا پڑھتے پڑھتے اٹک جائے تو مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے کر نماز کو مکمل کیا تو نماز درست ہوگئی، لیکن یہاں خیال رکھنا

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها، النوع الثاني في الأقوال'': ج۱،ص:۱۵۷)

بخلاف فتحه على إمامه فإنه لايفسد مطلقا لفاتح وآخذ بكل حال. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي يكره فيها السلام'': ج ۲،ص: ۳۸۱،۳۸۲)

عن المسور بن يزيد الأسدي المالكي قال : شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الصلاة، فترك شيئاً لم يقرأه: فقال له رجل: يارسول الله تركت آية كذا وكذا. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هلا ذكرتنيها؟ (أخرجه أبي داؤد،في سننه،''كتاب الصلاة، باب الفتح على الإمام في الصلاة'':ج۱،ص:۱۳۱،رقم:۹۰۷)

و فرض الكفاية: معناه فرض ذو كفاية: أي يكتفي بحصوله من أي فاعل كان. (ابن عابدين، ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في الفرق بين فرض العين و فرض الكفاية، ج۲،ص۲۵۸،زکریا دیوبند)

چاہئے کہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کی جائے اور امام کو چاہئے کہ اگر مقدار واجب قرأت کر چکا ہے تو رکوع کر لے یا کوئی دوسری جگہ سے تلاوت شروع کر دے مقدار واجب قرأت کے بعد کسی آیت کو بار بار لوٹانا تاکہ یاد آجائے یا مقتدی لقمہ دے یہ مکروہ ہے، اسی طرح مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ توقف کرے ہوسکتا ہے امام رکوع کر لے یا دوسری سورت پڑھے یا خود ہی اٹکی ہوئی جگہ کو درست کر لے جلدی لقمہ دینا مقتدی کے حق میں مکروہ ہے ہاں شدید ضرورت ہو تو لقمہ دے سکتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۳/۵/۵ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

غیر نمازی نے امام کو لقمہ دیا:

(۱۰۳)**سوال**: ایک شخص نے امام کو لقمہ دیا جب کہ وہ شخص نماز میں داخل نہیں تھا؛ بلکہ وضو

---

(۱) والصحيح أن ينوي الفتح على إمامه دون القراء ة، قالوا: هذا إذا أرتج عليه قبل أن يقرأ قدر ما تجوز به الصلاة، أو بعدما قرأ ولم يتحول إلى آية أخرى. وأما إذا قرأ أو تحول، ففتح عليه، تفسد صلاة الفاتح والصحيح أنها لا تفسد صلاة الفاتح بكل حال ولا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح. هكذا في الكافي. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها،النوع الأول في الأقوال“:ج١،ص:١٥٧)

ويكره للمقتدي أن يفتح على إمامه من ساعته؛ لجواز أن يتذكر من ساعته فيصير قارئاً خلف الإمام من غير حاجة. كذا في محيط السرخسي. ولا ينبغي للإمام أن يلجئهم إلى الفتح؛ لأنه يلجئهم إلى القراءة خلفه وإنه مكروه، بل يركع إن قرأ قدر ما تجوز به الصلاة، وإلا ينتقل إلى آية أخرى. كذا في الكافي. وتفسير الإلجاء: أن يردد الآية أو يقف ساكتاً. كذا في النهاية: ولا ينبغي للمقتدي أن يفتح على الإمام من ساعته؛ لأنه ربما يتذكر الإنسان من ساعته فتكون قراء ته خلفه قراء ة من غير حاجة. (أيضاً)

قالوا: يكره للمقتدي أن يفتح على إمامه من ساعته، وكذا يكره للإمام أن يلجئهم إليه بأن يقف ساكتا بعد الحصر أو يكرر الآية بل يركع إذا جاء أوانه أو ينتقل إلى آية أخرى لم يلزم من وصلها ما يفسد الصلاة أو ينتقل إلى سورة أخرى. (ابن نجيم،البحر الرائق، ”كتاب الصلاة:باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها“:ج٢،ص:١٠)

بنا رہا تھا مگر امام صاحب نے لقمہ لیا نہیں تو یہ کیسا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد اقبال، کھتولی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: جو مقتدی نماز کی جماعت میں شامل نہ ہوا ہو اس کو لقمہ دینا جائز نہیں اگر امام نے لقمہ لے لیا تو امام اور مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ صورت مسئولہ میں لقمہ نہ لینے کی وجہ سے سب کی نماز درست ہوگئی۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام تراویح کو لقمہ دینے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۱۰۴)**سوال:** حافظ کو نماز تراویح میں لقمہ دینے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شریف احمد، دیوبند

الجواب و باللّٰہ التوفیق: نماز درست ہے، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

’’والصحيح أن ينوى الفتح على إمامه دون القراء ة. قالوا : هذا إذا ارتج عليه قبل أن يقرأ قدر ما تجوز به الصلاة أو بعد ما قرأ ولم يتحول إلى آية أخرى. وأما إذا قرأ أو تحول، ففتح عليه، تفسد صلاة الفاتح، والصحيح أنها لا تفسد صلاة الفاتح بكل حال، ولا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح، هكذا في الكافي. ويكره للمقتدي أن يفتح على إمامه من ساعته، لجواز أن يتذكر من

(۱)وإن فتح المصلي على غير إمامه فسدت صلاته؛ لأنه تعليم وتعلم، فكان من جنس كلام الناس، إلا إذا نوى التلاوة، فإن نوى التلاوة لاتفسد صلاته عند الكل، وتفسد صلاة الآخذ، إلا إذا تذكر قبل تمام الفتح، وأخذ في التلاوة قبل تمام الفتح، فلاتفسد، وإلا فسدت صلاته، لأن تذكره يضاف إلى الفتح. (الموسوعة الفقهية الكويتية، ’’فتح على الإمام‘‘: ج۳۲،ص:۱۵)

ساعته، فيصير قارئاً خلف الإمام من غير حاجة، كذا في محيط السرخسي، ولا ينبغي للإمام أن يلجئهم إلى الفتح ؛ لإنه يلجئهم إلى القراءة خلفه وإنه مكروه، بل يركع إن قرأ قدر ما تجوز به الصلاة وإلا ينتقل إلى آية أخرى، كذا في الكافي، وتفسير الإلجاء أن يردد الآية، أو يقف ساكتًا، كذا في النهاية''(۱)

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۹/۱۳ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

لقمہ قبول کرنے کے بعد نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۱۰۵) **سوال:** امام نے مقتدی کا دیا ہوا لقمہ لے لیا اور نماز پوری کر لی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اقبال احمد، ایم پی

الجواب و باللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں نہ امام کی نماز فاسد ہوئی اور نہ ہی مقتدی کی، دونوں کی نماز درست ہوگئی ہے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۵/۱۱/۳ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،''كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج۱،ص:۱۵۷،۱۵۸.)

(۲) بخلاف فتحه على إمامه فإنه لا يفسد مطلقا لفاتح وآخذ بكل حال، تنوير مع الدر وفي الشامية: قوله: (مطلقا) فسره بما بعده (قوله بكل حال) أي سواء قرأ الإمام قدر ما تجوز به الصلاة أم لا، انتقل إلى آية أخرى أم لا، تكرر الفتح أم لا، هو الأصح. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار،''باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لا يجب فيها'': ج۲، ۳۸۱، ۳۸۲؛ و محمود بن أحمد، المحيط البرهاني في الفقه النعماني،''كتاب الصلاة: الفصل السادس عشر'': ج۱،ص: ۴۴۵)

باب القراءة

مقتدی کے علاوہ کسی اور نے لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے لیا، نماز ہوگی یا نہیں؟

(۱۰۶)**سوال:** امام صاحب نے قرأت میں غلطی کی، خارج نماز سے ایک شخص نے لقمہ دیا، امام صاحب نے اس کا لقمہ لے کر نماز پوری کر لی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالباسط، سہرساوی

الجواب و باللّٰه التوفيق: صورت مذکورہ میں نماز نہیں ہوئی؛ بلکہ فاسد ہوگئی اس لیے اعادہ لازم ہے۔

”وإن فتح المصلي علىٰ غير إمامه فسدت صلاته لأنه تعليم وتعلم فكان من جنس كلام الناس،إلا إذا نوى التلاوة،فإن نوى التلاوة لا تفسد صلاته عند الكل، وتفسد صلاة الآخذ،إلا إذا تذكر قبل تمام الفتح، وأخذ في التلاوة قبل تمام الفتح فلا تفسد،وإلا فسدت صلاته،لأن تذكره يضاف إلى الفتح“(۱)

”وفتحه علىٰ غير إمامه إلا إذا أراد التلاوة وكذا الآخذ إلا إذا تذكر فتلا قبل تمام الفتح قوله وفتحه على غير إمامه لأنه تعلم وتعليم من غير حاجة.

”قلت :والذي ينبغي أن يقال: إن حصل التذكر بسبب الفتح تفسد مطلقاً: أي سواء“

”شرع في التلاوة قبل تمام الفتح أو بعده لوجود التعلم، وإن حصل تذكره من نفسه لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقا،وكون الظاهر أنه حصل بالفتح لا يؤثر بعد تحقق أنه من نفسه، لأن ذلك من أمور الديانة لا القضاء حتى يبني على الظاهر“(۲)

”ولو فتح على غير إمامه تفسد، إلا إذا عنى به التلاوة دون التعليم ......

(۱) الموسوعة الفقهية الكويتية:”فتح على الإمام“ ج۳۲،ص:۱۵.)

(۲) الحصكفي،الدر المختار مع رد المحتار،”باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها“: ج۲،ص:۳۸۱،۳۸۲.)

وتفسد صلاته بالفتح مرة، ولا يشترط فيه التكرار''(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۱/۵/۱۴۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''الباب السابع: فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها'': ج۱، ص: ۱۵۷.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب الوتر والقنوت

فصل اول: وتر کی نماز کا بیان

فصل ثانی: قنوت نازلہ کا بیان

فصل اول:

وتر کی نماز کا بیان

وتر میں دعاء قنوت کے لیے تکبیر کہنا کیسا ہے؟

(۱)**سوال:** وتر کی تیسری رکعت میں دعاء قنوت کے لیے جو تکبیر کہتے ہیں وہ واجب ہے یا سنت؟ اگر واجب ہے اور کسی کو یہ معلوم نہیں تھا وہ ہمیشہ بغیر تکبیر کے کہے صرف ہاتھ اٹھا لیتا تھا تو اب کیا کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، نئی بستی، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جو تکبیر ترک ہوئی ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک واجب ہے اس لیے اس کا اہتمام کرنا ضروری ہے لیکن راجح یہ ہے کہ وہ تکبیرات انتقالیہ میں سے ہے جن کو مسنون قرار دیا گیا ہے اس ترک سے نماز وتر کی ادائیگی میں کوئی نقصان نہیں آیا نماز ادا ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛ البتہ علم ہونے کے بعد ترک نہ کرنا چاہئے جان بوجھ کر سنت کا ترک کرنا باعث گناہ ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۳/۷/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی درالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وتر دو سلام کے ساتھ ہے یا ایک سلام کے ساتھ؟

(۲)**سوال:** وتر کی تین رکعت دو سلام کے ساتھ ہیں یا ایک سلام کے ساتھ؟ بعض

---

(۱) ویکبر أي وجوبا، وفیه قولان، کما مر في الواجبات، وقدمنا هناك عن البحر أنه ینبغي ترجیح عدمه. (الحصکفي، رد المحتار مع الدر المختار، باب الوتر والنوافل، ج۲،ص:۴۴۲)

حضرات دوسلام کے ساتھ کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مطیع الرحمٰن، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: احناف کے یہاں وتر کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ ہیں دوسلام کے ساتھ نہیں ہیں۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۷/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ یٰس پڑھنا:

(۳) **سوال:** ایک شخص نماز وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ یٰسین روزانہ پڑھتا ہے تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ کیوں کہ سورت متعین کرنا مکروہ ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کرنا جائز اور درست ہے؛ البتہ کبھی کبھی کوئی دوسری سورت پڑھ لیں تاکہ التزام نہ ہو کیوں کہ التزام بدعت ہے۔ البتہ سنت طریقہ یہ ہے کہ وتر کی نماز میں سورۂ اعلیٰ، سورہ کافرون اور اخلاص پڑھی جائے۔ (۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۳/۷/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: صلاة اللیل مثنی مثنی، فإذا خشي أحدکم الصبح صلی رکعة واحدة توتر له ما قد صلی. (أخرجه البخاری، في صحیحه، "أبواب الوتر، باب ما جاء في الوتر": ج۱، ص: ۱۳۶، رقم: ۹۹۰)

والوتر ثلاث رکعات لا یفصل بینهن بسلام. (جماعة من علماء الهند،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

رمضان میں وتر تہجد کے وقت پڑھنا:

(۴) **سوال:** زید رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتا؛ بلکہ بعد تہجد کے ساتھ پڑھتا ہے، تو قصداً جماعت کا چھوڑ دینا شرعاً کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشتاق علی، غازی آباد

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئول عنہا میں زید کو چاہئے کہ وتر بھی با جماعت ادا کرے اس میں ثواب زیادہ ہے تاہم اگر اس نے بوقت تہجد وتر تنہا پڑھ لیا تو ادا ہو گیا اس لیے کہ ایسا کرنا بھی ثابت ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۵/۲/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الفتاوى الهندية، ’’كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر‘‘: ج۱، ص:۱۷۰)

(۲) والسنة السور الثلاث، أي؛ الأعلى: والكفرون: والإخلاص: لكن في النهاية أن التعيين على الدوام يفضي إلى اعتقاد بعض الناس أنه واجب، وهو لايجوز، فلو قرأ بما ورد به الآثار أحياناً بلا مواظبة يكون حسناً. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار،’’باب الوتر والنوافل، مطلب في منكر الوتر الخ‘‘: ج۲، ص:۴۴۱، زکریا)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الوتر بسبح اسم ربك الأعلى، وقل يأيها الكافرون، وقل هو الله أحد. (أخرجه الترمذي، في سننه، ’’أبواب الوتر، باب ما جاء ما يقرأ في الوتر‘‘: ج۱، ص:۱۰۶، رقم:۴۶۲؛ و أخرجه النسائي ، في سننه، ج۳، ص۱۱۸، رقم:۱۷۰۱)

(۱) ويوتر بجماعة) استحباباً (في رمضان فقط) عليه إجماع المسلمين؛ لأنه نفل من وجه والجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة، فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان، وعن شمس الأئمة أن هذا فيما كان على سبيل التداعي، أما لو اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لايكره، وإذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه، وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقاً. (وصلاته) أي الوتر (مع الجماعة في رمضان أفضل من أدائه منفرداً آخر الليل في اختيار قاضي خان ، قال قاضي خان رحمه الله: (هو الصحيح) لأنه لما جازت الجماعة كان أفضل ولأن عمر رضي الله عنه كان يؤمهم في الوتر (وصححه غيره) أي غير قاضي خان. (أحمد بن محمد، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر و أحكامه‘‘: ج۱، ص:۳۸۶)

عشاء کے فرض سے پہلے وتر پڑھ لیے:

(۵)**سوال:** زید نے نماز وتر امام صاحب کے ساتھ پڑھی اور بعد میں نماز عشاء اور سنت پڑھی، اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عابد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: نماز وتر کا اصل وقت فرائض عشاء کی ادائیگی کے بعد ہوتا ہے اس لیے جو وتر کی نماز فرائض عشاء کی ادائیگی سے پہلے پڑھی ہے وہ ادا نہیں ہوئی البتہ وتر کے بعد جو نماز عشاء ادا کی وہ درست ہوگئی اور وتر بعد میں پھر ادا کرے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۹/۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کی تین رکعات ایک سلام کے ساتھ کہاں سے ثابت ہے؟

(۶)**سوال:** تین رکعت نماز وتر ایک سلام کے ساتھ کہاں سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد دلشاد، پہانی، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: احناف کے نزدیک وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اور اس سلسلہ میں طحاوی شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف اور بدائع الصنائع میں روایات اور وضاحت موجود ہے۔

---

(۱) ووقت العشاء والوتر من غروب الشفق إلى الصبح. كذا في الكافي. ولا يقدم الوتر على العشاء لوجوب الترتيب، لا لأن وقت الوتر لم يدخل، حتى لو صلى الوتر قبل العشاء ناسياً، أو صلاهما فظهر فساد العشاء دون الوتر، فإنه يصح الوتر، ويعيد العشاء، وحدها عند أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ؛ لأن الترتيب يسقط بمثل هذا العذر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الأول في المواقيت'': ج ١، ص: ١٠٨، زکریا دیوبند)

عن عائشة أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يوتر بثلاث. يقرأ فى أول ركعة بـ سبح اسم ربك الأعلى وفى الثانية: قل يا أيها الكافرون وفى الثالثة: قل هو الله أحد والمعوذتين، فأخبرت عمرة، عن عائشة رضى الله عنها فى هذا الحديث بكيفية الوتر كيف كانت ووافقت على ذلك سعد بن هشام وزاد عليها سعد أنه كان لا يسلم إلا في آخرهن [1]

فقد ثبت بهذه الآثار التي رويناها، عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن الوتر أكثر من ركعة، ولم يرو فى الركعة شيء، وتأويله يحتمل ما قد شرحناه وبيناه في موضعه من هذا الباب. ثم أردنا أن نلتمس ذلك من طريق النظر فوجدنا الوتر لا يخلو من أحد وجهين، إما أن يكون فرضا أو سنة، فإن كان فرضا فإنا لم نر شيئا من الفرائض إلا على ثلاثة أوجه، فمنه ما هو ركعتان، ومنه ما هو أربع، ومنه ما هو ثلاث،وكل قد أجمع أن الوتر لا تكون اثنتين ولا أربعا. فثبت بذلك أنه ثلاث‘‘[2]

’’(فصل): وأما الكلام فى مقداره: فقد اختلف العلماء فيه، قال أصحابنا: الوتر ثلاث ركعات بتسليمة واحدة فى الأوقات كلها. وقال الشافعي: هو بالخيار إن شاء أوتر بركعة أو ثلاث أو خمس أو سبع أو تسع أو أحد عشر في الأوقات كلها. وقال الزهري: في شهر رمضان ثلاث ركعات، وفي غيره ركعة. احتج الشافعي بما روي عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال:من شاء أوتر ركعة ومن شاء أوتر بثلاث أو بخمس، ولنا: ما روي عن ابن مسعود وابن عباس وعائشة رضي اللّٰه عنهم أنهم قالوا: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يوتر بثلاث ركعات، وعن الحسن قال: أجمع المسلمون على أن الوتر ثلاث لا سلام إلا في آخرهن، ومثله لا يكذب؛ ولأن الوتر نفل عنده، والنوافل أتباع الفرائض فيجب

---

(١) أحمد بن محمد أبو جعفر الطحاوي، الطحاوي، شرح معاني الآثار، ’’باب الوتر‘‘:ج١،ص:٢٨٥،رقم:١٦٩٥.
(٢) قد سبق تخريجه، ج١،ص:٢٩٢،رقم:١٧٣٩.

أن يكون لها نظيرا من الأصول والركعة الواحدة غير معهودة فرضا وحديث التخيير محمول على ما قبل استقرار أمر الوتر بدليل ما روينا"(١)

"عن عائشة، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة، يوتر من ذلك بخمس، لا يجلس في شيء إلا في آخرها"(٢)

"عن علي، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث، يقرأ فيهن بتسع سور من المفصل، يقرأ في كل ركعة بثلاث سور آخرهن قل هو الله أحد"(٣)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی — **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ

محمد عمران گنگوہی — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — (۱۸/۵/۱۴۳۶ھ)

وتر کے بعد تراویح کی جماعت ہوئی تو وتر کا اعادہ کریں یا نہیں؟

(۷) **سوال:** رویت ہلال رمضان کا اعلان تاخیر سے ہوا لوگ وتر بھی پڑھ چکے تھے اب تراویح کی جماعت ہوئی تو کیا وتر بھی جماعت سے پڑھی جائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: توفیق احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس صورت میں اگر تمام لوگوں نے وتر کی نماز پڑھ لی تھی تو تراویح کے بعد وتر کی جماعت نہ کی جائے کیوں کہ وتر کی نماز پہلے ادا ہو چکی ہے۔(۴)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد عارف قاسمی (۱۰/۱۰/۱۴۲۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(١) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل الكلام ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وتر میں رفع یدین کی حقیقت کیا ہے؟

(۸) **سوال:** ہمارے یہاں وتر نماز کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ شب معراج میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت وتر کی پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو والدین کا عذاب دیکھ کر رفع یدین کیا تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ضمیر الاسلام قاسمی، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کتب حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی ہے؛ اس لئے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۱۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح مکمل کیے بغیر وتر کی جماعت میں شریک ہونا:

(۹) **سوال:** ایک شخص نے امام کے ساتھ تراویح پڑھی مگر شروع کی چار رکعت تراویح چھوٹ گئی تو وہ امام کے ساتھ جماعت وتر میں شریک ہوسکتا ہے اور اپنی تراویح بعد میں پوری کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: توفیق احمد، نانوتہ، سہارنپور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فی مقدار صلاة الوتر، ج۱،ص:۲۰۹.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، "باب صلاة الليل": ج۱،ص:۲۵۴،رقم ۷۳۷.)

(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الوتر، باب ماجاء في الوتر بثلاث": ج۱،ص:۱۰۶،نعیمیہ دیوبند.)

(۴) وإذا صلى الوتر قبل النوم، ثم تهجد لا يعيد الوتر لقوله صلى الله عليه وسلم: لا وتران في ليلة. (أحمد بن أحمد الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، "باب الوتر وأحكامه": ص:۳۸۶، ط: دارالکتاب، دیوبند)

(۱) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جود": ج ۱، ص:۳۷۱ رقم: ۲۶۹۷)

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ شخص امام کے ساتھ نماز وتر پڑھے اور بعد میں اپنی چھوٹی ہوئی تراویح پوری کرلے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۱۳ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مقتدیوں کی رعایت میں مسلک بدل کر نماز پڑھانا:

(۱۰) **سوال:** ایک شخص سعودی عرب امامت کے لیے جاتا ہے، اور وہاں لوگ شافعی المسلک ہیں اور یہ صاحب حنفی المسلک ہیں تو ان صاحب کو سعودی عرب میں شافعی المسلک کے مطابق نماز پڑھانی پڑتی ہے اور پھر یہ ہندوستان آکر اسی حنفی طریقہ پر نماز پڑھتے، پڑھاتے ہیں تو یہ عمل جائز ہے یا نہیں وضاحت فرمائیں؟

فقط والسلام
المستفتی: ابوالقاسم، نوگاؤں آسام

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ عمل بلا کراہت جائز ہے، "**أما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز الخ**" (شامی ج۱، ص۵۶۳) البتہ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے تو کسی حنفی عالم سے دریافت کرلیا جائے کہ اس عمل میں اقتدا کی جائے گی یا نہیں۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ووقتها بعد صلاة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح، فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "باب الوتر والنوافل": ج۲، ص:۴۹۳، ۴۹۴، زکریا دیوبند؛ و الكاساني، بدائع الصنائع، "فصل في مقدار التراويح": ج۱، ص:۶۴۴ زکریا دیوبند)

(۲) وقال البدر العيني: يجوز الاقتداء بالمخالف، وكل بر وفاجر مالم يكن مبتدعا بدعة يكفر بها، ومالم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته في اعتقاده اهـ، وإذا لم يجد غير المخالف ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عشاء کے فاسد ہونے کی صورت میں وتر کی قضاء کا حکم:

(۱۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر کوئی آدمی عشاء کی مکمل نماز ادا کرے پھر اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کی صرف عشاء کی نماز نہیں ہوئی اگر یہ شخص اس عشاء کی نماز کو صبح صادق سے پہلے پہلے ادا کرتا ہے، تو اس شخص کے لیے وتر کا لوٹانا بھی ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر اگلے دن پڑھے، تو کس طرح پڑھے؟ مسئلہ کی مکمل تحقیق مع وضاحت ومع دلائل ومع اختلاف عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: وتر کی نماز امام صاحبؒ کے نزدیک واجب ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سنت ہے، سنت فرض کے تابع ہوتی ہے، اگر فرض نماز نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرنا ہوتا ہے، واجب فرض کے تابع نہیں ہوتی ہے؛ اس لیے اگر فرض کا اعادہ کرنا ہو، تو واجب کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اصول کی روشنی میں اگر کسی کی عشاء کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے اور وتر کی نماز صحیح ہو، تو صاحبینؒ کے مذہب کے مطابق صبح صادق سے پہلے اگر عشاء کا اعادہ کرے، تو وتر کا بھی اعادہ کرنا ہوگا اور اگر صبح صادق کے بعد عشاء کی قضاء کرے، تو سنت کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن امام صاحب کے مذہب کے مطابق کسی صورت میں وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور متاخرین نے امام صاحب کے قول پر فتوی دیا ہے؛ اس لیے اگر کسی نے عشاء کی نماز بلا وضو کے یا ناپاکی کی حالت میں پڑھی، پھر اس نے پاکی کی حالت میں وتر کی نماز پڑھی، بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز نہیں ہوئی ہے، تو صرف عشاء کی نماز لوٹانی ہوگی وتر لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فلا كراهة في الاقتداء به، والاقتداء به أولى من الإنفراد على أن الكراهة لا تنافي الثواب، افاده العلامه نوح. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي، "فصل في بيان الأحق بالإمامة": ص: ۳۰۴، دارالکتاب دیوبند؛ و إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري، ص: ۴۴۴، دارالکتاب دیوبند)

’’وعند أبي حنيفة وقته وقت العشاء؛ لأن الوتر عنده فرض عملا، والوقت إذا جمع بين صلاتين واجبتين كان وقتا لهما جميعا كالفائتة والوقتية. فإن قيل: لو كان وقت الوتر وقت العشاء لجاز تقديمه على العشاء. أجاب بقوله (إلا أنه لا يقدم عليه عند التذكر) يعني إذا لم يكن ناسيا (للترتيب) وعلى هذا: إذا أوتر قبل العشاء متعمدا أعاد الوتر بلا خلاف، وإن أوتر ناسيا للعشاء، ثم تذكر لا يعيده عنده؛ لأن النسيان يسقط الترتيب ويعيده عندهما؛ لأنه سنة العشاء كركعتي العشاء، فلو قدم الركعتين على العشاء لم يجز عامدا كان أو ناسيا، فكذلك الوتر‘‘(١)

’’إن أوتر في وقت العشاء قبل أن يصلى العشاء و هو ذاكر لذلك لم يجز بالاتفاق، و في الكافي: ولو صلى العشاء بلا وضو ثم توضأ و صلى السنة و الوتر، ثم علم أنه صلى العشاء بلا وضوء، يعيد العشاء عنده. و السنة و لايعيد الوتر وعندهما يعيد الوتر، أيضاً‘‘(٢)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(٣/٢: ١٤٤٢ھ)

وتر میں دعاء قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا:

(١٢) **سوال:** ایک شخص کہتا ہے کہ وتر میں دعاء قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے کیا یہ بات درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، دیوبند

(١) محمد بن محمد أكمل الدين البابرتي، العناية شرح الهداية: ج٢،ص:٢٢٤.
(٢) فريد الدين، الفتاوى التاتارخانية: ج٢،ص:٢٩٥.

الجواب وباللہ التوفیق: جی ہاں وتر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

"وقنت فيه، ويسن الدعاء المشهور، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، به يفتى"(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۸/۲٦ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۳) **سوال**: حضرات علماء کرام مسئلہ یہ ہے کہ رمضان میں تراویح کے بعد وتر جماعت سے پڑھی جاتی ہے تو کیا غیر رمضان کی وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عزیز الحق، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: وتر کی جماعت غیر رمضان میں مکروہ تحریمی ہے۔ کبیری میں ہے۔

"ولا يصلى أي الوتر بجماعة إلا في شهر رمضان، ومعناه الكراهة دون عدم الجواز، لأنه نفل من وجه ولأنه لم ينقل عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا عن أحد من الصحابة فتكون بدعة مكروهة"(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/٦/۲۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "باب الوتر والنوافل": ج۲، ص: ۴۴۲، زکریا دیوبند۔)
(۲) إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري، "فصل في النوافل": ص: ۳٦۴، دارالکتاب دیوبند۔)

وتر کے بعد کوئی دوسری نماز پڑھنے کا حکم:

(۱۴) **سوال**: عشاء کی نماز پڑھ کر وتر پڑھ لی ہے اب وتر نماز پڑھ کر کوئی دوسری نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نظیر عالم، مدھوبنی

الجواب وباللہ التوفیق: وتر کے بعد جو چاہے نماز پڑھے کوئی مخالفت نہیں ہے، ہاں صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک نوافل مکروہ ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

رمضان میں وتر جماعت سے کیوں ہے؟

(۱۵) **سوال**: رمضان میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور غیر رمضان میں جماعت سے کیوں نہیں پڑھی جاتی؟

فقط: والسلام
المستفتی: ساجد انور، بلیا

الجواب وباللہ التوفیق: رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ مسنون ہے، جن راتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھائی تھی ان میں وتر بھی پڑھائی تھی اور صحابہ کرامؓ وتابعین سے رمضان میں وتر باجماعت کا اہتمام ثابت ہے اور عام دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے وتر باجماعت ثابت نہیں ہے۔

---

(۱) لا صلاة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس. (أخرجه البخاري في صحيحه، ''كتاب مواقيت الصلاة: باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس،'': ج۱،ص۸۲،۸۳،رقم:۵۶۱)

''ثم بعد عدم كراهة الجماعة في الوتر في رمضان، اختلفوا في الأفضل،في فتاوىٰ قاضي خان:الصحيح أن الجماعة أفضل''(۱)

''الذي يظهر أن جماعة الوتر تبع لجماعة التراويح، وإن كان الوتر نفسه أصلا في ذاته''(۲)

''ويوتر بجماعة في رمضان فقط، عليه إجماع المسلمين، كذا في التبيين الوتر في رمضان بالجماعة أفضل من أدائها في منزله وهو الصحيح''(۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۳۰/۵/۱ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام نے دعاء قنوت چھوڑ دی اور سجدہ سہو کرلیا:

(۱٦)**سوال**: امام نے وتر میں دعاء قنوت چھوڑ دی ہے اور رکوع کر دیا پھر آخر میں سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

اگر امام دعاء قنوت پڑھنے کے لیے رکوع سے اٹھ جائے اور پھر رکوع کرے اور کوئی مسبوق شریک ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد طیب، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: سجدہ سہو کر لینے سے نماز صحیح ہوجائے گی رکوع یا قومہ میں دعاء قنوت کا پڑھنا ممنوع ہے اگر پڑھے گا تب بھی سجدہ سہو لازم ہوگا اگر امام رکوع سے اس لیے اٹھے

(۱)ابن الهمام، فتح القدير: كتاب الصلاة،فصل في قيام شهر رمضان ج۱،ص:۴۸۷.)

(۲) الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح'': ج۲،ص:۵۰۰.)

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح'': ج۱،ص:۱۷٦، زکریا دیوبند.)

کہ دعاء قنوت پڑھے اور پھر رکوع کرے تو یہ دوسرا رکوع لغو ہوگا کیوں کہ پہلا رکوع صحیح ہوگیا؛ لہٰذا جس مسبوق نے اس دوسرے رکوع میں امام کی اقتدا کی تو اس کے حق میں یہ رکعت شمار نہ ہوگی۔

''(ولو نسيه)أي القنوت، ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه لفوات محله. ولا يعود إلى القيام في الأصح، لأن فيه رفض الفرض للواجب. فان عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءة تامة، وسجد للسهو''(۱)

''حتى لو عاد وقنت ثم ركع فاقتدى به رجل، لم يدرك الركعة، لأن هذا الركوع لغو''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۲۹ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وتر وتراویح کا مسجد کی چھت پر ادا کرنا:

(۱۷)**سوال:** فرض نماز مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے تراویح و وتر کا مسجد کی چھت پر ادا کرنا کیسا ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: لیاقت علی، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد کی چھت پر وتر وتراویح کا ادا کرنا جائز ہے، لیکن افضل اور بہتر یہ ہی ہے کہ مسجد کے اصل حصہ میں (جس جگہ نماز فرض ادا کی ہے) نماز تراویح بھی ادا کی جائے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۷/۷/۸ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وتر کی نماز کیا ہے؟

(۱۸)**سوال**: وتر کی نماز کیا ہے واجب، سنت یا نفل؟ یہ بھی سنا ہے کہ اس کی ایک رکعت فرض ہے اور ایک واجب ہے اور ایک سنت ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اس کے بارے میں کوئی نص موجود ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو براہ کرم تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: فاروق احمد، کہرلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وتر کی نماز کے سلسلے میں حضرات فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ وتر کو واجب قرار دیتے ہیں جب کہ صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہؒ وتر کو سنت قرار دیتے ہیں اور دونوں حضرات کے پاس دلائل ہیں یہ جو آپ نے سنا کہ ایک رکعت فرض ایک واجب اور ایک سنت ہے یہ کسی کا بھی قول نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وجوب کے دلائل یہ ہیں:

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ۲،ص:۴۴۶، ۴۴۷ .)

(۲)الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ” باب الوتر“: ج۲،ص:۶۶۷ .)

(۳)ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد اهـ. ويلزمه كراهة الصلاة أيضاً فوقه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد“: ج۲،ص:۴۲۸، زکریا دیوبند)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه، ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة، كذا فى الغرائب. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ” “: ج۱،ص:۳۲۳)

و إن صلى أحد فى بيته بالجماعة حصل لهم ثوابها وأدركوا فضلها، ولكن لم ينالوا فضل الجماعة التي تكون في المسجد لزيادة فضيلة المسجد وتكثير جماعته وإظهار شعائر الإسلام. (إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ”باب التراويح“: ص:۴۰۲)

وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه أفضل، وإن صلى أحد فى البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح“: ج۲،ص:۴۹۵، زکریا دیوبند)

(۱) حضرت خارجہ بن حذافہؓ کی حدیث ہے:

’’إن اللّٰہ أمدکم بصلاۃ ھي خیر لکم من حمر النعم : الوتر، جعلہ اللّٰہ لکم فیما بین صلاۃ العشاء إلی أن یطلع الفجر‘‘(۱)

’’عن أبي سعید الخدريؓ قال: قال رسول اللّٰہ علیہ وسلم:من نام عن وترہ أو نسیہ فلیصلہ إذا ذکرہ‘‘(۲)

’’عن بریدۃؓ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول : الوتر حق، فمن لم یوتر فلیس منا‘‘(۳)

اسی طرح وتر کی نماز تین رکعات ایک سلام سے ہیں۔ اس سلسلے میں احناف کے پاس مختلف روایتیں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

’’عن عائشۃ رضي اللّٰہ عنھا، أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان لا یسلم في رکعتي الوتر. إسنادہ صحیح‘‘(۴)

’’قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یسلم في الرکعتین الأولیین من الوتر وقال: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین واقرأ علیہ الذھبي في تلخیصہ وقال: علیٰ شرطھما. اھـ. وعنھا قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم إلا في آخرھن‘‘(۵)

’’واستشھد بہ قال وھذا وترا یسر وعنہ أخذہ أھل المدینۃ وسکت عنہ الذھبي في تلخیصہ فھو حسن وکذا نقلہ عن عمر بن الخطاب الزیلعي في نصب

---

(۱) أخرجہ الترمذي، في سننہ، ’’أبواب الوتر، باب ما جاء في الوتر‘‘: ج۱،ص:۱۰۳، رقم:۴۵۲.)

(۲) أخرجہ أبو داؤد، في سننہ، ’’کتاب الصلاۃ، باب تفریع أبواب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر‘‘: ج۱،ص: ۲۰۳، رقم:۱۴۳۱.)

(۳) أخرجہ أبو داؤد، في سننہ، ’’باب في من لم یوتر‘‘: ج۱،ص:۲۰۱، رقم:۱۴۱۹.)

(۴) أخرجہ النسائي، في سننہ، کتاب قیام اللیل و تطوع النھار، باب کیف الوتر بثلاث، ج۱،ص۱۹۱، رقم۱۶۹۸

(۵) أخرجہ الحاکم: ج۱،ص:۳۰۴.)

الراية. (۱/۲۷۱) بلفظ لا يسلم و كذا نقله الحافظ في الدراية (۱۱۴) بلفظ لا يسلم إلا في آخرهن و كلاهما عزاه إلى الحاكم''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۶/۴ھ)

وتر کس وقت پڑھنا افضل ہے؟

(۱۹) **سوال:** وتر اور وتر کے بعد کے نفل عشاء کے فوراً بعد پڑھنا بہتر ہے یا تہجد کے بعد اخیر شب میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ساگر میڈیکل، سیتاپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر تہجد میں اٹھنے کا عزم ہو اور آنکھ کھل جاتی ہو یا تہجد پڑھنے کی عادت ہو، تو وتر بھی تہجد ہی کے وقت میں اور وہ نفل بھی اسی وقت پڑھنے چاہئیں۔ (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۲/۱۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ''أبواب الوتر باب الايثار بثلاث موصولة وعدم الفصل بينهن بالسلام الخ'': ج ٦، ص: ۲۸، ۳۰)

(۲) عن أبي سلمة، قال: سألت عائشة، عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: كان يصلي ثلاث عشرة ركعة؛ يصلي ثمان ركعات، ثم يوتر، ثم يصلي ركعتين وهو جالس، فإذا أراد أن يركع قام، فركع، ثم يصلي ركعتين بين النداء والإقامة من صلاة الصبح. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الصلاة، باب صلاة الليل'': ج ۱، ص: ۲۵۴)

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا. (أخرجه البخاري في صحيحه، ''باب ليجعل آخر صلاته وتراً'': ج ۱، ص ۱۳٦، رقم: ۹۹۸)

حرمین میں حنبلی امام کے پیچھے وتر کی نماز:

(۲۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) ایک حنفی شخص کو حرمین شریفین میں وتر کی نماز جو حنبلی طریقہ پر ادا ہوتی ہے جماعت کے ساتھ کیسے ادا کرنی چاہیے یا انفرادی ادا کرے؟

(۲) رمضان میں حرمین میں جو قیام اللیل کی نماز باجماعت ادا کی جاتی کیا حنفی اس میں شامل ہوسکتا ہے؟

(۳) حرمین کے علاوہ میں رمضان کے میں قیام اللیل جماعت کے ساتھ اور بغیر جماعت اس کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: فرزند علی، مید پور، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) حرمین شریفین میں حنفی حضرات کے لیے حنبلی طریقہ کے مطابق جماعت کے ساتھ وتر کی نماز درست ہے، یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور بعض ائمہ احناف نے اس کی اجازت دی ہے؛ اس لیے حرمین میں اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

”لو اقتدی حنفي بشافعي في الوتر وسلم ذلك الشافعي الإمام علی الشفع الأول علی وفق مذهبه، ثم أتم الوتر، صح وتر الحنفي عند أبي بكر الرازي و ابن وهبان“(۱)

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نے حضرت شیخ الہند کی یہی رائے نقل کی ہے کہ ان کے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے۔

”و لا عبرة بحال المقتدي وإليه ذهب الجصاص وهو الذي اختاره لتوارث السلف اقتداء أحدهم بالأخر بلا نكير مع كونه مختلفين في الفروع، وكان مولانا شيخ الهند محمود الحسن، أيضاً: يذهب إلی مذهب الجصاص“(۲)

(۱) البنوري، معارف السنن: ”أبواب الوتر، تفصيل المذاهب في عدد ركعات الوتر“ ج۴، ص:۱۷۰، کراچی۔)

(۲) الكشميري، فيض الباري: ج۱، ص:۳۵۲۔)

(۲) حرمین میں جو قیام اللیل کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے حنفی شخص کے لیے اس میں شامل ہونا درست ہے؛ اس لیے کہ جو ائمہ امامت کرتے ہیں ان کے مذہب میں وہ نماز مشروع ہے مکروہ نہیں۔ ''أما النوافل فمنها ما تسن فيه الجماعة وذلك كصلاة الاستسقاء والتراويح والعيدين ومنها ما تباح فيه الجماعة، كصلاة التهجد ورواتب الصلوات المفروضة''(۱)

(۳) نفل یا تہجد کی نماز رمضان میں یا غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ مکروہ ہے؛ اس لیے کہ احناف کے یہاں نفل کی جماعت نہیں ہے ہاں اگر بغیر تداعی کے جماعت ہو اس طور پر کہ دو تین لوگ شریک ہو جائیں، تو درست ہے اور تداعی کے ساتھ نفل کی جماعت مکروہ ہے اور چار یا چار سے زائد افراد کا ہونا یہ تداعی ہے۔

''ولا يصلي الوتر و لا التطوع بجماعة خارج رمضان، أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة بواحد. و في الشامية: و أما إقتداء واحد بواحد أو اثنين بواحد فلا يكره، و ثلاثة بواحد فيه خلاف''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۲/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) الجزيري، الفقه على المذاهب الأربعة، ''باب هل تصح امامة الصبي'': ج۱، ص: ۳۷۱.

(۲) الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر، و النوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي الخ'': ج۲، ص: ۵۰۰.

فصل ثانی:

قنوت نازلہ کا بیان

کورونا وائرس کے خاتمے کے لیے دعا قنوت کا اہتمام کرنا

(۲۱) **سوال**: کیا کورونا وائرس کے خاتمہ کے لیے دعاء قنوت کا اہتمام کرنا چاہیے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا اور مصیبت کے وقت دعاء قنوت کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ کورونا وائرس ایک وباء اور مصیبت ہے؛ اس لئے اس گھڑی میں دعاء قنوت کا اہتمام ہونا چاہیے، احناف کے یہاں صرف فجر کی نماز میں دعاء قنوت ہے اس لیے فجر کی نماز میں دعاء قنوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

"النازلة: الشديدة من شدائد الدهر، ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل ...... إلى أن قال ...... قال الحافظ أبو جعفر الطحاوي: إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به، فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم"(۱)

"ليس مشروعاً عندنا في الفجر، إلا إذا نزلت نازلة كالطاعون وغيره. فإن الإمام حينئذ يقنت في الفجر كما ذكره الشمني"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۱: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة": ج ۲، ص: ۴۴۸۔)

(۲) المرغيناني، حاشية هداية، "باب صلاة الوتر": ج ۱، ص: ۱۴۵، حاشیہ: ۷۔)

نماز میں قنوت نازلہ پڑھنے کی شرعی حیثیت:

(۲۲) **سوال:** نماز میں جو قنوت نازلہ ہورہی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر امام اس میں اٹک جائے تو مقتدی لقمہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقبول احمد، جموں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتنہ وفساد، وبا وطاعون یا دیگر آفات اگر عام ہوجائیں، یا کسی ملک میں مسلمانوں کا قتل عام ہورہا ہو یا دشمن نے حملہ کردیا ہو تو اس سے نجات کے لیے فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قیام کی حالت میں دعائے قنوت کا اہتمام ہونا چاہئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، جب ستّر قراء کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک دعائے قنوت کا اہتمام کیا تھا جس میں آپ نے ان قبیلوں پر بد دعا کی تھی، معلوم ہوا کہ اجتماعی مصائب وآلام کے حالات میں دعائے قنوت کا اہتمام نہ صرف شرعاً جائز ہے؛ بلکہ احادیث سے ثابت ہونے کی وجہ سے مستحب اور مسنون ہے۔ دعائے قنوت کے الفاظ مختلف ہیں اور قرآن کے کلمات نہیں ہیں اس لیے افضل تو یہی ہے کہ لقمہ نہ دیا جائے، لیکن اگر کوئی لقمہ دے دے تو بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔

’’ولا يقنت إلا لنازلة فيقنت الإمام في الجهرية، قال في الصحاح :النازلة الشديدةمن شدائد الدهر، لكن في الأشباه عن الغاية: قنت في صلاة الفجر الخ‘‘(۱)

’’عن أنس بن مالك رضي الله، قال: قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا بعد الركوع في صلاة الصبح، يدعوا على رعل وذكوان، ويقول: عصية عصت الله ورسوله‘‘(۲)

---

(۱) الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، ’’كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل‘‘: ج۲ص:۴۴۸،۴۴۹۔)

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة‘‘: ج۱ص:۲۳۷،رقم:۶۷۷۔)

”وقد روي عن الصديق: أنه قنت عند محاربة الصحابة مسيلمة وعند محاربة أهل الكتاب، وكذلك قنت عمر، وكذا على في محاربة معاوية ومعاوية في محاربته، إلا ان هذا ينشئ لنا أن القنوت للنازلة مستمر لم ينسخ وبه قال جماعة من أهل الحديث“(١)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۲:۱۴۴۴ھ)

دعائے قنوت کی جگہ کچھ اور پڑھنا:

(۲۳)**سوال:** دعائے قنوت یاد نہیں رہتی اور یاد ہوتی بھی ہے تو غلط پڑھا جاتا ہے تو اس کی جگہ پر کوئی قرآنی سورت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالحسن، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: دعاء قنوت اور قنوتِ نازلہ وغیرہ یاد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور جب تک صحیح یاد نہ ہو ”ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار“ اس کی جگہ پڑھ لی جائے اور اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو سورۂ اخلاص وغیرہ ﴿قل هو الله أحد الله الصمد﴾ پوری سورت پڑھ سکتے ہیں۔(٢)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۷/۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(١) ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر“: ج ۱، ص: ۴۵۱، مکتبۃ الاتحاد، دیوبند۔

(٢) من لم يحسن القنوت يقول: ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. كذا في المحيط أو يقول: اللّٰهم اغفرلنا ويكرر ذلك ثلاثاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر“: ج ۱، ص: ۱۷۰، زکریا دیوبند)

وتر کی تیسری رکعت میں رکوع میں شرکت کرنے والا قنوت پڑھے گا یا نہیں؟

(۲۴)**سوال:** رمضان المبارک میں مسبوق کو وتر کی آخری رکعت رکوع میں ملی ہے اب جب اپنی وتر پوری کرے گا تو قنوت پڑھے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فیروز، بیگوسرائے

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں جب کہ وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں مسبوق شریک ہوا اور تیسری رکعت اس نے پالی تو تیسری رکعت میں اس کے آنے سے پہلے جو کچھ امام نے کیا ہے یہ مسبوق اس کا پانے والا کہلائے گا اس لیے مسبوق مذکور امام کے بعد اپنی دو رکعت ادا کرے مگر قنوت نہیں پڑھے گا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۵/۴/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قنوت نازلہ میں کسی ملک کا نام لے کر دعاء کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۲۵)**سوال:** ہمارے گاؤں کی مسجدوں میں قنوت نازلہ پڑھی جارہی ہے تو کچھ امام قنوت نازلہ میں کسی ایک ملک کا نام لے کر پڑھتے ہیں مثلاً برما وغیرہ یعنی اس کو ایک ملک کے نام خاص کردیتے ہیں تو اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح قنوت نازلہ میں ایک ملک کا نام لے کر پڑھنا کیسا ہے اور اس سے نماز میں کوئی فرق پڑتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑتا ہے تو جو نمازیں پڑھی جاچکی ہیں ان کا

---

(۱) قوله : فيقنت مع إمامه فقط: لأنه آخر صلاته، ومايقضيه أولها حكما في حق القراءة وما أشبهها وهو القنوت. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۴۴۸)

کیا حکم ہے، یعنی ان کی قضاء کی جائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالم، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قنوت نازلہ میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرنے اور کسی ملک کا نام لینے کی اجازت ہے اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلوں کا نام لے کر لعنت فرمائی ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۹/۱۲/۱۴۳۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز وتر میں دعائے قنوت کے بجائے سورۂ اخلاص پڑھنا:

(۲۶) **سوال:** نماز وتر میں سورۂ اخلاص دعاء قنوت کے قائم مقام ہوسکتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سہیل اشرف، بجنور

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: سورۂ اخلاص کا دعاء قنوت کے قائم مقام ہونا منقول نہیں ہے، تاہم اگر کسی کو اس کے علاوہ کچھ یاد ہی نہ ہوتو وہ سورۂ اخلاص ہی پڑھ لے۔

”ومن لا يحسن القنوت يقول: ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار وقال ابو الليث: يقول: اللهم اغفرلي، يكررها ثلاثا وقيل يقول يا رب ثلثاً. ذكره في الذخيرة“ (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۹/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن سالم عن أبيه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جمعۃ الوداع میں قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲۷)**سوال**: جمعۃ الوداع میں قنوت نازلہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد صغیر احمد، چرتھاول

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احناف کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا مسنون ہے، جمعہ کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا سنت نہیں ہے۔

”وهو صريح في أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر، دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية“(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دعاء قنوت اور عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سنت ہے یا واجب؟

(۲۸)**سوال**: وتر میں دعاء قنوت کے وقت کہی جانے والی تکبیر اور عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کہنا سنت ہے یا واجب؟ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......من الركعة الآخرة من الفجر يقول: اللّٰهم العن فلانا وفلاناً وفلاناً. (أخرجه البخاري في صحيحه، ”كتاب المغازي، باب: ليس لك من الأمر شيء“: ج۲،ص:۵۸۲،رقم:۴۰۶۹)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في منكر الوتر والسنن أو الإجماع“: ج۲،ص:۴۴۳،زکریا دیوبند.)

(۱)ابن عابدين، رد المحتار، ”باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت النازلة“: ج۲،ص:۴۴۹،زکریا دیوبند.)

الجواب وباللہ التوفیق: دعاء قنوت کے لیے اور عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سنت ہے، البتہ دعاء قنوت واجب ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۱/۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تراویح کی اخیر رکعت میں قنوت نازلہ پڑھنا:

(۲۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

زید تراویح کی اخیر رکعت میں قنوت نازلہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھتا ہے تو کیا اخیر رکعت میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ اور درود شریف پڑھ سکتا ہے؟ قنوت نازلہ کے اخیر میں درود شریف ہے کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت نازلہ میں درود شریف ہے کیا؟ حدیث قرآن کی روشنی میں مدلل جواب فرمائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد راشد حسین، ایم پی

الجواب وباللہ التوفیق: ہمارے یہاں بہتر اور راجح تو یہی ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھی جائے مگر چوں کہ بعض علماء نے دوسری جہری نمازوں میں بھی جائز کہا ہے اس لیے تراویح میں اگر قنوت نازلہ پڑھ لی تو بھی نماز درست ہوگئی۔

قنوت نازلہ میں درود شریف کا پڑھنا بھی جائز ہے کیوں کہ درود شریف کے پڑھنے سے دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

’’وقال الحافظ أبو جعفر الطحاوي: إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية، فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به، فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم؛

---

(۱) إن المراد به تكبيرة الافتتاح ولأن الأمر للايجاب وما ورأها ليس بفرض. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق: ج۱، ص: ۲۹۰، سعید کمپنی کراچی)

وأما القنوت في الصلوات كلها للنوازل فلم يقل به إلا الشافعي، وكأنهم حملوا ما روي عنه عليه الصلاة والسلام أنه قنت في الظهر والعشاء كما في مسلم''

''وأنه قنت في المغرب أيضاً كما في البخاري على النسخ لعدم ورود المواظبة والتكرار الواردين في الفجر عنه عليه الصلاة والسلام اهـ. وهو صريح في أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية''(۱)

الجواب صحيح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۸/۱۰/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قنوتِ نازلہ کب پڑھی جاتی ہے؟

(۳۰) **سوال:** قنوت نازلہ کب اور کب تک پڑھی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری ارشاد، مدراس

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قنوت نازلہ نماز فجر میں اس وقت پڑھی جاتی ہے جب عام مسلمان کسی مصیبت و پریشانی میں پڑ جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے سخت ترین مصائب میں قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہے اور حالات درست ہونے پر موقوف کردی جائے۔

''عن عاصم عن أنس: إنما قنت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم (أي الفجر) شهراً يدعو على أناس قتلوا أناسا من أصحابه يقال لهم: القراء''(۲)

''عن عاصم بن سليمان قلنا لأنس: إن قوماً يزعمون أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لم يزل يقنت في الفجر، فقال: كذبوا. إنما قنت شهراً واحداً يدعو على حي من

(۱) الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''باب الوتر والنوافل'': ج۲ص:۴۴۹.)

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب القنوت في جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة'' : ج۱، ص۲۳۷، رقم: ٦٧٧.)

أحياء المشركين"[١]

"ووفق شيخنا بين رواية الطحاوي عن أئمتنا أولا وبين ما حكى عنه شارح المنية: بأن القنوت في الفجر لا يشرع لمطلق الحرب عندنا وإنما يشرع بلية شديدة تبلغ بها القلوب الحناجر، والله اعلم، ولو لا ذلك للزم الصحابة القائلين بالقنوت النازلة أن يقنتوا أبداً ولا يتركوه يوما لعدم خلو المسلمين عن نازلة ما غالباً، لا سيما في زمن الخلفاء الأربعة"[٢]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۸/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دعائے قنوت کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھنا:

(۳۱) **سوال**: وتر میں دعائے قنوت کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی اور سجدہ سہو بھی نہ کیا تو کیا اس کی نماز ہوگئی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عادل شاہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے قبل تکبیر کے بعد کوئی بھی دعا جو کلام الناس کے مشابہ نہ ہو پڑھی جا سکتی ہے، دعاء قنوت کی جو مشہور دعا وتر میں پڑھی جاتی ہے"**اللهم إنا نستعينك**" وہ دعا پڑھنا سنت ہے واجب نہیں ہے۔ اس لیے اس کی جگہ اگر کسی نے کوئی سورہ پڑھ لی، یا کوئی دعا پڑھ لی، یا سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا اور نماز درست ہو جائے گی، اس لیے آپ کی نماز درست ہوگئی۔

"وليس في القنوت دعاء مؤقت، كذا في التبيين. و الأولى أن يقرأ: اللّهم إنا نستعينك، و يقرأ بعده :اللّهم اهدنا فيمن هديت. و من لم يحسن القنوت يقول:

(١) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن: ج٦،ص:٩٦،رقم:١٧١١.)

(٢) أيضاً:

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِیْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. كذا في المحيط. أو يقول: اللّهم اغفرلنا، و يكرر ذلك ثلاثاً، وهو اختيار أبي الليث، كذا في السراجية"[۱]

"(قوله: ويسن الدعاء المشهور) قدمنا في بحث الواجبات التصريح بذلك عن النهر. وذكر في البحر عن الكرخي أنّ القنوت ليس فيه دعاء مؤقت، لأنه روي عن الصحابة أدعية مختلفة، و لأنّ المؤقت من الدعاء يذهب برقة القلب......ومن لا يحسن القنوت يقول: ربنا آتنا في الدنيا حسنة. الآية. وقال ابو الليث يقول: اللهم اغفرلي، يكررها ثلاثا،وقيل يقول : يارب ثلاثا،ذكره في الذخيرة اهـ."[۲]

"وهو أن يقول: اللهم انا نستعينك ونستهديك ونستغفرك ونتوب إليك ونؤمن بك......الخ ويجوز أن يقتصر في دعاء القنوت على نحو قوله: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِیْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ أو يقول يا رب ثلاثا أو اللهم اغفرلي ثلاثا لأنه غير مؤقت في ظاهر الرواية مطلقا سواء كان يحسن الدعاء أو لا"[۳]

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۵/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

رکوع میں جانے کے بعد قنوت کے لیے واپس کھڑا ہونا:

(۳۲) **سوال**: وتر کی تیسری رکعت میں قنوت بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا تو

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية،"الباب الثامن في صلاة الوتر": ج۱ص:۱۷۰،زکریا دیوبند.)
(۲) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل" : ج۲ص:۴۴۲،۴۴۳.)
(۳) الطحطاوي، حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح: ج۱ص:۲۸۰.)

واپس کھڑے ہوکر میں نے قنوت پڑھی اور پھر رکوع کیا اور آخیر میں سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عاکف عارف، میرٹھ

الجواب وباللّٰه التوفيق: وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلے جانے اور پھر یاد آنے پر واپس نہیں لوٹنا چاہیے تھا؛ بلکہ اخیر میں سجدہ سہو کرنے سے نماز مکمل ہوجاتی۔ لیکن اگر واپس کھڑے ہوکر دعائے قنوت پڑھ لی تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوئی اور جب آخر میں سجدہ سہو کرلیا تو تلافی ہوگئی اور وتر کی نماز درست ہوگئی۔ لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

’’كما لو سها عن القنوت فركع فإنه لو عاد وقنت لاتفسد صلاته على الأصح‘‘(۱)

فقط واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۵/۱۴۴۳ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا:

(۳۳۳) **سوال:** آج کل فجر کی نماز میں دعاء قنوت بکثرت ہمارے امام صاحب پڑھتے ہیں؛ لہٰذا دعاء قنوت پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ کس امام کا مذہب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ذاکر قاسمی، میدپور، میرٹھ

الجواب وباللّٰه التوفيق: حوادثات اور فتنوں کے وقت صبح کی نماز میں دعاء قنوت احناف کے یہاں بھی جائز ہے۔

’’لما رواه الإمام أبوحنيفة رحمه الله عن ابن مسعود رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يقنت في الفجر قط إلا شهراً واحدا لم ير قبل

(۱) الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، ج:۲،ص:۸۴.

ذلك ولا بعده وإنما قنت فی ذلك الشهر یدعوا علی أناس من المشرکین وکذا في الصحیحین أنه علیه الصلاة والسلام قنت شهرا یدعوا علی قوم من العرب ثم ترکه''[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قنوت نازلہ پڑھنے کے بعد رکوع میں تین تسبیح کی بقدر ٹھہرنے سے نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۳۴)**سوال:** امام قنوت نازلہ کے بعد رکوع میں چلا گیا اور تین تسبیح کہنے کے برابر پڑھ کر یاد آنے پر سجدہ کیا اور پھر بغیر سجدہ سہو کیے سلام پھیر دیا نماز ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری محمد راغب، مرزاپور پول

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں تاخیر رکن کی بناء پر سجدہ سہو واجب تھا اور وہ نہیں کیا گیا تو ترک واجب لازم آیا پس ترک واجب کی بناء پر اعادہ واجب ہوگا۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۷/۷/۳۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ابن نجیم، البحر الرائق: ج۲،ص:۴۴.)

(۲)أوإعادتها بترکه عمدا أي ما دام الوقت باقیا وکذا في السهو إن لم یسجد له وإن لم یعدها حتی خرج الوقت تسقط مع النقصان، وکراهة التحریم، ویکون فاسقا آثما وکذا الحکم في کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم ...... والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولی، لأن الفرض لا یتکرر کما في الدر وغیره. ویندب إعادتها لترك السنة. (الطحطاوي، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة، فصل في بیان واجب الصلاة'':ص:۲۴۷،۲۴۸)

قنوتِ نازلہ کن حالات اور کس نماز میں پڑھی جائے؟

(۳۵)**سوال**: قنوت نازلہ کن نمازوں میں پڑھی جائے اور کیا وہ حالات آج رونماء ہیں کیوں کہ اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے کہ قنوت نازلہ کے لیے موجودہ وقت میں اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اسلام دشمن عناصر ہر وقت اور اب اونچی سطح سے اس بات کے لیے کوشاں اور اسکیمیں بنا رہے ہیں کہ ہندوستان سے مسلمانوں کو یا تو ملک بدر کر دیا جائے یا نسل کشی کر دی جائے اور کن کن باتوں اور حالات کو تحریر میں لایا جائے کہ کس کس طرح مسلم قوم کے زندہ رہنے کی حالت کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں قنوت نازلہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: انوار الحق، مسجد کٹیسرہ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: جن حالات سے مسلمان گزر رہے ہیں بلاشبہ وہ اس کے مقتضی ہیں کہ دعائے قنوت پڑھی جائے عندالاحناف نماز فجر میں پڑھی جائے اور کسی نماز میں نہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۹؍۳؍۱۴۰۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة'': ج۲،ص:۴۴۹)

قال الإمام النووي:القنوت مسنون فى صلاة الصبح دائما، وأما في غيرها ففيه ثلاثة أقوال،والصحيح: المشهور أنه إذا نزلت نازلة كعدو أو قحط أو وباء أو عطش أو ضرر أو ظاهر فى المسلمين، ونحو ذلك قنتوا في جميع الصلوات المكتوبة، وإلا فلا. ذكره الطيبي، وفيه أن مسنونيته في الصبح غير مستفادة من هذا الحديث. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،''كتاب الصلاة، باب القنوت'': ج۳،ص:۹۵۸)

والقنوت في الفجر لا يشرع لمطلق الحرب عندنا، وإنما يشرع لبلية شديدة تبلغ بها القلوب الحناجر ولولا ذلك يلزم الصحابة القائلين بالقنوت للنازلة أن يقنتوا أبداً ولا يتركوه يوماً لعدم خلو المسلمين عن نازلة ما غالبا، لا سيما في زمن الخلفاء الأربعة قلت: وهذا هو الذي يحصل به الجمع بين الأحاديث المختلفة في الباب. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن،''كتاب الصلاة:أبواب الوتر،تتمة في بقية أحكام قنوت النازلة'': ج۶،ص:۹۶،ادارة القرآن کراچی)

قنوت نازلہ میں دیگر دعائیں کرنا:

(۳۶) **سوال:** امام صاحب نے نماز فجر میں عربی زبان میں بابری مسجد اور فلسطین کا نام لے کر قنوت نازلہ میں دعاء کی ہے بعض نمازی اعتراض کررہے ہیں کہ نماز نہیں ہوئی؛ کیوں کہ اس طرح کی دعاء جس میں اپنے انداز میں اور اپنی زبان میں اضافہ کیا گیا ہو حدیث سے منقول نہیں ہے، تو اس طرح قنوت نازلہ میں اضافہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید مجیب اللہ، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں نماز فاسد نہیں ہوئی، نماز صحیح اداء ہوگئی نماز میں تسبیحات بھی ہیں قرآن بھی ہے تکبیرات بھی ہیں التحیات بھی الی آخرہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی ہے اور دعاء بھی ہے والدین کے لیے استغفار اور جمیع مؤمنین ومؤمنات کے لیے دعاء بھی ہے؛ البتہ فجر کی نماز میں دعاء قنوت کا پڑھنا رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت ہے یہ بھی دعا پڑھی ''**اللهم إنا نستعينك** سے یا **اللهم إهدنا في من هديت**'' سے شروع ہو۔

(بدائع الصنائع) میں ہے: ''**و أما دعاء القنوت فليس في القنوت دعاء مؤقت ...... لأنه روي عن الصحابة أدعية مختلفه في حال القنوت ...... ولأنه لا توقيت في القرآن لشيء من الصلاة ففي دعاء القنوت أولىٰ**''[1] اور یہ دعا مصائب ونوازل میں پڑھی جاتی ہے اور اس کا اصل حکم باقی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء قنوت میں قبیلہ مضر، رعل، اور ذکوان کا نام لے کر ان کے خلاف دعا کی ہے ''**أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يدعوا على قبائل**'' اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرامؓ کی جماعت سے منقول ہے کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی:

''**أن النبي صلى الله عليه وسلم قنت شهراً يدعوا في الصبح على أحياء من**

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''فصل في القنوت'': ج ۱، ص: ۶۱۴، زکریا دیوبند۔

أحياء العرب على رعل وذكوان''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۹/۲۰: ۱۴۱۳ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

حنفی حضرات قنوت نازلہ میں رفع یدین کریں یا نہ کریں؟

(۳۷)**سوال**: حنفی حضرات قنوت نازلہ میں رفع یدین کریں یا نہ کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سرفراز، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: بلیہ ونوازل کی حالت میں فجر کی نماز میں قنوت نازلہ کا اصل حکم قائم ہے۔ فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں رفع یدین افضل نہیں ہے۔

''والذي يظهر لي أن المقتدي يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن وإنه يقنت بعد

(۱)أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب المغازي، باب غزوة الرجيع، و رعل الخ'': ج۲،ص:۵۸۵،رقم: ۴۰۹۰).

سالم عن أبيه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه من الركوع الركعة الآخرة من الفجر يقول: اللهم العن فلانا وفلانا وفلانا بعد ما يقول: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد. فأنزل الله ﴿ليس لك من الأمر شيء﴾ إلى قوله ﴿فإنهم ظالمون﴾. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب المغازي'': ج۲، ص:۵۸۲،رقم:۳۹۲۲،ف:۴۰۶۹)

أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قنت شهرا في صلاة الصبح يدعو على أحياء من أحياء العرب على رعل وذكوان وعصية وبنى لحيان. زاد خليفة: حدثنا يزيد بن زريع، حدثنا سعيد، عن قتادة، حدثنا أنس أن أولئك السبعين من الأنصار قتلوا ببئر معونة. (أخرجه البخاري، في صحيحه،''باب غزوة الرجيع، ورعل وذكوان،و بئر معونة. النسخة الهندية'':ج۲،ص:۵۸۴،رقم:۴۰۹۰)

غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية. (ابن عابدين، رد المحتار،''كتاب الصلاة'':ج۲،ص:۴۴۹)

وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله، بدليل أن ما استدل به الشافعي على قنوت الفجر. وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع، حمله علماؤنا على القنوت للنازلة،ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح، بأنه بعده؛ واستظهر الحموي أنه قبله، والأظهر ما قلناه،والله أعلم.(ابن عابدين، رد المحتار،''كتاب الصلاة'':ج۲،ص: ۵۴۲)

الركوع لا قبله"[۱]

اس کے لیے ارسال تو ہے ہی؛ لیکن رفع یدین کے بارے میں بدائع الصنائع جلد: ۳،ص: ۳۷۲ میں ہے۔

"روي عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا أراد أن يقنت كبر وقنت وأما رفع اليدين، فلقول النبي صلى الله عليه وسلم: لا ترفع اليدين إلا في سبعة مواطن وذكر من جملتها القنوت"[۲]

لیکن شامی میں یہ حدیث اس طرح منقول ہے۔

"لا ترفع الأيدي إلا في سبع مواطن: عند افتتاح الصلاة وفي العيدين والقنوت في الوتر وعند استلام الحجر الخ"[۳]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین قنوت وتر کے ساتھ ہے قنوت نازلہ کے وقت نہیں؛ لیکن عمومی جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوت نازلہ سے قبل بعد الرکوع رفع یدین ہے۔

بظاہر دونوں صورتیں جائز ہیں، فرق اولیت اور افضلیت کا ہوگا۔ لہٰذا اس مسئلہ میں نزاع اور بحث نہ ہونی چاہیے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۱۳: ۱۴۱۳ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قنوت نازلہ کن اوقات میں پڑھی جاتی ہے؟

(۳۸) **سوال**: قنوت نازلہ کن اوقات میں پڑھی جاتی ہے، کیا نماز فجر میں مستقل ادا کی جا سکتی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵/روز متواتر قنوت نازلہ پڑھی تھی، بہر حال قنوت نازلہ کی

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة": ج۲،ص:۴۴۹.)

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة، وقت الوتر و صفة القرائة فيه": ج۱،ص: ۶۱۲.)

(۳) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة، حكم رفع اليدين": ج۱،ص:۴۸۵.)

وضاحت کے لیے فتویٰ درکار ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ناظم جامعہ اردو علی گڈھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حادثات ومصائب کے وقت قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔

’’إذا وقعت نازلة قنت الإمام في الصلاة الجهرية، لكن في الأشباه عن الغاية: قنت في صلاة الفجر و يؤيده ما في شرح المنية ......قال الحافظ أبو الجعفر الطحاوي: إنما لا يقنت عندنا في الصلاة الفجر من غير بلية‘‘(۱)

مذکورہ عبارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ بغیر مصیبت وحادثات کے پڑھنے کی اجازت نہیں قاریوں کی شہادت کے بعد رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک پڑھی۔

اس کے بعد چوں کہ کوئی حادثہ فاجعہ ایسا پیش نہیں آیا، تو پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ بن کذاب مدعی نبوت سے جنگ کی اور اس کی وجہ سے پیش آمدہ فتنہ کے وقت دعاء قنوت نماز فجر میں پڑھی، ایسے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پڑھنا ثابت ہے، اسی طرح موجودہ وقت میں مسلمان جن حالات سے گزر رہے ہیں اور فتنوں کا سامنا ہے، ایسے وقت میں نماز فجر میں حالات کے سازگار ہونے تک دعاء قنوت پڑھنا بلا شبہ جائز اور درست ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۹/۱۱/۱۴۴۰ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ابن عابدين، رد المحتار، ’’باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة‘‘: ج۲،ص:۴۴۸، ۴۴۹.)

(۲)أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قنت شهرا في صلاة الصبح يدعو على أحياء من أحياء العرب؛ على رعل وذكوان، وعصية وبنى لحيان، زاد خليفة : .... أولئك السبعين من الأنصار قتلوا ببئر معونة. (أخرجه البخاري،في صحيحه، كتاب المغازي، باب غزوة الرجيع و رعل و ذكوان و بئر معونة. النسخة الهندية‘‘: ج۲،ص:۵۸۴،رقم:۴۰۹۰) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قنوت نازلہ کے دوران مقتدی کا آمین کہنا:

(۳۹)**سوال**: اگر امام نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھے تو مقتدی کا آمین کہنا کیسا ہے؟ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابوحسان، پالنپوری

الجواب وباللہ التوفیق: خاموش رہنا بہتر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۴/۱۴۳۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

قنوت نازلہ میں واحد کا صیغہ استعمال کرے یا جمع کا؟

(۴۰)**سوال**: منفرد شخص قنوت نازلہ میں واحد متکلّم کا صیغہ استعمال کرے یا جمع متکلم کا براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية. (ابن عابدين، رد المحتار، ''باب الوتر والنوافل'': ج۲، ص:۴۴۹، زکریا دیوبند)

وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله، بدليل أن ما استدل به الشافعي على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع، حمله علماؤنا على القنوت للنازلة، ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح بأنه بعده؛ واستظهر الحموي أنه قبله والأظهر ما قلناه، والله أعلم. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة'': ج۲، ص:۵۴۲)

(۱) ولو قرأ الإمام آية الترغيب أو الترهيب فقال المقتدي: صدق الله وبلغت رسله، فقد أساء، ولا تفسد صلاته. (فتاویٰ قاضي خان، ''كتاب الصلاة: فصل في ما يفسد الصلاة'': ج۱، ص:۸۷؛ وعلى هامش الهندية: ج۱، ص: ۱۳۸، وجماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب السابع في ما يفسد الصلاة، الفصل الأول'': ج۱، ص:۱۰۰، قديم؛ ج۱، ص:۱۵۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جمع متکلم کا صیغہ استعمال کرے، اوراس میں تمام امت مسلمہ کی نیت کرے۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد قاسمی **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (٦/٥/١٤٤١ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کی نماز میں دعائے قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا واجب؟

(٤١) **سوال:** دعا قنوت کے لیے ہاتھ اٹھانا شریعت مطہرہ میں کیسا ہے؟ سنت ہے یا واجب؟ نیز اگر کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ ''بینوا وتوجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شمیم اختر، اڈیشہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وتر کی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے تکبیر کہنا واجب ہے اور تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اگر کوئی ہاتھ نہ اٹھائے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی؛ البتہ دعائے قنوت کے لیے تکبیر کہنا علماء کے نزدیک واجب ہے۔

علامہ ابن عابدینؒ نے صراحت کی ہے کہ قنوت سے پہلے تکبیر کہنا واجب ہے اور تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ چناں چہ ردالمحتار میں واجبات الصلاۃ کے تحت لکھا ہے:

''والثامن عشر والتاسع عشر تکبیرۃ القنوت وتکبیرۃ رکوعہ'' [2]

---

(١) قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: عمم في دعائك فإن بين الدعاء الخاص والعام كما بين السماء والأرض. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء بغير العربية'': ج ٢، ص: ٢٣٥، زکریا دیوبند)

لايؤم رجل قوما فيخص نفسه بالدعاء دونهم، فإن فعل فقد خانهم. (أخرجه داؤد، في سننه، ''كتاب الطهارة، باب أيصلي رجل و هو حاقن'': ج١، ص: ٩٠؛ وأخرجه الترمذي، في سننه: ج١، ص: ٣٥٧؛ وأخرجه ابن ماجه، في سننه، ج١، ص: ٦١٩، ٩٢٣)

(٢) ابن عابدين، ردالمحتار، ''كتاب الصلاة: واجبات الصلاة'': ج١، ص: ٣١٨.)

مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز وتر میں جب قرائت مکمل کرتے تو تکبیر کہتے پھر قنوت پڑھتے اور دوسری روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ قنوت وتر کی تکبیر کے وقت کانوں تک اپنا ہاتھ اٹھاتے۔

”عن عبد الرحمن بن الاسود عن أبيه أن عبد اللّٰه بن مسعود كان إذا فرغ من القراءة كبر ثم قنت فإذا فرغ من القنوت كبر ثم ركع......عن عبد الرحمن بن الاسود عن أبيه عن عبد اللّٰه أنه كان يرفع يديه في قنوت الوتر“(١)

ردالمحتار میں وتر کے بیان کے تحت مذکور ہے:

”(قوله ويكبر) أي وجوبا وفيه قولان كما مرّ في الواجبات، وقدمنا هناك عن البحر أنه ينبغي ترجيح عدمه (قوله رافعا يديه) أي سنة إلى حذاء أذنيه كتكبيرة الإحرام“(٢)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤٤٣/٨/٢٠ھ)

طاعون جیسی وبا سے حفاظت کے لیے قنوت نازلہ کا اہتمام کرنا:

(٤٢) **سوال:** کرونا وائرس سے مامون ومحفوظ ہونے کے لیے یا طاعون جیسی وبا سے بچاؤ کے لیے نمازوں میں قنوت نازلہ کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسعد اقبال، بہرائچ

الجواب وباللہ التوفیق: وبا اور مصیبت کے ایام میں قنوت نازلہ کا پڑھنا حدیث

(١) أخرجه ابن أبي شيبة، في مصنفه: ج٢،ص:٢٠٦.)

(٢) ابن عابدين، ردالمحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل“: ج١،ص:٣١٩.)

سے ثابت ہے۔ اور کتب فقہ میں علماء نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

کرونا وائرس بھی ایک وبا ہے اس لیے اس سے بچنے اور حفاظت کی غرض سے قنوت نازلہ کا اہتمام کرنا ازروئے شریعت جائز ہے۔

’’فائدة: في الدعاء برفع الطاعون: سئلت عنه في طاعون سنة تسع وستين وتسع مائة بالقاهرة فأجبت بأنى لم أره صريحا، ولكن صرح في الغاية وعزاه الشمنى إليها بأنه إذا نزل بالمسلمين نازلة. قنت الإمام في صلاة الفجر، وهو قول الثورى وأحمد، وقال جمهور أهل الحديث: القنوت عند النوازل مشروع في الصلاة كلها(انتهى). وفي فتح القدير أن مشروعية القنوت للنازلة مستمر لم ينسخ، وبه قال جماعة من أهل الحديث وحملوا عليه حديث أبي جعفر عن أنس رضي الله عنهما ما زال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقنت حتى فارق الدنيا أي عند النوازل، وما ذكرنا من أخبار الخلفاء يفيد تقرره لفعلهم ذلك بعده صلى الله عليه وآله وسلم، وقد قنت الصديق رضي الله عنه في محاربة الصحابة رضي الله عنهم مسيلمة الكذاب وعند محاربة أهل الكتاب، وكذلك قنت عمر رضي الله عنه، وكذلك قنت على رضي الله عنه في محاربة معاوية، وقنت معاوية في محاربته (انتهى). فالقنوت عندنا في النازلة ثابت. وهو الدعاء برفعها، ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل، قال في المصباح: النازلة المصيبة الشديدة تنزل بالناس (انتهى) وفي القاموس: النازلة الشديدة (انتهى)، وفي الصحاح: النازلة الشديدة من شدائد الدهر تنزل بالناس (انتهى)، وذكر في السراج الوهاج قال الطحطاوي: ولا يقنت في الفجر عندنا من غير بلية، فإن وقعت بلية فلا بأس به كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإنه قنت شهرا فيها، يدعو على رعل وذكوان وبنى لحيان ثم تركه، كذا فى الملتقط (انتهى)‘‘(۱)

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار: ج۲، ص:۱۱.)

''(ولا يقنت لغيره) إلا النازلة فيقنت الإمام في الجهرية، وقيل في الكل. و في الرد:(قوله إلا لنازلة) قال في الصحاح:النازلة الشديدة من شدائد الدهر،ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل أشباه''(١)

''وهو صريح في أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية''(٢)

''(عن أبي هريرة،أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن يدعو على أحد)،أي:لضرره (أو يدعو لأحد) ،أي:لنفعه (قنت):وهو يحتمل التخصيص بالصبح أو تعميم الصلوات وهو الأظهر، قال ابن حجر :أخذ منه الشافعي أنه يسن القنوت في أخيرة سائر المكتوبات للنازلة التي تنزل بالمسلمين عامة،كوباء وقحط وطاعون،وخاصة ببعضهم كأسر العالم أو الشجاع ممن تعدى نفعه،وقول الطحاوي لم يقل به فيها غير الشافعي غلط منه،بل قنت على رضي الله عنه في المغرب بصفين. ونسبة هذا القول إلى الطحاوي على هذا المنوال غلط؛ إذ أطبق علماؤنا على جواز القنوت عند النازلة''(٣)

''قال الإمام النووي:القنوت مسنون في صلاة الصبح دائما،وأما في غيرها ففيه ثلاثة أقوال،والصحيح المشهور أنه إذا نزلت نازلة كعدو أو قحط أو وباء أو عطش أو ضرر ظاهر في المسلمين،ونحو ذلك قنتوا في جميع الصلوات المكتوبة، وإلا فلا. ذكره الطيبي،وفيه أن مسنونيته في الصبح غير مستفادة من هذا الحديث.

''والقنوت في الفجر لايشرع لمطلق الحرب عندنا، وإنما يشرع لبليّة شديدة تبلغ بها القلوب الحناجر ولو لا ذلك يلزم الصحابة القائلين بالقنوت للنازلة أن يقنتوا أبدًا ولايتركوه يومًا لعدم خلوّ المسلمين عن نازلة مّا غالبًا،

(١)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار:ج٢،ص:١١.)

(٢)ملا علي قاري،مرقاة المفاتيح، شرح مشكاة المصابيح:ج٣،ص:٩٥٨.)

(٣)ملا علي قاري،مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:ج٣،ص:٩٥٨.)

لا سيّما في زمن الخلفاء الأربعة. قلت: وهذا هو الذي يحصل به الجمع بين الأحاديث المختلفة في الباب‘‘[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۱۴۴۳/۸/۱۷ھ)

خواتین کے لیے قنوت نازلہ پڑھنے کا حکم:

(۴۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا خواتین گھروں میں اُن دنوں میں قنوت نازلہ پڑھ سکتی ہیں جن دنوں میں وبا سے مصیبت کی وجہ سے مسجد میں قنوت نازلہ کا اہتمام ہوتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ارشد شیخ، گجرات

الجواب وباللہ الموفق: روایات سے قنوت نازلہ جماعت کی نماز کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے؛ اس لیے گھروں میں خواتین کا انفرادی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا درست نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ عبادت کا وہی طریقہ مشروع ہے جو احادیث سے ثابت ہے اور عہد نبوی یا قرون مشہود لہا میں عورتوں کا گھروں میں انفرادی طور پر قنوت نازلہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات فقہاء نے منفرد کو قنوت نازلہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

’’وهو صريح في أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية. ومفاده أن قولهم بأن القنوت في الفجر منسوخ، معناه: نسخ عموم الحكم لا نسخ أصله كما نبه عليه نوح أفندي، وظاهر تقييدهم

(۱) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ’’كتاب الصلاة: أبواب الوتر، تتمة في بقية أحكام قنوت النازلة‘‘: ج٦، ص: ٩٦، ط: ادارۃ القرآن کراچی.)

بالإمام أنه لا یقنت المنفرد"[1]

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی	**کتبہ:** امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۲۷/۱۱/۱۴۴۲ھ)

مغرب کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا:

(۴۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں حالات خراب ہونے کی حالت میں مغرب کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا کیسا ہے؟ احناف کے یہاں تو صرف فجر میں قنوت نازلہ ہے، لیکن ہمارے یہاں امام صاحب مغرب کا مجمع دیکھ کر مغرب میں قنوت نازلہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ بعض روایات میں تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ کا ثبوت ہے؛ اس لیے مغرب میں بھی دعائے قنوت پڑھی جاسکتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: امتیاز احمد، بھاگل پور

الجواب واللہ الموفق: فقہا احناف کے یہاں قنوت نازلہ کے سلسلے میں دوطرح کی روایات ہیں ایک تو تمام جہری نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنے کی بات مذکورہ ہے؛ چناں چہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

"فیقنت الامام فی الجهرية"[2]

ملتقی میں ہے: "فیقنت الإمام في الصلاة الجهرية"[3]

---

(۱) الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، "باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة": ج۲،ص: ۴۴۹، زکریا دیوبند.)

(۲) ابن عابدين، الدر المختار، "باب الوتر والنوافل": ج۲،ص: ۴۴۸، زکریا دیوبند.)

(۳) إبراهيم الحلبي، ملتقى الأبحر على هامش المجمع: ج۱،ص: ۱۲۹.)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی بھی یہی رائے ہے:

”فإن الشيخ العيني رحمه الله تعالىٰ نقل عن الطحاوي ما يدل على أنها ثابتة عندنا أيضاً، وقنوت النازلة عندنا في الجهرية، كما في شرح الهداية للأمير الإتقاني،وفي شرح شمس الدين النووي:جوازها في الصلوات مطلقاً“(۱)

دوسری رائے یہ ہے کہ صرف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا درست ہے، باقی جہری نمازوں میں قنوت نازلہ نہیں ہے۔ علامہ شامی نے اسی کو راجح قرار دیا، انہوں نے ایک خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ اصل فقہاء احناف کے یہاں فجر ہے اسی کو غلطی سے جہر کر دیا گیا؛ لیکن چوں کہ متعدد کتابوں میں ہے اس لیے دوسرا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس سلسلے میں احناف کے یہاں دو روایات ہوں ”ولعل في المسئلة قولين“(۲) اکثر ارباب فتاوی نے اسی دوسری رائے کو ترجیح دی ہے کہ صرف فجر کی نماز میں دعائے قنوت کا اہتمام کیا جائے لیکن اگر کبھی یا کسی جگہ مغرب میں بھی دعائے قنوت پڑھی گئی تو فقہاء کی عبارات کی روشنی میں اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۱۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ:

(۴۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: قنوت نازلہ کب پڑھنی چاہیے اور قنوت نازلہ کا طریقہ کیا ہے اور دعائے قنوت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فخر عالم

(۱)الکشمیري، فیض الباري:ج۲،ص:۳۷۶.)

(۲)ابن عابدین، منحة الخالق علی هامش البحر:ج۲،ص:۴۴.)

الجواب وبالله الموفق: مسلمانوں پر اگر کوئی بڑی آفت ومصیبت آئے یا دشمنوں کی طرف سے تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو اس موقع پر دعائے قنوت پڑھنے کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قراء کی شہادت کے موقع پر ایک مہینہ تک دعائے قنوت کا اہتمام کیا تھا جس میں آپ نے قبیلہ رعل وذکوان پر بدعائیں کی تھیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر امام کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت میں دعائے قنوت پڑھے، اور مقتدی حضرات آہستہ سے آمین کہیں پھر دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جائیں۔

دعا قنوت یہ ہے:

’’اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْ مَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيْ مَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَا أَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضىٰ عَلَيْكَ، وَإِنَّه لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَثَبِّتْهُمْ عَلىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِكَ، وَاَوْزِعْهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمتَ عَلَيْهِمْ وَأَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدتَّهُمْ عَلَيْهِ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اِلٰهَ الْحَقِّ، سُبْحَانَكَ؛ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَالْعَنِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ لَا سِيَمَا الرَّافِضَةَ وَمَنْ حَذَا حَذْوَهُمْ مِنَ الْأَحْزَابِ وَالْمُنَافِقِيْنَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ، وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَ كَمِنَ الطُّلَّابِ وَالْعُلَمَآءِ وَالْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ، وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهِمْ، وَاَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ، وَخُذْهُمْ أَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ، وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّه عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْن.

وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله، بدليل أن ما استدل به الشافعي على قنوت

الفجر، وفيه تصريح بالقنوت بعد الركوع، حمله علماؤنا على القنوت للنازلة، ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح بأنه بعده؛ واستظهر الحموي أنه قبله، والأظهر ما قلناه"[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۱۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) ابن عابدين، "درالمختار، كتاب الصلاة: مطلب: في القنوت للنازلة": ج۲، ص: ۵۴۲.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب السنن والنوافل

فصل اول: سنن مؤکدہ کا بیان

فصل ثانی: سنن غیر مؤکدہ کا بیان

فصل ثالث: نوافل کا بیان

فصل اول:

سنن مؤکدہ کا بیان

امام کے مصلّے پر مقتدی سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۱)**سوال:** امام نماز پڑھا کر مصلّے سے ہٹ گیا، تو مقتدی مصلّے پر سنت وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: فروز سہیل، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز پڑھنے میں حرج نہیں، مگر مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ امام اور مصلّے کے احترام کے خلاف ہے۔ اور دیگر لوگوں کو اشتباہ بھی پیدا ہوگا جس سے بچنا چاہئے، امام کو بھی اس اشتباہ کی بناء پر منع ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۹/۴: ۱۴۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنت مؤکدہ ادا کرتے وقت سنت رسول اللہ کی نیت کرنا:

(۲)**سوال:** بعض حضرات سنت مؤکدہ پڑھتے ہوئے نیت میں سنت رسول اللہ کہتے ہیں

---

(۱)وعن ابن عمر رضي اللّٰه عنه، أنه كره للإمام أن يتنفل في المكان الذي أم فيه، ولأن ذلك يؤدي إلى اشتباه الأمر على الداخل فينبغي أن يتنحى إزالة للاشتباه أو استكثاراً من شهوده على ما روي أن مكان المصلي يشهد له يوم القيامة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”فصل في بيان ما يستحب للإمام أن يفعله عقيب الفراغ من الصلاة“: ج۱، ص:۳۹۴، زکریا دیوبند)

يكره للإمام التنفل في مكانه بل يتحول مخيراً كما يأتي عن المنية، وكذا يكره مكثه قاعداً في مكانه مستقبل القبلة في صلاة لا تطوع بعدها. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”قبيل فصل في القراءة“: ج۲، ص: ۲۴۸، زکریا دیوبند)

اس طرح نیت کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مطلوب احمد، غازی آباد

الجواب وبا للہ التوفیق: سنت ونوافل میں مطلق نیت نماز بھی کافی ہے اور یہ یقین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر ہے احوط ہے، اگر سنت رسول اللہ کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (٢٦/٨/١٤٢٠ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر سے قبل کی سنت کیا ایک سلام سے پڑھنا ضروری ہے؟

(٣) **سوال:** ظہر سے قبل کی جو چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کو ایک سلام سے پڑھنا ضروری ہے یا دو سلام سے بھی پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ سنت ظہر شروع کی اور امام کھڑے ہو گئے اور دو سنت پر سلام پھیر دیا، تو بعد میں صرف دو رکعت کافی ہیں یا چار رکعت پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ظہر سے قبل کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں ان کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ہے اور اگر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ سنت شمار نہ ہوگی؛ بلکہ نفل ہو جائے گی اور بعد میں چار رکعت سنت ایک سلام کے ساتھ پڑھنی پڑے گی۔

---

(١) وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله، لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد، إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع، والتعيين أحوط. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، "باب شروط الصلاة": ج٢،ص: ٩٤،زکریا دیوبند)

أن المختار عند المصنف والمحققين وقوع السنة بنية مطلق الصلاة ...... هذا الإسم أعني اسم السنة حادث منا أما هو صلى الله عليه وسلم فإنما كان ينوي الصلاة لله تعالىٰ فقط لا السنة، فلما واظب صلى الله عليه وسلم على الفعل لذلك سميناه سنة، فمن فعل مثل ذلك الفعل في وقته فقد فعل ما سمي بلفظ السنة. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الصلاة، باب النوافل": ج١،ص:٤٦٠،زکریا دیوبند)

’’وأربع قبل الظهر إلى قوله بتسليمة لتعلقه بقوله: وأربع، وقال الزيلعي: حتى لو صلاها بتسليمتين لا يعتد بها عن السنة‘‘(١)

عمدۃ الفقہ میں ہے چار رکعت والی سنت مؤکدہ یعنی ظہر و جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد کو ایک سلام سے پڑھنا ہی سنت مؤکدہ ہے، اگر ان کو دو سلاموں سے ادا کیا، تو وہ چار سنتیں نہیں ہوں گی الگ سے پھر چار سنتیں پڑھنی پڑیں گی۔(٢)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (١٧/١١/١٤١٨ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرض پڑھتے ہوئے یاد آیا کہ سنت نہیں پڑھی:

(٤) **سوال:** فجر میں فرض پڑھتے ہوئے یاد آیا کہ سنت نہیں پڑھی ہے، جب کہ ابھی فرض کی پہلی رکعت تھی امام کے پیچھے تو کیا نیت توڑ کر پہلے سنت پڑھے یا امام کے ساتھ شریک رہے اور سنت بعد میں پڑھ لے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی عبدالحکیم، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت کے لیے فرض کو نہ توڑے ’’ولو تذكر في الفجر أنه لم يصل ركعتي الفجر لم يقطع‘‘(٣)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (٢٩/٧/١٤١٨ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) أحمد بن محمد، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ’’كتاب الصلاة: فصل في بيان النوافل‘‘: ص: ٣٨٩، دارالکتاب دیوبند۔

(٢) وسن مؤكداً أربع قبل الظهر وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها بتسليمة ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جمعہ کے بعد سنت مؤکدہ چار رکعت ہیں یا چھ؟

(۵)**سوال:** جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں یا چھ رکعت اس میں مفتی بہ قول کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی محمد اسماعیل، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ظاہر روایت میں جمعہ کے بعد چار رکعت ایک سلام کے ساتھ سنت مؤکدہ ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چھ رکعت سنت مؤکدہ ہیں؛ اس لیے نماز جمعہ کے بعد چار رکعت ایک سلام سے سنت مؤکدہ کی نیت سے اور دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت سے الگ سے پڑھے اور صرف چار رکعت سنت مؤکدہ پڑھنے والے کو ملامت نہ کی جائے۔

''وأربع قبل الجمعة وأربع بعد ها وكذا ذكر الكرخي، وذكر الطحاوي عن أبي يوسف أنه قال: يصلي بعدها ستاً وقيل هو مذهب علي رضي اللّٰه عنه وما

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فلو بتسليمتين لم تنب عن السنة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة:باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۴۵۱،زکریا دیوبند)

وعن علي رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يصلى قبل الظهر أربعاً وبعدها ركعتين الخ. (أخرجه الترمذي، في سننه، أبواب الصلاة عن رسول الله صلى اللّٰه عليه وسلم، باب ما جاء في الأربع قبل الظهر، ص۹۶)

(۳)ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۴۸،زکریا دیوبند.)

ومن انتهى إلى الإمام في صلاة الفجر وهو لم يصل ركعتي الفجر إن خشي أن تفوته ركعة ويدرك الأخرىٰ يصلي ركعتي الفجر عند باب المسجد ثم يدخل لأنه أمكنه الجمع بين الفضيلتين وإن خشي فوتها دخل مع الإمام لأن ثواب الجماعة أعظم. (المرغيناني، هداية، ''كتاب الصلاة:باب ادراك الفريضه'': ج۱،ص:۱۵۲،دار الكتاب دیوبند)

ولو أدرك الإمام في الركوع ولم يدر أنه في الركوع الأول أو الثاني، يترك السنة ويتابع الإمام، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب العاشر في ادراك الفريضة'': ج۱،ص:۱۷۹،زکریا دیوبند)

ذکرنا أنه کان یصلي أربعاً مذهب ابن مسعود رضي الله عنه"[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ(١٠/٨/١٤١٨ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنت ظہر شروع کرنے کے بعد جماعت شروع ہونے پر کیا کرے؟

(٦)**سوال**: زید نے ظہر کی چار سنت مؤکدہ شروع کردی تھیں کہ نماز ظہر شروع ہوگئی، تو اب ان کو پوری کرے یا دو رکعت پر ہی سلام پھیر دے شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالصمد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت ظہر اگر شروع کردی اور جماعت شروع ہوگئی ہے، تو دو رکعت پر سلام پھیر دے[2] لیکن اگر جماعت کے چھوٹنے کا خطرہ ہو، تو سنت ظہر چھوڑ کر جماعت میں شریک ہوجائے اور بعد میں سنت ظہر ادا کرلے۔[3]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ(١٩/٥/١٤١٥ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١)الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، "کتاب الصلاة: الصلاة المسنونة": ج١،ص:٢٨٥.)

(و السنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع) ...... (وعند أبي یوسفؒ) السنة بعد الجمعة (ست) رکعات وهو مروي عن علي رضي الله عنه و الأفضل أن یصلی أربعاً ثم رکعتین للخروج عن الخلاف. (إبراهیم الحلبي، غنیة المستملی، "فصل في النوافل": ج،ص:٣٣٧، دارالکتاب دیوبند)

وسنّ مؤکداً (أربع قبل الظهر و) أربع قبل (الجمعة) وأربع (بعدها بتسلیمة). (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج٢،ص:٤٥١، زکریا دیوبند)

(٢)أو شرع في سنة فأقیمت الجماعة سلم بعد الجلوس علی رأس رکعتین کذا روي عن أبي یوسف والإمام وهو الأوجه لجمعه بین المصلحتین ثم قضیٰ السنة أربعاً لتمکنه منه بعد أداء الفرض مع ما بعده. (طحطاوي، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، "باب إدراك الفریضة": ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنتیں گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟

(۷)**سوال**: جمعہ کی سنت اور دیگر نمازوں کی سنت گھر میں پڑھنی چاہیے یا مسجد میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: معین الہدیٰ، دربھنگوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنتوں کا گھر میں پڑھنا اولیٰ ہے مسجد میں پڑھنا بھی درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۶/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنت کی دو رکعت کی بجائے چار پڑھ دیں؟

(۸)**سوال**: دو رکعت سنت کی نیت باندھی بھولے سے دو رکعت پر بیٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چار رکعت پڑھ لی تو کیا مسئلہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: معین الہدیٰ، دربھنگوی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ص:۴۵۱؛ وفتح القدیر، ''باب إدراك الفريضة'': ج۱ص:۴۸۹، زکریا دیوبند)

(۳) بخلاف سنة الظهر حيث يتركها في الحالين، لأنه يمكنه أداؤها في الوقت بعد الفرض هو الصحيح. (مرغيناني، هدايه، ''باب ادراك الفريضة'': ج۱ص:۱۵۲، دارالکتاب دیوبند؛ و ابن الهمام، فتح القدير، ''باب ادراك الفريضة'': ج۱ص:۴۹۲، زکریا دیوبند)

(۱) الأفضل في السنن والنوافل المنزل لقوله عليه السلام: صلاة الرجل في المنزل أفضل إلا المكتوبة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب التاسع في النوافل، من المندوب صلاة الضحى'': ج۱، ص:۱۷۲، زکریا دیوبند)

والأفضل في عامة السنن والنوافل المنزل هو المروي عن النبي صلى الله عليه وسلم. (ابن الهمام، فتح القدير، ''باب ادراك الفريضة'': ج۱ص:۴۹۴، زکریا دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں دورکعت سنت ہوگئی اور دورکعت نفل ہوگئی۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۹/۶:۱۸/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنن کے مؤکدہ ہونے کا ثبوت کیا ہے؟

(۹) **سوال:** عام طور پر علماء کرام اس بات کے قائل ہیں کہ سنت مؤکدہ کے ترک پر سخت گناہ ہے، امام غزالی نے بھی کہا ہے کہ فرائض اور واجبات کے ترک پر گناہ ہے۔ انہوں نے سنت مؤکدہ کا نام ہی نہیں لیا، میں نے چند علماء سے اس بارے میں دلائل طلب کئے تو وہ بھی خاموش رہے تو کیا سنت مؤکدہ کے ترک پر گناہ ہے؟ دلائل کیا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسن علی، جونپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت مؤکدہ کبھی کبھار ترک ہو جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے، لیکن ترک پر اصرار کرنا گناہ کا باعث ہے اور چھوڑنے کی عادت بنالینا موجب فسق ہے۔ سنت مؤکدہ کے ترک پر بہت سی احادیث میں وعیدیں وارد ہوئی ہیں، مثلاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص ظہر کی پہلی چار سنت مؤکدہ چھوڑ دے اس کو میری شفاعت نصیب

(۱) وفي رواية الجامع أربع ركعات بتسليمة واحدة ولو لم يقعد على رأس الشفع الأول القياس أنه لا يجوز وبه أخذ محمد وزفر رحمهما الله تعالىٰ وهو إحدى الروايتين عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ وفي الاستحسان يجوز وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ واختلفوا على قولهما أنه متى جاز تجوز عن تسليمة واحدة أم عن تسليمتين، والأصح أنه يجوز عن تسليمة واحدة. (السرخسي، المبسوط، ”كتاب التراويح، الفصل الثامن في الزيادة على القدر المسنون“: ج۲،ص:۱۴۷)

نہ ہوگی،(۱) اور مؤکدہ سنتوں کا پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے، طبرانی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے سفر وحضر یا مرض وصحت میں کبھی فجر کی سنتیں چھوڑی ہوں،(۲) ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت سنت اور ظہر کے بعد دو رکعت سنت، مغرب کے بعد دو رکعت سنت اور عشاء کے بعد دو رکعت سنت اور فجر سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے تھے۔(۳) ان روایات سے سنن مؤکدہ کے پڑھنے کی تاکید اور چھوڑنے پر گناہ معلوم ہوتا ہے، سنت مؤکدہ کیوں مشروع ہوئیں؟ اس کی وضاحت فرمائی کہ فرض نماز سے پہلے شیطان انسانوں کو بہکاتا ہے جب انسان فرض سے پہلے سنت پڑھتا ہے تو شیطان یہ تصور کرتا ہے کہ جس نے فرض سے کم درجہ کی چیز سنت نہیں چھوڑی تو وہ فرض بدرجہ اولیٰ نہیں چھوڑے گا اور بہکانا بند کردیتا ہے اور جب انسان فرض نماز ادا کرتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ کوتاہی ضرور ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ کی یہ عبادت اس کی شایان شان نہیں ہو پائی تو بعد والی سنتوں سے اس نقصان کو پورا کیا جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ نماز روزہ وزکوٰۃ کا فریضہ جب پورا نہ ہو تو اس کو تطوع (سنت) سے پورا کیا جائے گا، جمہور علماء ومفتیان کے نزدیک یہ ہی وضاحت ہے،(۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے سنت مؤکدہ کا تذکرہ نہ کرنے سے سنت مؤکدہ کی تاکید کم نہیں ہوتی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۶/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) لأن فيها وعيداً معروفاً قال عليه الصلاة و السلام من ترك أربعاً قبل الظهر لم تنله شفاعتي. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج۲،ص:۸٦، زکریا دیوبند)

(۲) وفي أوسط الطبراني عنها أيضاً: لم أراه ترك الركعتين قبل صلاة الفجر في سفر ولا حضر ولا صحة ولا سقم. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج۲،ص:۸۳،۸۴)

(۳) عن عبد الله بن شقيق قال: سألت عائشة رضي الله عنها عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم من التطوع فقالت: كان يصلي قبل الظهر أربعاً في بيتي الخ. (أخرجه ابو داؤد، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فرض کے کتنی دیر بعد تک سنت پڑھ سکتا ہے؟

(۱۰)**سوال**: ایک آدمی فرض نماز پڑھتا ہے، فرض نماز کے بعد سنت کتنی دیر بعد تک پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ایوب چودھری، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں فرض کے بعد بلا تاخیر سنتیں پڑھ لینی چاہئیں، اگر کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو وقت کے اندر اندر سنتیں پڑھ لینی چاہئیں، وقت کے بعد سنتوں کی قضاء نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۴/۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... في سننه، ’’كتاب الصلاة: باب تفريع أبواب التطوع وركعات السنة‘‘: ج ۱، ص: ۱۷۸، دارالکتاب دیوبند)

(۴) لأن السنة من لواحق الفريضة وتوابعها ومكملاتها فلم تكن أجنبية عنها. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب: هل يفارقه الملكان؟‘‘: ج ۲، ص: ۲۴۶، زکریا دیوبند)

(قوله لجبر النقصان) أي ليقوم في الآخرة مقام ما ترك منها لعذر كنسيان، وعليه يحمل الخبر الصحيح أن فريضة الصلاة والزكاة وغيرهما إذا لم تتم تكمل بالتطوع. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل‘‘: ج ۲، ص: ۴۵۲، زکریا دیوبند)

وفي التنجيس والنوازل والمحيط: رجل ترك سنن الصلوات الخمس إن لم ير السنن حقاً فقد كفر لأنه ترك استخفافاً، وإن رأى حقاً منهم من قال لا يأثم والصحيح أنه يأثم لأنه جاء الوعيد بالترك. (ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل‘‘: ج ۲، ص: ۸٦، زکریا دیوبند)

(۱) (قوله إلا بقدر اللهم الخ) لما رواه مسلم والترمذي عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقعد إلا بمقدار ما يقول ’’اللهم أنت السلام ومنك السلام، تباركت يا ذا الجلال والإكرام‘‘ وأما ما ورد من الأحاديث في الأذكار عقيب الصلاة فلا دلالة فيه على الإتيان بها قبل السنة بل يحمل على الإتيان بها بعدها. (ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب هل يفارقه الملكان؟‘‘: ج ۲، ص: ۲۴۶، زکریا دیوبند)

ويكره تاخير السنة إلا بقدر ’’اللهم أنت السلام الخ‘‘ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اگر کسی شخص کی فجر کی سنت ترک ہوگئی، تو اس کو کس وقت ادا کرے؟

(۱۱)**سوال**: اگر کسی شخص کی فجر کی سنت ترک ہوگئی، تو اس کو کس وقت اداء کرے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالحفیظ قاسمی، اجراڑہ، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاء واجب کے اسقاط کو کہتے ہیں سنت نمازیں وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے نفل ہو جاتی ہیں اور سنت ونوافل کی قضاء نہیں ہے، اس لیے فجر کی سنت کی بھی قضاء نہیں ہے، ہاں اگر فجر کی نماز کے ساتھ سنت بھی فوت ہو جائے تو زوال سے پہلے پہلے فرض کے ساتھ سنت کی قضاء کرنے کا حکم تبعاً للفرض ہے اور اگر زوال کے بعد فجر کی قضاء کرے تو صرف فجر کی قضاء ہے سنت کی قضاء نہیں ہے اسی طرح اگر صرف فجر کی سنت رہ گئی ہے تو امام محمد نے طلوع شمس کے بعد زوال سے پہلے پہلے سنت کی قضاء کو بہتر کہا ہے۔

’’ولم تقض سنة الفجر إلا بفوتها مع الفرض إلى الزوال‘‘(۱)

’’وإذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الشمس لأنه يبقى نفلا مطلقا وهو مكروه بعد الصبح ولا بعد ارتفاعها عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد: أحب إلى أن يقضيها إلى وقت الزوال‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲/۲/۴/۵ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وقال الحلواني لا بأس بالفصل بالأوراد واختاره الكمال. قال الحلبي: إن أريد بالكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار ’’كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة‘‘: ج ۲، ص: ۲۴۶، ۲۴۷ زکریا، دیوبند)

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة‘‘: ص: ۴۵۳، دارالکتاب دیوبند.)

(۲) المرغيناني، هداية، ’’باب إدراك الفريضة‘‘: ج ۱، ص: ۱۵۲.

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ظہر سے قبل کی سنت چھوٹ جائے تو کب ادا کرے؟

(۱۲)**سوال:** ظہر سے قبل کی سنت چھوٹ جانے پر کب اس کو ادا کرے، اس کو پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: توحید عالم، ارریاوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض سے قبل کی سنت ظہر اگر چھوٹ جائے، تو فرض کے بعد ضرور پڑھنا چاہئے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۵/۳/۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أي لا يقضي سنة الفجر إلا إذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعاً لقضاءه لو قبل الزوال، وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع، لكراهة النفل بعد الصبح، وأما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما. وقال محمد: أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال كما في الدرر. قيل هذا قريب من الاتفاق، لأن قوله: أحب إلي دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه، وقالا: لايقضي، وإن قضى فلا بأس به، كذا في الخبازية. (ابن عابدين، رد المحتار ''باب ادراك الفريضة، مطلب هل الإسائة دون الكراهة أو أفحش'': ج۲، ص:۵۱۲)

ولم تقض سنة الفجر إلا بفوتها مع الفرض إلى الزوال، وقال محمد: تقضى منفردة بعد الشمس قبل الزوال فلا قضاء لها قبل الشمس، ولا بعد الزوال إتفاقاً وسواء صلى منفرداً أو بجماعة. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''باب ادراك الفريضة'': ج۱، ص:۴۵۳، مکتبہ شیخ الہند دیوبند)

(۱)وقضى السنة التي قبل الظهر في الصحيح في وقته قبل صلاة شفعه على المفتى به، كذا في شرح الكنز. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''باب ادراك الفريضة'': ج۱، ص:۴۵۳، مکتبہ: شیخ الہند دیوبند)

قوله: وقضى التي قبل الظهر في وقته قبل شفعه بيان لشيئين: أحدهما: القضاء والثاني: محله. أما الأول: ففيه اختلاف والصحيح أنها تقضى كما ذكره قاضيخان في شرحه مستدلاً بما عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر قضاهن بعده. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''باب الوتر والنوافل'': ج۲، ص:۸۷، زکریا دیوبند؛ جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''الباب التاسع في النوافل'': ج۱، ص:۱۷۱، مکتبہ: زکریا دیوبند)

کیا سنت مؤکدہ بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

(۱۳)**سوال:** کیا سنت مؤکدہ بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، محی الدین پور

الجواب وباللّٰه التوفیق: سنت مؤکدہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل اور مستحب ہے اور بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے؛ البتہ بعض فقہاء نے سنت فجر کو مستثنیٰ کیا ہے، یعنی فجر کی سنت بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ہے۔

’’یجوز النفل إنما عبر به لیشمل السنن المؤکدة وغیرها فتصح إذا صلاها ’’قاعدا مع القدرة علی القیام‘‘ وقد حکي فیه إجماع العلماء، وعلی غیر المعتمد یقال: إلا سنة الفجر لما قیل بوجوبها وقوة تأکدها، و إلا التراویح علی غیر الصحیح لأن الأصح جوازها قاعدا من غیر عذر فلا یستثنی من جواز النفل جالسا بلا عذر شيء علی الصحیح‘‘(۱)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی (۵/۴/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عمران گنگوہی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سنت مؤکدہ کا ترک کرنا:

(۱۴)**سوال:** کسی نے مجھے بتایا کہ اگر سنت چھوڑ دیں جیسے کہ ظہر سے قبل چار رکعت تو

(۱)الطحطاوي، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، ’’فصل في صلاة النفل جالساً الخ‘‘: ج۱ص:۴۰۲،۴۰۳، مکتبہ: شیخ الہند.)

وأما السنن الرواتب فنوافل حتی تجوز علی الدابة، وعن أبي حنیفة ینزل لسنة الفجر لأنها آکد من غیرها، وروي عنه أنها واجبة، وعلی هذا الخلاف أداؤها قاعداً. (فخرالدین عثمان بن علي، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق،’’باب الوتر والنوافل‘‘: ج۱ص:۴۴۰، زکریا)

اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ جواب حوالہ سے دیں تاکہ میں ان کو دکھا سکوں۔

فقط: والسلام

المستفتی: طفیل احمد، جرولی شیر پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو سنت مؤکدہ ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق مواظبت ثابت ہیں ان کو ترک کرنے کی عادت بنا لینا باعث گناہ ہے، البتہ کبھی اگر اتفاقاً چھوٹ جائیں تو حرج نہیں ہے،(۱) ظہر سے قبل چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کو چھوڑنے سے گناہ ہوگا،(۲) جو سنن غیر موکدہ ہیں وہ نفل کے درجہ میں ہیں ان کو ترک کرنے سے کوئی گناہ لازم نہیں آتا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۷/۵/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

امانت علی قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

ظہر کی سنت قبلیہ میں پہلی رکعت میں سورہ ناس پڑھ دے:

(۱۵) **سوال**: قبل ظہر چار رکعت سنت میں دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ناس پڑھ

---

(۱) قلت: لكن كونه سنة مؤكدة لا يستلزم الإثم بتركه مرة واحدة بلا عذر، فيتعين تقييد الترك بالاعتياد والإصرار توفيقاً بين كلامهم كما قدمناه، فإن الظاهر أن الحامل على الإصرار على الترك هو الاستخفاف بمعنى التهاون وعدم المبالاة، لا بمعنىٰ الاستهانة والاحتقار. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار: "باب صفة الصلاة: مطلب في قولهم الاسائة دون الكراهة": ج ۲، ص: ۱۷۱، زکریا دیوبند)

الذي يظهر من كلام أهل المذهب أن الإثم منوط بترك الواجب أو السنة المؤكدة على الصحيح لتصريحهم بأن من ترك سنن الصلوات الخمس قيل لا يأثم، والصحيح أنه يأثم. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار: كتاب الطهارة "سنن الوضوء: مطلب في السنة وتعريفها": ج ۱، ص: ۲۲۰)

و يجاب عنه بأن السنة المؤكدة بمنزلة الواجب في الإثم بالترك كما صرحوا به كثيرا. وصرح به في المحيط هنا وأنه لا يجوز ترك السنن المؤكدة. (ابن نجيم، البحر الرائق، "باب الوتر والنوافل": ج ۲، ص: ۸۶، زکریا دیوبند)

(۲) لأن فيها وعيداً معروفاً قال عليه الصلاة والسلام: من ترك أربعاً قبل الظهر لم تنله شفاعتي. (ابن نجيم، البحر الرائق، "باب الوتر والنوافل": ج ۲، ص: ۸۶، زکریا دیوبند)

لیا۔اس کے بعد تیسری رکعت میں سورہ فلق ملایا۔اب میری نماز کیسے صحیح ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، مرزا پور

الجواب وباللہ التوفیق: جان بوجھ کر خلاف ترتیب پڑھنا مکروہات قرأت میں سے ہے۔اور اگر غلطی سے ہوجائے، تو مکروہ بھی نہیں ہے، تاہم بہرصورت نماز درست ہوجاتی ہے، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ باقی رکعتوں میں سورہ ناس بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر یاد ہو، تو سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یا کوئی بھی سورت پڑھ لیں نماز درست ہوجائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۱:۳/۲۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جمعہ کے دن وقت سے پہلے سنت پڑھنا:

(۱۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں: سعودی عرب میں جمعہ کے دن وقت سے تیس، چالیس منٹ قبل پہلی اذان ہوجاتی ہے اور وقت شروع ہوتے ہی اذان ثانی کے بعد خطبہ شروع ہوتا ہے سنت پڑھنے کا وقت نہیں ملتا کیا پہلی اذان کے بعد جو وقت سے پہلے دی جاتی ہے سنت پڑھ سکتے ہیں مدلل جواب ہو تو بہتر ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ ثاقب اعظمی

(۱)ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وأن يقرأ منكوساً إلا إذا ختم فيقرأ من البقرة. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار''باب صفة الصلاة: مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية'':ج۲،ص:۲۶۹)

قالوا: يجب الترتيب في سور القرآن، فلو قرأ منكوساً أثم، لكن لا يلزمه سجود السهو؛ لأن ذلك من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة كما ذكره في البحر في باب السهو. (الحصكفي، ردالمحتار مع الدرالمختار، باب صفة الصلاة،''مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها'':ج۲،ص:۱۴۸، زکریا دیوبند؛و ابن نجیم،البحر الرائق،''باب سجود السهو'':ج۲،ص:۱۶۶،زکریا دیوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: ظہر کا وقت شروع ہونے سے قبل سنت موکدہ معتبر نہیں، وقت ہونے کے بعد ہی ادا کی جائے یا جمعہ کے بعد ان سنتوں کو پڑھ لیں، اس کی گنجائش ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی — **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی (۲۳/۵:۱۴۳۸ھ)

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

ظہر کی دو رکعت سنت پر سلام پھیر دیا اور جماعت میں شریک ہوگیا، اب سنت دو رکعت پڑھے گا یا چار رکعت؟

(۱۷)**سوال:** زید نماز ظہر سے پہلے کی سنت پڑھ رہا تھا کہ نماز ظہر کی جماعت کھڑی ہوگئی زید نے دو رکعت پوری ہونے پر سنت کا سلام پھیر دیا، تو نماز کے بعد زید دو رکعت سنت پڑھے گا یا چار رکعت سنت پڑھے گا۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسامہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں چار رکعت پڑھے گا اور وہ دو رکعت اس کی نفل ہوگئی وہ ان سنتوں (چار سنت قبل الظہر) میں محسوب نہیں ہوں گی۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۸/۳/۱۴۱۲ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) أما الأول: فوقت جملتها وقت المكتوبات لأنها توابع للمكتوبات فكانت تابعة لها في الوقت ومقدار جملتها إثنا عشر ركعة...... (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الصلاة: فصل في الصلاة المسنونة'': ج۱، ص:۶۳۶، مکتبہ: زکریا، دیوبند)

(۲) قد استدل قاضي خان لقضاء سنة الظهر بما عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر قضاهن بعده. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش، ج۲، ص:۵۱۳)

عشاء سے قبل کی سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ:

(١٨) **سوال:** عشاء سے پہلے کی چار سنت مؤکدہ ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم امجد میاں، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ چار سنت قبل العشاء غیر مؤکدہ ہیں اس لیے ان کو مستحب کہا جائے گا[١] مظاہر حق میں ہے، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص عشاء سے پہلے چار رکعت پڑھے گا گویا اس نے اس رات میں تہجد کی نماز پڑھی۔ اور جو کوئی عشاء کے بعد چار رکعت پڑھے گا گویا اس نے چار رکعت شب قدر میں پڑھی۔[١]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤١٩/١٠/١٠ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر سے قبل کی سنت فرض کے بعد کب پڑھیں؟

(١٩) **سوال:** ایک شخص نے ظہر کی سنت نہیں پڑھی فرض جماعت میں شریک ہو گیا تو اب وہ چار سنت کب پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مسیح الزماں، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً فرض نماز کے بعد دو سنت پڑھے اور پھر چار سنت ادا کرے۔[٢]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٤١٩/١٠/٩ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(١) إن التى قبل العشاء مندوبة فلا مانع من قضائها بعد التي تلي العشاء. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد سنت پوری کرے یا درمیان میں چھوڑ دے؟

(٢٠) **سوال**: اگر ظہر کی نماز شروع ہو جائے یا سنت مؤکدہ پڑھنے کی حالت میں نماز جمعہ کا خطبہ شروع ہو جائے تو سنت پوری کرے یا دو رکعت پر سلام پھیر دے شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جمال الدین، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں دو رکعت پر سلام پھیر دے یا چار رکعت مختصر قرات پڑھ کر سنت پوری کرے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیرے؛ البتہ اگر تیسری رکعت شروع کردی ہو تو چار رکعت اختصار کے ساتھ پوری کرلے۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٤١٩/٨/٤ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنت پڑھنے کے لیے جگہ بدلنا:

(٢١) **سوال**: زید فرض پڑھنے کے بعد دوسری جگہ سنت پڑھنے کے لیے یا تو گردنیں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة الخ، ج٢،ص:٥١٤)

(٢) رجح في الفتح تقديم الركعتين. قال في الإمداد: وفي فتاوىٰ العتابي أنه المختار. وفي مبسوط شيخ الإسلام أنه الأصح، لحديث عائشة: أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة، وكذا في جامع قاضي خان قال الترمذي: حسن غريب، فتح (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة الخ، ج٢،ص:٥١٤)

(١) قال في البحر: وما في الفتح: من أنه لو خرج وهو في السنة يقطع على رأس ركعتين ضعيف، وعزاه قاضي خان إلى النوادر قلت: وقدمنا في باب إدراك الفريضة ترجيح مافي الفتح أيضا، وأن هذا كله حيث لم يقم إلى الثالثة، وإلا فإن قيدها بسجدة أثم وإلا فقيل: يتم، وقيل: يقعد ويسلم. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣،ص:٣٥)

پھلانگ کر یا دوسرے نمازی کو اپنی جگہ سے ہٹانے پر اصرار کرتا ہے، کیا فرض کے علاوہ دوسری جگہ سنت پڑھنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نزاکت حسین، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اسی جگہ پر سنت پڑھ لی جائیں جہاں پر فرض نماز پڑھی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جگہ بدلنا صرف بہتر ہے، لیکن اگر جگہ خالی ہو تو اس استحباب پر عمل کرنا بہتر ہے، لیکن اگر جگہ خالی نہ ہو تو گردنیں پھلانگنا یا کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے ہٹا کر جگہ بدلنا درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۷/۱۴۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ظہر کی جماعت کے وقت امام کا سنت پڑھنا:

(۲۲) **سوال:** امام نماز ظہر کی چار سنتیں پڑھے یا نہیں جب کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے اور نماز پڑھانی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مفتی بہ قول کے رو سے یہ سنتیں موکدہ ہیں اس لیے ان کو پڑھنا چاہئے؛ لیکن اگر جماعت کا وقت ہو گیا اور ان کے پڑھنے سے جماعت میں تاخیر ہو گی اور لوگ انتظار کرنے میں پریشانی محسوس کریں گے تو ان کو پڑھے بغیر نماز پڑھا سکتا ہے۔ ان سنتوں کو فرائض

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيعجز أحدكم إذا صلى أن يتقدم أو يتأخر أو عن يمينه، أو عن شماله يعني السبحة. (أخرجه أبو داود، في سننه، رقم:۸۵۴؛ وأخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب إقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في صلاة النافلة حيث تصلى المكتوبة "، رقم:۱۴۱۷)

کے بعد پڑھ لے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۶/۸/۱۰ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اگر امام سنت مصلی پر پڑھ رہا ہو تو دائیں جانب پڑھے یا بائیں جانب؟

(۲۳) **سوال**: ایک امام ہیں جو مغرب اور عشاء کے بعد باقی سنتوں کو مصلے کی جس جانب چاہتے ہیں پڑھ لیتے ہیں، لیکن ایک صاحب ہیں ان سے کہتے ہیں کہ نماز کے بعد کی سنتوں کو دائیں جانب پڑھنا ضروری ہے، یا پھر وہ قید لگادیں کہ بائیں جانب پڑھنا ضروری ہے کیا یہ بات کہیں سے ثابت ہے۔ یہ قید لگانا صحیح ہے یا نہیں۔

فقط والسلام

المستفتی: محمد بلال، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شریعت نے کوئی قید نہیں لگائی تو کسی اور کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کوئی قید یا حکم لگائے؛ لہٰذا سنتیں کہیں بھی پڑھ سکتے ہیں مذکورہ قید درست نہیں۔ تاہم امام کے لیے مستحب ہے کہ جگہ تبدیل کر کے سنت ادا کرے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۴/۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولا يقضيها إلا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لابعده في الأصح ...... بخلاف سنة الظهر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، باب إدراك الفريضة ج۲،ص:۵۱۲)

(۲) وفي الجوهره: ويكره للإمام التنفل في مكانه لا للمؤتم وقيل يستحب كسر الصفوف وفي الخانية يستحب للإمام التحول يمين القبلة يعني يسار المصلى لتنفل أو ورد وخيّره في المنية بين تحويله يميناً وشمالاً وأماماً وخلفاً وذهابه لبيته واستقباله الناس بوجهه ولو دون عشرة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة، قبيل باب الإمامة":...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنت نماز میں کون سی سورتیں پڑھ سکتے ہیں؟

(۲۴) **سوال**: جوسورتیں پڑھنا نماز کی سنن میں فقہاء نے ذکر کی ہیں ان سورتوں کے علاوہ دوسری سورتوں کا پڑھنا کیا خلاف سنت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری نصر الدین، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: شامی نے جو بات نقل کی ہے وہی صحیح معلوم ہوتی ہے مقدار ہی کو بیان کرنا مقصود ہے تعیین مقصود نہیں ہے؛ لہٰذا دوسری سورتوں کا پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۹/۸/۱۴۲۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ۱، ص: ۵۳۱، سعید کراچی)

وإن كانت صلاة بعدها سنة يكره له المكث قاعداً، وكراهة القعود مروية عن الصحابة رضي الله عنهم. روي عن أبي بكر وعمر رضي الله عنهما أنهما كانا اذا فرغا من الصلاة قاما كأنهما على الرضف؛ و لأن المكث يوجب اشتباه الأمر على الداخل فلا يمكث ولكن يقوم ويتنحى عن ذلك المكان، ثم يتنفل لما روي عن أبي هريرة رضى الله عنه عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: أيعجز أحدكم إذا فرغ من صلاته أن يتقدم أو يتأخر. وعن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما أنه كره للإمام أن يتنفل في المكان الذي أم فيه و لأن ذلك يؤدي إلى اشتباه الأمر على الداخل فينبغي أن يتنحى إزالة للاشتباه أو استكثارا من شهوده على ماروي أن مكان المصلي يشهد له يوم القيامية. وأما المأمومون فبعض مشايخنا قالوا: لاحرج عليهم في ترك الانتقال لانعدام الاشتباه على الداخل. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الصلاة: بيان ما يستحب للإمام" ج ۱، ص: ۳۹۴، زکریا دیوبند)

(۱) قوله واختار في البدائع عدم التقدير الخ. وعمل الناس اليوم على ما اختاره في البدائع– رملي– والظاهر أن المراد عدم التقدير بمقدار معين لكل أحد وفي كل وقت، كما يفيده تمام العبارة، بل تارة يقتصر على أدنى ما ورد كأقصر سورة من طوال المفصل في الفجر، أو أقصر سورة من قصاره عند ضيق وقت أو نحوه من الأعذار، لأنه عليه الصلاة و السلام قرأ في الفجر بالمعوذتين لما سمع بكاء، صبي خشية أن يشق على أمه. وتارة يقرأ أكثر ماورد إذا لم يمل القوم، فليس المراد إلغاء الوارد ولو بلاعذر، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عشاء کے بعد سنت ونفل کتنی رکعتیں ہیں؟

(۲۵) سوال: عشاء کے بعد کتنی رکعت سنت ہیں اور کتنی رکعت نفل ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انظر، کٹکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعد فرائض عشاء دو رکعت سنت مؤکدہ اور اس کے بعد دو رکعتیں نفل ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۱۲/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ولذا قال في البحر عن البدائع: والجملة فيه أن ينبغى للإمام أن يقرأ مقدار مايخف على القوم ولا يثقل عليهم بعد أن يكون على التمام. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة“: ج۲،ص:۲۶۲، زکریا دیوبند)

ذكر الكرخي وقال:وقدر القراءة في الفجر للمقيم قدر ثلاثين آية إلى ستين آية، سوى فاتحة الكتاب في الركعة الأولى، وفي الثانية مابين عشرين إلى ثلاثين الخ ...... والجملة فيه أنه ينبغي للإمام أن يقرأ مقدار مايخف على القوم، ولايثقل عليهم بعد أن يكون على التمام لما روي عن عثمان بن أبي العاص الثقفي أنه قال: آخر ما عهد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أصلي بالقوم صلاة أضعفهم وروي عنه عليه السلام أنه قال: من أم قوماً فليصل بهم صلاة أضعفهم فإن فيهم الصغير والكبير وذا الحاجة. وروي أن قوم معاذ لما شكوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم تطويل القراءة دعاه فقال أفتان أنت يامعاذ قالها ثلاثاً، أين أنت من والسماء والطارق،والشمس وضحاها. (الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،”كتاب الصلاة:بيان القدر المستحب من القراءة في الصلاة“: ج۱،ص:۸۱،۴۸۰، زکریا دیوبند)

(۱)وعن أم حبيبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة بني له بيت في الجنة، رواه الجماعة إلا البخاري وزاد الترمذي أربعاً قبل الظهر وركعتين بعدها وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل الفجر وأصحابنا اعتمدوا على مافي هذين الحديثين فجعلوه مؤكداً دون غيره...... وأربع قبل العشاء وأربع بعدها وإن شاء ركعتين. (إبراهيم الحلبي، غنية المستملي، ”كتاب الصلاة:فصل في النوافل“: ص:۳۳۴،۳۳۳، دار الکتاب دیوبند)

ومنها ركعتان بعد العشاء و أربع قبلها......وندب أربع بعده أي بعد العشاء. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ”كتاب الصلاة: فصل في بيان النوافل“: ص:۳۸۹،۹۰، شیخ الہند دیوبند)

ظہر سے قبل کی متروکہ سنت کب پڑھے؟

(۲۶)**سوال:** امام صاحب دیر میں مسجد میں آئے اور سنت ظہر پڑھے بغیر جماعت کرادی تو اس میں کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنا جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر ظہر کی نماز سے قبل چار سنت نہیں پڑھ سکتے تھے تو بعد میں پڑھ لیا کرتے تھے؛ لہٰذا ایسی صورت میں امام کو چاہئے کہ فرض کے بعد دو سنت پڑھ کر فوت شدہ چار سنتیں ادا کرے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۳/۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سنت فجر جماعت کے وقت کیسے پڑھے؟

(۲۷)**سوال:** ایک شخص نماز فجر میں اس وقت آیا جب کہ جماعت کھڑی ہوگئی تو فجر کی سنتیں پہلے پڑھے یا نہ پڑھے؟ پڑھے تو فرض کی دوسری رکعت ملنے کی امید کے ساتھ یا صرف قاعدہ اخیرہ بھی ملنا کافی ہے؟ سنت فجر جماعت کھڑی ہوجانے کے بعد کس جگہ پڑھے اگر مسجد میں سہ دری نہ ہو تو کیا کرے؟

فقط والسلام
المستفتی: ابوطالب کنگاپور، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نماز فجر میں جماعت کھڑی ہوگئی ہو تو مسجد سے باہر سنت فجر پہلے پڑھے۔ اگر یہ امید ہے کہ ایک رکعت امام کے ساتھ مل سکتی ہے تو سنت پہلے پڑھے اس

(۱) عن عائشة أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا لم یصل أربعاً قبل الظهر صلاهن بعدها. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة، باب آخر'':ج۱،ص۹۷)

کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوکر فرض کی تکمیل کرے اور اگر ایک رکعت بھی امام کے ساتھ ملنے کی امید نہ ہو؛ بلکہ اندیشہ ہو کہ دونوں رکعتیں چھوٹ جائیں گی تو جماعت میں شریک ہو جائے اور سنت فجر چھوڑ دے۔

’’إلا ركعتي الفجر، فإنه يصليهما خارج المسجد، وإن فاتته ركعة من الفجر، فإن خاف أن تفوته الفجر تركهما‘‘(١) صرف قاعدۂ اخیرہ کے مل جانے کی امید پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔

جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد کوئی بھی سنت یا نفل مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے اس سے بظاہر جماعت سے انحراف معلوم ہوتا ہے اس لیے خواہ سنت فجر ہو خارج از مسجد پڑھی جائیں مسجد کی سہ دری وغیرہ میں یا اگر خارج از مسجد کوئی جگہ نہ ہو تو مسجد کے فرش پر آخری صف میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

’’يكره له التطوع في المسجد. سواء كان ركعتي الفجر أو غيرهما من التطوعات لأنه يتهم بأنه لا يرى صلاة الجماعة‘‘(٢)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٣/١٢/١٤١٥ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نماز کی سنتوں کی قضاء کا حکم:

(٢٨) **سوال:** نماز کی سنتیں اگر قضاء ہو جائیں تو ان کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟ تمام سنتوں کا حکم کیا ہے؟

فقط والسلام
المستفتی: علی اکبر موضع کرسی، بارہ بنکی

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کی سنتیں خواہ فرائض کے ساتھ قضا ہوں یا انفراداً

(١) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ’’فصل الصلاة المسنونة و بيان ما يكره‘‘: ج١، ص: ٦٣٩، زکریا دیوبند۔)
(٢) أيضاً: ٦٣٩.

سنتوں کی شرعاً قضاء نہیں ہے۔ ''إذا فاتت عن وقتها لا تقضی، سواء فاتت وحدها أو مع الفریضة''[۱] ہاں مگر سنت فجر اگر فجر کے ساتھ قضا ہو جائیں تو طلوع کے بعد زوال سے پہلے فرضوں کے ساتھ ان کو بھی پڑھا جائے اور اگر زوال تک نہ پڑھ سکے تو زوال کے بعد سنت فجر کی بھی قضاء نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تنہا سنت فجر چھوٹ جائے اور فرض ادا کر لے تو بھی سنتوں کی قضا نہیں ہے۔

''فان فاتت مع الفرض تقضی مع الفرض...... أما إذا فاتت وحدها لا تقضی''[۲] لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر تنہا سنت چھوٹ جائے تو بعد طلوع آفتاب قضاء کر لی جائیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۵/۱۲/۱۳ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صبح صادق کے بعد تہجد کی نیت سے پڑھی گئیں دو رکعت سنت فجر کے قائم مقام ہوں گی یا نہیں؟

(۲۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے نماز تہجد کے وقت اٹھ کر وضو بنایا اور بنیت تہجد دو رکعت نفل کی نیت باندھی اور پوری کر لی۔ نماز کے بعد معلوم ہوا کہ اُس وقت صبح صادق طلوع ہو چکی تھی یہ نفل تہجد کے وقت میں نہیں؛ بلکہ فجر کے وقت میں

(۱) الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع: کتاب الصلاة، السنن تقضی أم لا ج۱، ص: ۶۴۳، دارالکتاب دیوبند.)

(۲) أیضا: ج۱، ص: ۶۴۳.

وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب. قوله: وقضاء الفرض إلخ، لو قدم ذلك أول الباب أو آخره عن التفریع الآتي لکان أنسب. وأیضا قوله والسنة یوهم العموم کالفرض والواجب ولیس کذلك، فلو قال وما یقضی من السنة لرفع هذا الوهم رملي. (ابن عابدین، رد المحتار: ج۲، ص: ۶۶)

وقید بسنة الفجر لأن سائر السنن لا تقضی بعد الوقت لاتبعا ولامقصودا واختلف المشایخ في قضائها تبعاً للفرض. (ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحة الخالق وتکملة الطوري، ج۲، ص: ۸۰)

پڑھی گئی تو کیا یہ نفل نماز سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی یا سنت فجر الگ سے پڑھنی پڑے گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید ظفر الاسلام، کاندھلہ، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی طور پر ایسا ہی ہوا ہے تو بنیت تہجد پڑھی گئیں دو نفل جو بوقت صبح صادق پڑھی گئی بعد میں معلوم ہوا کہ وقت تہجد نہیں تھا؛ بلکہ طلوع صبح ہو چکی تھی تو وہ سنت فجر کے قائم مقام ہوں گی سنت فجر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(١)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اذان سے پہلے ظہر کی سنتیں پڑھ لیں:

(۳۰) **سوال:** ظہر کی چار سنتیں پڑھیں پھر اذان ہوئی تو کیا یہ سنتیں دوبارہ پڑھی جائیں گی یا وہی کافی ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فرقان، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ سنتیں وقت ظہر شروع ہونے کے بعد پڑھی ہیں خواہ اذان سے پہلے ہی پڑھی ہوں تو جائز اور درست ہیں، اعادہ ان کا بعدِ اذان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(٢)

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۱۰/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) لو صلى تطوعا في آخر الليل فلما صلى ركعة طلع الفجر فإن الأفضل إتمامها؛ لأن وقوعه في التطوع بعد الفجر لا عن قصد ولا ينوبان عن سنة الفجر على الأصح. (ابن عابدين، رد المحتار، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

☆☆☆

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......: ج۱،ص:۳۷۴،دار الفکر)

ولو صلی رکعتین وهو یظن أن اللیل باق، فإذا تبین أن الفجر قد کان طلع......وقال المتأخرون یجزیه عن رکعتي الفجر وذکر الشیخ الإمام الأجل شمس الأئمة الحلواني في شرح کتاب الصلاة ظاهر الجواب، أنه یجزیه عن رکعتي الفجر؛ لأن الأداء حصل في الوقت. (جماعة من علماء الهند،الفتاویٰ الهندیة :ج۱،ص:۱۷۱،فصل،دیوبند)

(۱) و أما الصلاة المسنونة فهي السنن المعهودة للصلوات المکتوبة .... أما الأوّل فوقت جملتها وقت المکتوبات لأنها توابع للمکتوبات، فکانت تابعة لها في الوقت، (الکاساني، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، کتاب الصلوٰة، ج۱،ص۲۸۴)

وهو سنة للفرائض الخمس في وقتها ولو قضاء لأنه سنة لصلاة حتی یبرد به لا للوقت لا یسن لغیرها کعید (قوله لعید أي وتر و جنازة و کسوف و استسقاء و تراویح و سنن رواتب لأنها اتباع للفرائض. (الحصکفي، الدرالمختار مع رد المحتار ج۱،ص۸۵-۳۸۴، کتاب الصلوٰة،سعید،کراچی)

السنن والنوافل

فصل ثانی:

سنن غیر مؤکدہ کا بیان

عشاء سے قبل چار رکعت سنت کا ثبوت:

(۳۱)**سوال**: کیا عشا کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہؓ سے ثابت ہے؟ حوالہ کے ساتھ بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''نقل في الاختيار عن عائشة رضي الله عنها أنه عليه السلام كان يصلي قبل العشاء أربعا ثم يصلي بعدها أربعا ثم يضطجع. ونقله عنه أيضاً في امداد الفتاح ثم قال: وذكر في المحيط إن تطوع قبل العصر بأربع و قبل العشاء بأربع فحسن، لأن النبي ﷺ لم يواظب عليها''(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء سے قبل چار رکعت نماز پڑھی ہے؛ اگرچہ اس پر مواظبت نہیں فرمائی ہے؛ اس لیے فقہاء نے اس کو مستحب یا سنت غیر موکدہ کہا ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۲:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة: باب الوتر و النوافل'': ج۲،ص:۸۸،زکریا بکڈ پو دیوبند)

(۲)وفي الإمداد عن الاختيار: يستحب أن يصلى قبل العشاء أربعاً، وقيل ركعتين؛ وأربعاً بعدها وقيل ركعتين، والظاهر أن الركعتين المذكورتين غير المؤكدتين. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر و النوافل'': ج۲،ص:۴۵۲،زکریا بکڈ پو دیوبند) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مغرب سے پہلے سنت کا بیان:

(۳۲)**سوال**: میں حنفی ہوں اور احناف کے نزدیک مغرب سے قبل کوئی نفل یا سنت نہیں ہے۔ دوسرے اماموں کے نزدیک دو رکعت سنت ہے۔ سعودی میں لوگ مغرب سے قبل دو رکعت سنت پڑھتے ہیں، تو کیا میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کروں یا میں بھی دو رکعت سنت غیر موکدہ ادا کرلوں؟ ’’بینوا توجروا‘‘

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احناف کے نزدیک مغرب سے قبل نفل پڑھنا مکروہ اس وجہ سے ہے کہ مغرب میں تعجیل کا حکم ہے؛ لیکن جب کہ آپ کے یہاں تاخیر ہوتی ہی ہے، تو آپ بھی دو رکعت نفل ادا کرسکتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۳/۲: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن عبد الله بن مغفل المزني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بين كل أذانين صلاة ثلثاً لمن شاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’باب كم بين الأذان والإقامة‘‘: ج۱، ص:۸۷، نعیمیہ دیوبند)

(۱) عن عبد الله بن مغفل المزني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بين كل أذانين صلاة ثلثاً لمن شاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’باب كم بين الأذان والإقامة‘‘: ج۱، ص:۸۷، نعیمیہ دیوبند)

فرجحت الحنفية أحاديث التعجيل لقيام الإجماع على كونه سنة، وكرهوا التنفل قبلها، لأن فعل المباح والمستحب إذا أفضىٰ إلى الإخلال بالسنة يكون مكروهاً، ولا يخفىٰ أن العامة لو اعتادوا صلاة ركعتين قبل المغرب ليخلون بالسنة حتما، ويؤخرون المغرب عن وقتها قطعاً، وأما تو تنفل أحد من الخواص قبلها ولم يخل بسنة التعجيل فلا يلام عليه ،لأنه قد أتى بأمر مباح في نفسه أو مستحب عند بعضهم‘‘.

فحاصل الجواب أن التنفل قبل المغرب مباح في نفسه، وإنما قلنا بكراهته نظراً إلى العوارض، فالكراهة عارضة، ولا منافاة بينهما. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ’’كتاب الصلاة: باب الأوقات المكروهة‘‘: ج۲، ص:۶۹، اشرفیہ دیوبند)

عصر سے پہلے چار رکعت سنت کا حکم:

(۳۳۳)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آج میں عصر کے وقت نماز سے پہلے چوں کہ وقت ابھی کافی تھا ۴ رسنتیں پڑھ کر فارغ ہوا، تو ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ دیو بند فقہ میں ان چار سنتوں کا کوئی حکم نہیں ہے؛ لہٰذا مت پڑھا کرو کیا اس شخص کی بات درست ہے؟ فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمیر، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان صاحب نے آپ کو غلط مسئلہ بتایا اور آپ کا عمل صحیح ہے، عصر سے پہلے چار رکعت یا دو رکعت پڑھنا سنت غیر موکدہ ہے۔ فقہاء احناف نے اس کو مستحب نمازوں میں شامل کیا ہے اور احادیث سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں روایات کا تذکرہ کیا ہے۔

''أخرج أبو داود وأحمد وابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما والترمذي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: رحم اللّٰه امرأً صلى قبل العصر أربعا، قال الترمذي: حسن غريب، وأخرج أبو داود عن عاصم بن ضمرة عن علي رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يصلي قبل العصر ركعتين ورواه الترمذي وأحمد فقالا: أربعا بدل ركعتين''[1]

(قوله ويستحب أربع قبل العصر) لم يجعل للعصر سنة راتبة لأنه لم يذكر في حديث عائشة المار. بحر. قال في الإمداد: وخير محمد بن الحسن والقدوري المصلي بين أن يصلي أربعا أو ركعتين قبل العصر لاختلاف الآثار''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲:۱۲/۲۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصلاة: باب النوافل''، ج۱، ص:۴۵۸، مکتبہ الاتحاد دیوبند۔) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عصر وعشاء سے قبل کی سنن میں آخر کی دو رکعتوں میں ثناء وتسمیہ پڑھے یا نہیں؟

(۳۴) **سوال:** نماز عصر اور نماز عشاء میں جو چار رکعت مستحبہ ہیں ان میں جب آخر کی دو رکعت پڑھے گا تو ثناء اور تسمیہ پڑھے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسلوب قاسمی، میدپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنن غیر مؤکدہ ہوں یا نوافل اور مستحبات ہوں جب چار رکعت کی نیت باندھی جائے تو دوسری رکعت کے بعد تیسری میں کھڑے ہوکر ثناء نہیں پڑھی جائے گی؛ بلکہ آہستہ بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۳/۱۲/۱۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۲) ابن عابدین، رد المحتار، ''باب الوتر و النوافل'': ج۲،ص:۴۵۲،زکریا دیوبند.)

وندب الأربع قبل العصر أو ركعتان. (عبد الرحمن بن محمد، ملتقى الأبحر، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ص:۱۰۵، دار البيروتی، دمشق، سوريه)

أما الأربع قبل العصر فلما رواه الترمذي وحسنه عن علي رضي الله عنه، قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلى قبل العصر أربع ركعات يفصل بينهن بالتسليم على الملائكة المقربين ومن تبعهم من المسلمين والمؤمنين وروى أبو داؤد عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي قبل العصر ركعتين، فلذا خيره في الأصل بين الأربع وبين الركعتين والأفضل الأربع. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۸۸،زکریا دیوبند)

(۱) وأما صفة القراءة فيها فالقراءة في السنن في الركعات كلها فرض؛ لأن السنة تطوع الخ. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ''كتاب الصلاة: باب الصلاة المسنونة وبيان ما يكره'': ج۱،ص:۶۳۹،زکریا دیوبند)

الأصح أنه لا يصلي ولا يستفتح في سنة الظهر والجمعة، وكون كل شفع صلاة على حدة ليس مطرداً في كل الأحكام، ولذا لو ترك القعدة الأولىٰ لا تفسد......فيقال هنا أيضاً: لا يصلى ولا يستفتح ولا يتعوذ لوقوعه في وسط الصلاة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب: قولهم كل شفع من النفل صلاة ليس مطرداً'': ج۲،ص:۴۵۶،زکریا دیوبند)

سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں درود ودعاء پڑھنا بہتر ہے یا نہیں؟

(۳۵)**سوال:** عصر اور عشاء کی غیر مؤکدہ سنتوں کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعاء پڑھنا (دو رکعت کے بعد) بہتر ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرشید انصاری، اے ڈی او

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنن مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے درود شریف اور دعا نہ پڑھے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۱۰/۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عصر اور عشاء سے قبل کی سنت کے دوران جماعت کھڑی ہو گئی؟

(۳۶)**سوال:** عصر اور عشاء سے قبل سنت مستحبہ شروع کی اور جماعت کھڑی ہو جانے پر

---

(۱)ولا يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الأولى في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها) ولو صلى ناسيًا فعليه السهو، وقيل: لا، شمني (ولايستفتح إذا قام إلى الثالثة منها) لأنها لتأكدها أشبهت الفريضة (وفي البواقي من ذوات الأربع يصلي على النبي) صلى الله عليه وسلم (ويستفتح) ويتعوذ ولو نذرا، لأن كل شفع صلاة.

قوله:ولا يصلي إلخ) أقول:قال في البحر في باب صفة الصلاة: إن ماذكر مسلم فيما قبل الظهر، لما صرحوا به من أنه لا تبطل شفعة الشفيع بالانتقال إلى الشفع الثاني منها، ولو أفسدها قضى أربعاً، والأربع قبل الجمعة بمنزلتها. وأما الأربع بعد الجمعة فغير مسلم فإنها كغيرها من السنن، فإنهم لم يثبتوا لها تلك الأحكام المذكورة ١هـ ومثله في الحلية، وهذا مؤيد لما بحثه الشرنبلالي من جوازها بتسليمتين لعذر.

(ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۴۵۶، ۴۵۷، زکریا دیوبند)

ولا يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلى ناسيا فعليه السهو وقيل لا شمني......وفي البواقي من ذوات الأربع يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم وسلم اهـ. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''باب الوتر والنوافل'':ص:۴۵۶، ۴۵۷، زکریا)

دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو سنت ادا ہوگئی یا نہیں؟

فقط والسلام
المستفتی: ولی محمد، ارریہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر موقع ہو تو چاروں رکعت پوری کرے اگر موقع نہ ہو تو دو رکعت بھی کافی ہے عشا و عصر سے قبل چار رکعت یا دو رکعت دونوں پڑھ سکتا ہے۔

”ویستحب أربع قبل العصر، وقبل العشاء وبعدها بتسلیمة وإن شاء رکعتین“[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٧/١٠/١٤١٩ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(١) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل“: ج٢،ص:٤٥٢.

فصل ثالث:

نوافل کا بیان

تہجد کی جماعت:

(۳۷)**سوال:** کیا حنفی مذہب میں تہجد کی نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے؟ اگر نہیں، تو حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بارے میں کیا کہیں گے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارف، شاہجہاں پور

الجواب وباللہ التوفیق: نفل نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے، بعض حضرات نے تداعی کے ساتھ اور بعض نے دونوں صورتوں میں مکروہ قرار دیا ہے۔ حضرت مدنیؒ کا تفرد ہے باقی علمائے دیوبند اس کے قائل نہیں ہیں، جمہور فقہا کی رائے کراہت ہی کی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۱۷: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)واعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه. (إبراهيم حلبي، حلبي كبيري، ''تتمات من النوافل'': ج ١، ص: ٤٣٢، سہیل اکیڈمی پاکستان)

ولا يصلى الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''قبيل باب إدراك الفريضة'': ج ٢، ص: ٥٠٠)

فتاویٰ رشیدية: ج ٢، ص: ٥٥؛ وامداد الفتاویٰ: ج ١، ص: ٣٠٠؛ وكفايت المفتي: ج ٣، ص: ٣٨٦؛ وفتاویٰ محمودیه،: ج ٩، ص: ٢٠٩.)

شب قدر وشب برأت میں جمع ہوکر نوافل وغیرہ پڑھنا:

(۳۸)**سوال**: شب قدر، شب معراج اورشب برأت میں مسجدوں میں جمع ہوکر نوافل وظائف پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیع الرحمٰن، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب قدر وشب برأت کا احیاء مستحب ہے، یہ راتیں عند اللہ بہت متبرک ہیں ان میں جتنی عبادت کی جائے بہت زیادہ اجر وثواب ہے،لیکن نوافل باجماعت نہ پڑھنی چاہیے،(۱) کیوں کہ یہ بدعت ومکروہ ہے اورکسی خاص اجتماع کی بھی ضرورت نہیں ہے۔(۲)فرداً فرداً نوافل، تلاوت کرنا چاہیے؛ البتہ شب معراج کی نہ تعیین ہے نہ کوئی فضیلت، اس میں عبادت کا خصوصی اہتمام بدعت ہے۔(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۲/۹:۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) واعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه. (إبراهيم حلبي، حلبي كبيري، ''تتمات من النوافل'': ج۱،ص:۴۳۲، سہیل اکیڈمی پاکستان)

(۲)وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستندلها من الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلوا هذا العبادات ما استطاعوا. (الكشميري، معارف السنن، ''باب التشديد في البول'': ج۱،ص:۲۶۶)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاعتصام: باب إذا اجتهد العامل أو الحاكم فأخطأ'': ج۲،ص:۱۰۹۲، رقم:۱۷۱۸)

(۳)ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد الخ'': ص:۴۰۲)

ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھنا:

(۳۹)**سوال:** رات کو ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: منشی اکرام الٰہی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بوقت شب اس طرح پڑھنا جائز ہے، مگر قعدہ ہر دو رکعت کے بعد کرنا چاہئے جس میں صرف تشہد (التحیات پڑھی جائے) اور قعدہ اخیرہ میں درود شریف اور دعاء بھی پڑھنی چاہئے؛ البتہ دن ورات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت تک پڑھنا افضل ہے، دن کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے[1] اور رات کے نوافل ایک سلام کے ساتھ آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔

"وتکره الزيادة على أربع في نفل النهار، وعلى ثمان ليلا بتسليمة لأنه لم يرد والأفضل فيهما الرباع بتسليمة وقالا: في الليل المثنىٰ أفضل، قيل وبه يفتى"[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۹/۲:۱۴۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نفل کی نیت سے جماعت عشاء میں شامل ہونے والا وتر لوٹائے گا یا نہیں؟

(۴۰)**سوال:** ایک شخص عشاء کی فرض نماز اور سنت پڑھ چکا ہے پھر دوسری جگہ عشاء کی

---

(۱) والأفضل فيهما الرباع بتسليمة وقالا: في الليل المثنىٰ أفضل، قيل: وبه يفتى. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار: ج۲،ص:۴۵۵)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج۲،ص:۴۵۵، زکریا، دیوبند.)

وصلاة الليل وأقلها على ما في الجوهرة ثمان، ولو جعله أثلاثاً فالأوسط أفضل، ولو أنصافا فالأخير أفضل. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج۲،ص:۴۶۷-۴۶۹)

جماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہوگیا، تو اس کو سنت اور وتر لوٹانا ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم، گنج مراد آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت اور وتر لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ بعد میں پڑھی جانے والی نماز باجماعت اس کے لیے نفل ہے اور فرض نماز کے ساتھ وہ سنت اور وتر پڑھ چکا ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عارف قاسمی (۲۲/۳:۱۴۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر کی سنت گھر میں پڑھنے والا تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۴۱) **سوال:** ایک شخص سنت فجر، تو گھر پر پڑھتا ہے بعد میں فرض پڑھنے کے لیے مسجد جاتا ہے، تو مسجد میں جا کر تحیۃ الوضوء یا تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمشاد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں مسجد میں نہ تحیۃ الوضوء ہے نہ تحیۃ المسجد ہے، کیوں کہ طلوع صبح صادق کے بعد فجر کی سنت اور فرض کے علاوہ کوئی نفل نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) التطوع المطلق يستحب أداءه في كل وقت، كذا في محيط السرخسي. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل'': ج۱،ص:۱۷۲)

عن أبي سلمة قال: سألت عائشة رضي الله عنها، عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت: كان يصلي ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلي ركعتين وهو جالس، فإذا أراد أن يركع قام فركع، ثم يصلي ركعتين بين النداء والإقامة من صلاة الصبح. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل وأن يوتر ركعة وإن الركعة الخ'': ج۱،ص:۲۵۴، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

سے ثابت نہیں ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ فجر کی سنت چوں کہ مؤکدہ ہیں، تو اس کو مسجد میں جا کر پڑھ لے تا کہ اس کے ضمن میں تحیۃ الوضو کا ثواب بھی مل جائے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۵/۱۰: ۱۴۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟

(۴۲) **سوال:** عشاء کی سنتوں کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نفل پڑھی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، سیتاپور

الجواب وباللہ التوفیق: عشاء کے مذکورہ نفل ہوں یا دیگر نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے، اگر چہ ان نوافل کا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۱/۲: ۱۴۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وهي أفضل لتحية المسجد إلا إذا دخل فيه بعد الفجر أو العصر، فإنه يسبح ويهلل ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، فإنه حينئذٍ يؤدي حق المسجد، كما إذا دخل للمكتوبة، فإنه غير مأمور بها حينئذ كما في التمرتاشي، قوله: وأداء الفرض أو غيره الخ، قال في النهر: وينوب عنها كل صلاة صلاها عند الدخول فرضاً كانت أو سنة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج ۲، ص: ۴۵۸، ۴۵۹، زکریا دیوبند)

إذا دخل المسجد بعد الفجر، أو العصر لا يأتي بالتحية، بل يسبح، ويهلل، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم فإنه حينئذ يؤدي حق المسجد. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد'': ج، ص: ۳۹۴، مکتبہ: شیخ الہند دیوبند)

(۲) ويتنفل مع قدرته على القيام قاعداً لا مضطجعاً إلا بعذر ابتداء وكذا بناء ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حنفی شخص کا حرمین شریفین میں تہجد کی نماز با جماعت میں شریک ہونا:

(۴۳)**سوال**: حرمین میں جو قیام اللیل کی نماز با جماعت ادا کی جاتی کیا حنفی اس میں شامل ہو سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حرمین میں جو قیام اللیل کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، حنفی کے لیے اس میں شامل ہونا درست ہے؛ اس لیے کہ جو ائمہ اس نماز کی جماعت کرتے ہیں ان کے مذہب میں وہ نماز مشروع ہے مکروہ نہیں۔

”الحنابلة قالوا: أما النوافل فمنها ما تسن فيه الجماعة وذلك كصلاة الاستسقاء والتراويح والعيدين ومنها ما تباح فيه الجماعة: كصلاة التهجد“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۱/۲/۱۰ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......بعد الشروع بلا كراهة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل“: ج۲،ص:۴۸۳، ۴۸۴، زکریا دیوبند)

وفي التجنيس: الأفضل أن يقوم فيقرأ شيئاً ثم يركع ليكون موافقاً للسنة ...... ففى صحيح مسلم عن عبد الله بن عمرو قلت : حدثت يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم) انك قلت صلاة الرجل قاعداً على نصف الصلاة وأنت تصلى قاعداً قال أجل لست كأحد منكم. (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل“: ج۲،ص:۳۷، مکتبہ: سعید کراچی پاکستان)

ويجوز أن يتنفل القادر على القيام قاعداً بلا كراهة في الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الصلاة: الباب التاسع، في النوافل“: ج۱،ص:۱۷۳، زکریا دیوبند)

(۱)حاشية الفقه على المذاهب الاربعة، ”البلوغ وهل تصح إمامة الصبي“: ج۱،ص:۲۳۲، دار الغد الجدید

تہجد پڑھنے کا مسنون طریقہ:

(۴۴) **سوال:** تہجد پڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ دو دو رکعت پڑھیں یا چار چار رکعت ایک سلام سے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: دو دو رکعت پڑھنا بہتر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۴/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اذان فجر کے بعد سے جماعت تک نوافل پڑھنا:

(۴۵) **سوال:** ایک شخص اذان فجر کے بعد جماعت تک نوافل پڑھتا رہتا ہے، کچھ لوگ منع کرتے ہیں، کیا واقعی اس وقت نماز پڑھنا منع ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: تمیز الدین، دیوبند

---

(۱) حدثنا أبو اليمان قال: أخبرنا شعيب عن الزهري قال: أخبرني سالم بن عبد الله: أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: إن رجلاً قال: يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم) كيف صلاة الليل؟ قال: مثنىٰ مثنىٰ فإذا خفت الصبح فأوتر بواحدة. (فيض الباري، "كتاب التهجد: باب كيف كانت صلاة النبي صلى الله عليه وسلم و كم كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل": ج ۲، ص: ۵۵۹، رقم: ۱۱۳۷، مکتبہ: شیخ الہند دیوبند)

والأفضل في الليل عند أبي يوسف ومحمد رحمهما الله مثنىٰ مثنىٰ، وفي النهار أربع أربع، وعند الشافعي رحمه الله فيهما مثنىٰ مثنىٰ، وعند أبي حنيفة فيهما أربع أربع. (بدر الدين العيني، البناية في شرح الهداية، "كتاب الصلاة: باب النوافل": ج ۲، ص: ۶۱۵، دار الفکر)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اذانِ فجر کے بعد جماعت تک اور اس کے بعد طلوعِ آفتاب تک سنتِ فجر کے علاوہ کسی قسم کی نفل یا سنت آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے سنتِ فجر کے علاوہ کسی قسم کی سنت یا نوافل نہ پڑھنی چاہیے اور اگر فرض سے قبل سنتِ فجر نہیں پڑھی گئی، تو فرض کے بعد سنتِ فجر بھی پڑھنے کی اجازت نہیں طلوعِ آفتاب تک، البتہ اس کے بعد پڑھ سکتا ہے۔(١)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٠/٨: ١٤١٨ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کے بعد نفل پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(٤٦) **سوال:** کیا نماز وتر کے بعد نفل نماز جائز ہے کیا یہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وتر کے بعد نفل پڑھنا بلاشبہ درست اور جائز ہے اور ثابت بھی ہے۔(٢)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (٢١/٤: ١٤١٨ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) عن ابن عمر رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا صلاة بعد الفجر إلا سجدتين ......وروي عنه: غير واحد وهو ما أجمع عليه أهل العلم كرهوا أن يصلي الرجل بعد طلوع الفجر إلا ركعتي الفجر ومعنى هذا الحديث إنما يقول لا صلاة بعد الفجر إلا ركعتي الفجر. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة: باب ما جاء لا صلاة بعد طلوع الفجر إلا ركعتين''، ج١، ص:٩٦، مکتبہ: نعیمیہ دیوبند)

لا صلاة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلاة بعد العصر حتى تغيب الشمس. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اشراق کی چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا:

(٤٧)**سوال:** ایک شخص بعد طلوع آفتاب اشراق کی نماز چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھتا ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ دو دو رکعت پڑھنی چاہیے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رضوان، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دو دو رکعت پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھ لیں تو بھی درست ہے۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴/۴/۱۴۱۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شادی کے دن نفل پڑھنے کا رواج:

(٤٨)**سوال:** زید شادی کے دن نفلیں تو پڑھتا ہے، لیکن فرض نماز نہیں پڑھتا، بلکہ لوگوں

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ۱،ص:۳۱۲،رقم:۵۶۱)

(۲)عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي بعد الوتر ركعتين. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الوتر: باب ما جاء لا وتران في ليلة'':ج۱،ص:۱۰۸،کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي بعد الوتر ركعتين خفيفتين وهو جالس. (أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''كتاب إقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الركعتين بعد الوتر جالساً'':ص:۸۳،رقم: ۱۱۹۵،نعیمیہ دیوبند)

(۱)عن أنس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى الغداة في جماعة، ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة قال: قال رسول الله عليه وسلم: تامة تامة تامة. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب السفر، باب ذكر ما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس'':ج۱،ص:۱۳۰)

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الله تبارك وتعالىٰ أنه قال: ابن آدم إركع لي أربع ركعات من أول النهار أكفك آخره. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الوتر، باب ما جاء في صلاة الضحىٰ'':ج۱،ص:۱۰۸، نعیمیہ دیوبند)

نے شادی کے موقعہ پر نفلوں کا رواج بنا رکھا ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔تو ایسا کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انعام، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض نماز چھوڑی تو اس کا سخت گناہ ہوگا، فرض چھوڑ کر نفل پڑھنا یا نفل کو فرض سے زیادہ لازم سمجھنا شرعاً درست نہیں ہے[۱] شادی کے دن کوئی شخص مزید نفلیں پڑھے تو بلاشبہ بہتر و درست ہے؛ لیکن اس کو اتنا رواج دینا کہ اگر کوئی نفلیں نہ پڑھے تو اس پر لعن طعن کیا جائے درست نہیں ہے اور رواج کی وجہ سے نفلیں پڑھنا باعث ثواب بھی نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۲:۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عیدین کے روز نماز اشراق وچاشت پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

(۴۹) **سوال:** عیدین کے روز نماز اشراق وچاشت پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شکیل احمد، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز اشراق وچاشت نوافل میں سے ہیں اور عیدین کے روز نماز عیدین سے قبل نوافل پڑھنا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۴/۲:۱۴۱۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وتاركها عمداً مجانة أي تكاسلاً فاسق. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة'': ج ۲، ص: ۵، زکریا دیوبند) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عشاء بعد کی نوافل بیٹھ کر پڑھنا:

(۵۰)**سوال**: عشاء کی نماز کے بعد کے نوافل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر پڑھے ہیں یا کھڑے ہوکر اور اس طرح پڑھنے سے آدھا ثواب ملے گا یا پورا؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذوالفقار علی قاسمی، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ یہ نوافل بیٹھ کر پڑھے ہیں، مگر کوئی دوسرا شخص بغیر عذر اگر بیٹھ کر پڑھے گا، تو اس کو آدھا ثواب ملے گا۔ روایت ہے کہ تمہاری نماز بیٹھے ہونے کی حالت میں اس کے کھڑے ہونے کی نماز کے نصف کے برابر ہے۔(۱)

ہاں! اگر کوئی شخص اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے بیٹھ کر پڑھے گا، تو اس کو دو ثواب ملیں گے، نفلوں کا اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

''عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج، فرأی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... کقوله صلی الله علیه وسلم: من ترك الصلاة فقد کفر. فأول فیه بعضهم أنه لیس حکما بالکفر، بل معناه أنه قرب الکفر الخ. (الکشمیري، فیض الباري، ''کتاب الإیمان، باب کفران العشیر الخ'': ج۱، ص:۱۸۹)

(۲)من أحدث في أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد. (أخرجه البخاري في صحیحه، کتاب الصلح، ''باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود'': ج۱، ص:۳۷۱)

(۳)ویکره التنفل قبل صلاة العید في المصلی اتفاقاً، وفي البیت عند عامتهم وهو الأصح؛ لأن رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج، فصلی بهم العید لم یصل قبلها ولا بعدها. متفق علیه. ویکره التنفل بعدها في المصلیٰ فلا یکره في البیت علی اختیار الجمهور لقول أبي سعید الخدري رضي الله عنه: کان رسول الله علیه وسلم لا یصلی قبل العید شیئاً، فإذا رجع إلی منزله صلی رکعتین. (الطحطاوي، حاشیة الطحطاوي، ''کتاب الصلاة: باب أحکام العیدین'': ص:۵۳۱، ۵۳۲، شیخ الہند دیوبند)

(۱)عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: صلاة الجالس علی النصف من صلاة القائم. (أخرجه أحمد، في مسنده، ''الجزء الحادی عشر، مسند عبدالله ابن عمر'': ج۱، ص:۴۰۷، رقم:۶۸۰۳)

أناسا يصلون قعودا، فقال: صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم"[١]

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۴/۲/۱۴۱۸ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عورتیں صلاۃ التسبیح جماعت سے پڑھیں یا تنہا:

(۵۱) **سوال**: مشہور ہے کہ عورتیں جمعہ کے دن جماعت سے صلاۃ التسبیح پڑھتی ہیں یہ طریقہ صحیح ہے یا الگ الگ نماز ادا کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالستار، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صلاۃ التسبیح عورتیں جماعت سے نہ پڑھیں نفل نماز کی جماعت نہیں ہوتی ہے، عورتیں یہ نماز علیحدہ علیحدہ جماعت کے بغیر پڑھیں اسی میں بڑا ثواب ہے۔[٢]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۹/۹/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نفل گھر میں پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں؟

(۵۲) **سوال**: کیا نفل عبادت جیسے تہجد کی نماز شب قدر کی عبادت مسجد میں ادا کرنا چاہئے

---

(١) أخرجه ابن ماجة، في سننه، "كتاب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم": ج١،ص:٣٨٨، رقم:١٢٣٠.)

(٢) ولا ينبغي أن يتكلف لالتزام ما لم يكن في الصدر الأول، كل هذا التكلف لإقامة أمر مكروه، وهو أداء النفل بالجماعة على سبيل التداعي، فلو ترك أمثال هذه الصلوات تارك ليعلم الناس أنه ليس من الشعار فحسن اهـ. وظاهره أنه بالنذر لم يخرج عن كونه أداء النفل بالجماعة. (ابن عابدين، رد المحتار، "باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الإقتداء": ج٢،ص:٥٠١)

(ولا يصلي الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان) أي يكره ذلك على سبيل التداعي. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، "باب الوتر والنوافل": ج٢،ص:٥٠٠)

یا گھر پر؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شب قدر میں گھر پر ہی عبادت کرنا چاہئے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، محی الدین پور

الجواب وباللہ التوفیق: گھر پر عبادت کرنا افضل ہے کہ اس میں نام ونمود اور دکھلاوے کی بیماری سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۱۱:۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی،

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نماز استسقاء کی شرائط کیا ہیں اور یہ نماز کن حالات میں پڑھنی چاہئے؟

(۵۳) **سوال:** نماز استسقاء کی شرائط کیا ہیں اور یہ نماز کن حالات میں پڑھنی چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: دلشاد احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کا اندیشہ ہو جائے،

---

(۱) والأفضل في النفل غير التراويح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضلية ما كان أخشع وأخلص. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، "باب الوتر والنوافل": ج۲، ص:۲۲)

وحيث كان هذا أفضل يراعى ما لم يلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبيته، أو كان في بيته ما يشغل باله ويقلل خشوعه، فيصليها حينئذ في المسجد لأن اعتبار الخشوع أرجح. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، "باب الوتر والنوافل": ج۲، ص:۲۲)

الأفضل في السنن والنوافل المنزل لقوله عليه السلام: صلاة الرجل في المنزل أفضل إلا المكتوبة، ثم باب المسجد إن كان الإمام يصلي في المسجد، ثم المسجد الخارج إن كان الإمام في الداخل، والداخل إن كان في الخارج. وإن كان المسجد واحد فخلف أسطوانة، وكره خلف الصفوف بلا حائل. وأشدها كراهة أن يصلي في الصف مخالطا للقوم وهذا كله إذا كان الإمام في الصلاة، أما قبل الشروع فيأتي بها في المسجد في أي موضع شاء. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "الباب التاسع في النوافل، ومن المندوبات صلاة الضحى": ج۱، ص:۱۷۲)

جانوروں کے چارے میں کمی آجائے، کنوؤں اور نلوں کا پانی کم ہو جائے، گرمی کی شدت باعث پریشانی اور تکلیف بن جائے تو ایسی صورت میں نماز استسقا پڑھنی چاہیے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۲/۹/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز استسقا کس طرح ادا کریں؟

(۵۴)**سوال**: نماز استسقاء کس طرح ادا کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: نعمان، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: نماز استسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ لوگ کسی میدان یا عیدگاہ میں جمع ہو جائیں، لباس معمولی ہو، نئے کپڑے بدل کر نہ جائیں، کسی غیر مسلم کو ساتھ نہ لیں، بوڑھے جوان سب ہی جمع ہوں، جمع ہونے سے قبل جس کے ذمہ قرض یا حقوق کسی کے ہوں ان کی ادائیگی کی حتی الامکان کوشش کریں، جمع ہو کر دو رکعت نماز بغیر اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں، امام دونوں رکعتوں میں قرأت جہری کرے، نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے جس طرح عید کے دن دو خطبے پڑھے جاتے ہیں اس کے بعد امام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعاء کرے اور استغفار کریں اور سب نمازی بھی انتہائی خشوع وخضوع اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا

(۱)هو لغة: طلب السقي وإعطاء ما يشربه.......... وشرعاً: طلب إنزال المطر بكيفية مخصوصة عند شدة الحاجة بأن يحبس المطر، ولم يكن لهم أودية وآبار وأنهار يشربون منها ويسقون مواشيهم وزرعهم أو كان ذلك إلا أنه لا يكفي، فإذا كان كافيا لا يستسقى كما في المحيط. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار: ”كتاب الصلاة، باب الاستسقاء“: ج ۳، ص: ۷۰، زکریا دیوبند؛ و الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ”باب الاستسقاء“: ص: ۵۴۸، شیخ الہند دیوبند)

کریں، تین روز تک ایسا ہی کریں(۱) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام پہلا خطبہ پڑھ کر چادر کو بھی پلٹے، یعنی داہنا رخ بائیں جانب نیچے کا اوپر اور اوپر کا نیچے کرلے۔ فتویٰ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہی قول پر ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۹/۱۲/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نماز استسقاء جماعت کے ساتھ پڑھی جائے یا بغیر جماعت کے؟

(۵۵) **سوال**: نماز استسقاء جماعت کے ساتھ پڑھی جائے یا بغیر جماعت کے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاداب، شاملی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز استسقاء باجماعت پڑھنا مستحب ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نماز باجماعت پڑھنا ثابت ہے؛ اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ امام ایک دن متعین کرے وہاں دو

(۱)باب الاستسقاء. هو دعاء واستغفار لأنه السبب لإرسال الأمطار بلا جماعة مسنونة، بل هي جائزة و بلا خطبة وقالا: تفعل كالعيد، وهل يكبر للزوائد؟ خلاف و بلا قلب رداء خلافاً لمحمد و بلا حضور ذمي وإن كان الراجح أن دعاء الكافر قد يستجاب استدراجاً، وأما قوله تعالىٰ ﴿وما دعاء الكافرين إلا في ضلال﴾ (سورة الغافر:۵۰)ففي الآخرة. شروح. مجمع. وإن صلوا فرادى جاز ......ويخرجون ثلاثة أيام متتابعات مشاة في ثياب غسيلة أو مرقعة متذللين متواضعين خاشعين لله ناكسين رؤوسهم، ويقدمون الصدقة في كل يوم قبل خروجهم، ويجددون التوبة، ويستغفرون للمسلمين، ويستسقون بالضعفة والشيوخ. (الحصكفي: الدرالمختار مع رد المحتار ”كتاب الصلاة، باب الاستسقاء“: ج۳،ص:۷۰-۷۲،زکریا دیوبند)

(۲)واختار القدوري قول محمد، لأنه عليه الصلاة والسلام فعل ذلك نهر. وعليه الفتوى كما في شرح درر البحار. قال في النهر: وأما القوم فلا يقلبون أرديتهم عند كافة العلماء، خلافاً لمالك. (الحصكفي: رد المحتار مع الدرالمختار ”كتاب الصلاة، باب الاستسقاء“: ج۳،ص:۷۱،زکریا دیوبند)

رکعت بغیر اذان واقامت کے پڑھائے، جہراً قرأت کرے، نماز کے بعد دو خطبہ دے، اور خطبہ میں چادر پلٹے پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر دعاء مانگے، استسقاء کے لیے تین روز نکلنا مستحب ہے۔

’’فالحاصل أن الأحاديث لما اختلفت في الصلاة بالجماعة وعدمها علیٰ وجه لا يصح به إثبات السنية لم يقل أبو حنيفة بسنيتها، ولا يلزم منها قوله بأنها بدعة كما نقله عنه بعض المتعصبين، بل هو قائل بالجواز اهـ. قلت: والظاهر أن المراد به الندب والاستحباب لقوله في الهداية. قلنا: إنه فعله عليه السلام مرة وتركه أخرى فلم يكن سنة اهـ. أن السنة ما واظب عليه، والفعل مرة مع الترك أخرى يفيد الندب. تأمل. قوله: كالعيد أي بأن يصلي بهم ركعتين يجهر فيهما بالقراءة بلا أذان ولا إقامة، ثم يخطب بعدها قائماً على الأرض معتمداً علیٰ قوس أو سيف أو عصا خطبتين عند محمد وخطبة واحدة عند أبي يوسف........... خلافاً لمحمد فإنه يقول: يقلب الإمام ردائه إذا مضى صدر من خطبته‘‘[1]

’’ويستحب الخروج له أي للاستسقاء ثلاثة أيام متتابعات‘‘[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۲/۹/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نفل نماز کیوں پڑھی جاتی ہے؟

(۵۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

نفل نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور نفل نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ نیز نفل نمازوں کی اور قرأت میں دلچسپی کی وجہ سے کیا نفل نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی تو لازم

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء: ج۳، ص: ۷۰-۷۱، زکریا، دیوبند.)

(۲) حسن بن عمار الشرنبلالي، المراقي مع الحاشية، ’’كتاب الصلاة، باب الاستسقاء‘‘: ص: ۵۴۹، دارالکتاب.)

نہیں آتی ہے؟ براہ کرم شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بلال احمد، کشمیر

الجواب و بالله التوفيق: نفل زائد اور مستحب نماز ہوتی ہے اس کا پڑھنا ضروری نہیں ہے، نفل نماز کا حکم یہ ہے کہ پڑھ لیا جائے تو باعث اجر و ثواب ہے، اور ہماری فرض نمازوں میں جو کمی رہ جاتی ہے یہ نفل ہمارے فرض کے ثواب کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے؛ اس لیے روزانہ کچھ نہ کچھ نوافل پڑھتے رہنا چاہئے اور اُن کا شوق رکھنا چاہئے؛ جیسا کہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہوگی، اگر اس نے نماز مکمل طریقے سے ادا کی ہوگی تو نفل نماز علیحدہ لکھی جائے گی، اور اگر مکمل طریقے سے ادا نہ کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا کہ: دیکھو، کیا میرے بندے کے پاس نفل نمازیں ہیں، تو ان سے فرض کی کمی کو پورا کرو، پھر باقی اعمال کا بھی اسی طرح حساب ہوگا۔

”عن تميم الداري، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلاته، فإن أكملها كتبت له نافلة، فإن لم يكن أكملها، قال الله سبحانه للملائكته: انظروا، هل تجدون لعبدي من تطوع؟ فأكملوا بها ما ضيع من فريضته، ثم تؤخذ الأعمال على حسب ذلك“(۱)

مذکورہ حدیث میں نوافل کی واضح اہمیت وافضلیت بیان کی گئی ہے اور اس میں دعوت فکر ہے ایسے حضرات کے لیے جو سنن ونوافل کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں، انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کا شکرگزار بندہ بنے اور اپنے رب کے حضور فرض نماز کے علاوہ بھی شکرانے کے طور پر زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے اور دنیا وآخرت کی تمام مشکلات اس کے لیے آسان ہو جائیں۔

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ”باب ما جاء في أول ما يحاسب به“: ج۱ص:۱۰۳رقم:۱۴۲۶.

نیز آپ نے پوچھا ہے کہ نفل نماز میں لمبی رکعتیں اور تلاوت میں دلچسپی کی بنا پر قرآن کریم دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں یاد رکھیں کہ آپ تمام فرض، واجب اور نفل نمازوں میں قرآن کریم کا وہی حصہ تلاوت کریں جو آپ کو زبانی یاد ہے۔ مزید سورتیں اور آیات یاد کرنے کی کوشش کریں۔ اگر نوافل میں طویل تلاوت کا دل چاہ رہا ہو تو ہر رکعت میں وہ تمام آیات اور چھوٹی سورتیں تلاوت کرلیں جو آپ کو یاد ہیں۔

اگر آپ قرآن کریم دیکھ کر تلاوت کریں گے تو آپ کی نماز فاسد ہو جائیگی اس لیے کہ فقہائے احناف کے نزدیک نماز میں مصحف (قرآن کریم) سے دیکھ کر تلاوت کرنا، صفحہ پلٹنا اور رکوع وسجود کے لیے مصحف (قرآن کریم) کو ایک طرف رکھنا عملِ کثیر ہے اور عملِ کثیر سے نماز فاسد جاتی ہے۔ جیسا کہ صاحب ہدایہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"إذا قرأ الإمام من المصحف فسدت صلاته، عند أبي حنيفة رحمه الله وقالا: هي تامة، لأنها عبادة انضافت إلى عبادة، إلا أنه يكره، لأنه يشبه بصنع أهل الكتاب، ولأبي حنيفة رحمه الله أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عمل كثير، ولأنه تلقن من المصحف فصار كما إذا تلقن من غيره، وعلى هذا لا فرق بين المحمول والموضوع، وعلى الأول يفترقان"(١)

خلاصہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فرائض ونوافل تمام نمازوں میں قرآن سے دیکھ کر قرات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک کراہت کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے، مگر احناف کا فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(١٤٤٣/١٠/٥ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) المرغيناني، الهداية، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها: ج١، ص:١٣٧-١٣٨.)

اوّابین کی نماز کی فضیلت:

(٥٧) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ اوابین کون سی نماز ہوتی ہے؟ اور اس نماز کی فضیلت کیا ہے؟ نیز صلاۃ اوابین کی کتنی رکعتیں ہیں؟ اور اوابین کے معنی کیا ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمران رسول پور، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: اوابین کی نماز بعد نمازِ مغرب فرض وسنت مؤکدہ کے بعد ادا کی جاتی ہے اس کو ''صلاۃ الاوّابین'' کہا جاتا ہے اس نماز کی فضیلت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد بغیر کسی سے بات کئے ہوئے صلاۃ الاوابین کی چھ رکعت نماز ادا کرے اس کے حق میں بارہ سال کی عبادت کے بقدر ثواب لکھا جائے گا، ایسے ہی ایک اور روایت ہے کہ جو شخص اوابین کی بیس رکعت پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا، نیز اوابین کے معنی ہیں: اللہ کے وہ نیک بندے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والے ہیں اور اوابین کی رکعتوں کے بارے میں کتب فقہ میں لکھا ہے کہ کم از کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء، عدلن له بعبادة ثنتى عشرة سنة''

''قال أبو عيسى: و قد روي عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: من صلى بعد المغرب عشرين ركعةً بنى الله له بيتًا في الجنة''

''قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث غريب، لانعرفه إلا من حديث زيد بن الحباب عن عمر بن أبي خثعم''

''قال: وسمعت محمد بن إسماعيل يقول: عمر بن عبد الله بن أبي خثعم

منکر الحدیث، وضعفه جدًا‘‘[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۳/۴/۱۴ھ)

شکرانے اور حاجت کی نماز میں فرق:

(۵۸)**سوال:** شکرانے کی نماز اور اور حاجت کی نماز میں کیا فرق ہے؟ کیا پڑھنے کے طریقہ میں بھی فرق ہے؟ کیا نیت کر کے پڑھنا واجب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ، محی الدین پور

الجواب وبالله التوفيق: جی ہاں دونوں نمازوں میں فرق ہے، یعنی شکرانہ کی نماز اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے[2] اور حاجت کی نماز کسی ضرورت پر اللہ تعالیٰ سے ضرورت پوری کرانے کے لیے پڑھی جاتی ہے[3] مگر ان دونوں نمازوں کے پڑھنے میں کوئی فرق نہیں ہے، جس نیت سے پڑھیں گے اس کے ثمرات مرتب ہوں گے ’’إن شاء الله‘‘۔ بغیر نیت کے کوئی نماز نہیں ہوتی ہے۔[4]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۱۱/۱۲ھ)

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ’’أبواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في فضل التطوع وست ركعات بعد المغرب‘‘: ج۱، ص: ۹۸، رقم: ۴۳۵.)

(۲) من توضأ فأسبغ الوضوء ثم صلى ركعتين يتمهما أعطاه الله ما سأل معجلاً أو مؤخراً. (أخرجه أحمد، في مسنده، ’’مؤسسة الرسالة‘‘: ج ۴۵، ص: ۴۸۹، رقم: ۲۷۴۹۷)

...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر ......

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں رکوع کیسے کریں؟

(۵۹)سوال: بیٹھ کر نفل پڑھنے میں رکوع کیسے کریں رکوع کرنے میں سرین زمین سے اٹھ جائے یا زمین سے سرین لگی رہے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شکیل احمد، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: بیٹھ کر نفل پڑھنے میں جب رکوع کیا جائے تو سرین کو پیروں سے جدا نہ کیا جائے یعنی اٹھایا نہ جائے؛ بلکہ رکوع کے لیے کمر کو جھکایا جائے یہ مسنون ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۹۹۳/۱۲/۲۴ء)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

صلاۃ الحاجت جماعت سے پڑھنا:

(۶۰)سوال: برسات کے دنوں میں جب بارش زیادہ ہوتی ہے تو دو رکعت قضاء الحاجات کے نام سے پڑھتے ہیں اس طرح کہ باقاعدہ امام صاحب جماعت سے پڑھاتے ہیں اور امام صاحب

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۳)وعن عبد اللّٰہ بن أبي أوفیٰ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من کانت لہ حاجۃ إلی اللّٰہ أو إلی أحد من بني آدم فلیتوضأ فلیحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین الخ. (محمد بن عبداللہ الخطیب العمري، مشکاۃ المصابیح، ''باب التطوع'': ج۱،ص:۱۱۷، مکتبہ: یاسر ندیم، اینڈ کمپنی دیوبند)

(۴)ثم إنہ إن جمع بین عبادات الوسائل في النیۃ صح......ونال ثواب الکل......وکذا یصح لو نوی نافلتین أو أکثر کما لو نویٰ تحیۃ مسجد، وسنۃ وضوء، ضحی،وکسوف، والمعتمد أن العبادات ذات الأفعال یکتفي بالنیۃ في أولھا. (أحمد بن محمد الطحطاوي، حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح،''کتاب الصلاۃ:باب شروط الصلاۃ وأرکانھا'': ص:۲۱۶، مکتبہ: شیخ الہند دیوبند)

ویکفیہ مطلق النیۃ للنفل والسنۃ والتراویح ، ھو الصحیح،کذا في التبیین. (جماعۃ من علماء الھند،الفتاوی الھندیۃ،''کتاب الصلاۃ:باب شروط الصلاۃ،الفصل الرابع:في النیۃ'': ج۱،ص:۱۲۳، مکتبہ: زکریا دیوبند)

(۱)ویجعل السجود أخفض من الرکوع، کذا في فتاویٰ قاضي خان حتی لو سوی لم یصح. (جماعۃ من علماء الھند،الفتاویٰ الھندیۃ،ج۱،ص:۱۹۶)

سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یاسین شریف پڑھتے ہیں اور ہر مبین پر ٹھہرتے ہیں، پھر سب مقتدی بلند آواز سے اذان پڑھتے ہیں، اذان کے بعد پھر امام صاحب قرأت شروع کرتے ہیں پھر دوسرے مبین پر ایسا ہی کرتے ہیں اس طرح دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے یہ شرعی طریقہ کے خلاف تو نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ محمد قربان، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال طریقۂ نماز شرعاً جائز نہیں ہے؛ اس لیے امام ومقتدیوں کا مذکورہ طریقہ پر نماز پڑھنا درست نہیں تاہم کسی بھی مقصد وضرورت کے لیے انفرادی طور پر صلاۃ الحاجۃ پڑھنا درست اور احادیث سے ثابت ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۷/۸/۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد کی ہر رکعت میں سورت کے بعد سورۂ اخلاص کا تکرار کرنا:

(۶۱) **سوال:** تہجد کی نماز میں اگر ہر رکعت میں ایک سورت کے بعد سورۂ اخلاص ملائے اور اسے بار بار پڑھے تو کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عارف قاسمی، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: فقہاء نے فرائض میں تکرار سورت کو مکروہ لکھا ہے؛ لیکن نوافل میں تکرار سورت درست ہے؛ اس لیے سورۂ اخلاص کا مکرر پڑھنا شرعاً درست ہے، لیکن اس کی

---

(۱) ولایصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك لو على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد كما في الدرر. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، باب الوتر والنوافل ج۲، ص:۵۰۰)

من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ج۱، ص۳۷۱)

عادت نہیں بنانی چاہیے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۴/۱۰/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

صلاۃ التسبیح کا جمعہ کے دن افضل وقت کونسا ہے؟

(۶۲) **سوال:** صلاۃ التسبیح جمعہ کی نماز کے بعد افضل ہے یا جمعہ سے پہلے یا کونسا وقت افضل ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضوان، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: صلاۃ التسبیح اوقات مکروہ ثلاثہ کے علاوہ تمام اوقات میں پڑھنا جائز اور درست ہے البتہ اکابرین واسلاف کا معمول قبل نماز جمعہ صلاۃ التسبیح پڑھنے کا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۷/۷/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

تہجد کا پابند وتر جماعت سے پڑھے یا تنہا تہجد کے وقت:

(۶۳) **سوال:** ایک شخص تہجد کا پابند ہے تو کیا رمضان میں وتر جماعت سے پڑھنی چاہیے یا تہجد میں تنہا وتر پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مستری نور الحسن، دیوبند

---

(۱) يكره تكرار السورة في ركعة واحدة من الفرض.......... وقيد بالفرض لأنه لايكره التكرار في النفل. (أحمد بن محمد الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص:۳۵۲)

(۲) ويكره تكرار السورة في ركعة واحدة في الفرائض ولابأس في التطوع. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها ج۱، ص:۱۶۶، مکتبہ فیصل دیوبند)

(۳) وأربع صلاة التسبيح الخ يفعلها في كل وقت لاكراهة فيه. (الحصكفي، رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة التسبيح، ج۲، ص:۴۷۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس شخص کو رمضان میں وتر کی نماز جماعت کے ساتھ ہی پڑھنی چاہیئے کہ اس میں جماعت کا ثواب ملتا ہے یہ ہی بہتر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۴/۹/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد فوت ہو جائے تو کب قضاء کرے؟

(٦٤) **سوال**: اگر کوئی شخص نماز تہجد کا عادی ہو اور وہ قضا ہو جائے، تو اس کی قضاء پڑھنے کا کیا وقت ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حبیب احمد، سانپلہ کلاں، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تہجد کی نماز سنت ہے اور سنت کی قضاء نہیں ہوتی، ہاں اگر کوئی شخص پورے سال سنت کا عادی ہو اور کسی دن آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے اس کی تہجد کی نماز فوت ہو جائے تو طلوع آفتاب کے بعد اشراق کے وقت سے دوپہر سے پہلے پہلے اتنی ہی رکعات پڑھ لے تو امید ہے کہ تہجد کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا۔(۲)

”وکان النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم إذا صلی صلاة أحب أن یداوم علیها وکان إذا غلبه نوم أو وجع عن قیام اللیل صلی من النهار اثنتي عشرة رکعة“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۴/۴/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ولا یصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان، إن الجماعة في التطوع لیست بسنة یفید عدمه. (الحصکفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نمازِ تہجد کب پڑھ سکتے ہیں؟

(٦٥)**سوال:** نمازِ تہجد کا وقت نصف شب کے بعد ہے یا پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالخبیر، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نصف شب کے بعد ہی پڑھنی چاہئے البتہ اگر آنکھ نہ کھلنے کا اندیشہ ہو اور عشاء کے بعد پڑھ کر سو جائے تو بھی ان شاء اللہ تہجد کا ثواب ملے گا۔(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۵۰۰)
ويؤتر بجماعة في رمضان فقط، عليه إجماع المسلمين. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب الثامن في صلاة الوتر'': ج۱،ص:۱۷۶، ط: المكتبة الفيصل ديوبند)

(۲)من قام عن حزبه أو نام عن شيء فقرأه بين صلاة الفجر وصلاة الظهر كتب له كأنها قرأه من الليل. (أخرجه مسلم في صحيحه، ج۲،ص۳۱۵،رقم:۷۴۷)

(۳)أخرجه مسلم، في صحيحه: ج۱،ص:۵۱۳)

(۱)وفي تفسير ابن عباس: قم الليل يعنى كله إلا قليلاً، فاشتد ذلك على النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، وعلى أصحابه، وقاموا الليل كله، ولم يعرفوا ماحد القليل، فأنزل الله تعالى نصفه، أو أنقص منه قليلاً، أو زد عليه يعني أنقص من النصف الى الثلث الخ. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الصلاة: فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالي'': ص:۳۹۶، شیخ الهند ديوبند)

أقول: الظاهر أن حديث الطبراني الأوّل بيان لكون وقته بعد صلاة العشاء، حتى لو نام ثم تطوع قبلها لايحصل السنة......ولأن التهجد إزالة النوم بتكلف مثل تأثم: أي تحفظ عن الإثم؛ نعم صلاة الليل وقيام الليل أعم من التهجد......والظاهر أن تقييده بالتطوع بناء على الغالب وأنه يحصل بأي صلاة كانت، لقوله عليه السلام في الحديث المار: وماكان بعد صلاة العشاء فهو من الليل......لكن ذكر آخر عنه، عليه السلام: من استيقظ من الليل وأيقظ أهله فصليا ركعتين كتبا من الذاكرين الله كثيراً والذاكرات. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۴۶۷،۶۸، زكريا ديوبند)

سنت وفرض کے درمیان نفل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(٦٦)**سوال:** سنت مؤکدہ اور فرض نماز کے درمیان جب کہ وقت بھی ہو تو نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محسن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال وقت میں نوافل پڑھنا بلا شبہ درست ہے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۹/۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صلاۃ التسبیح میں ''ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ العلي العظیم'' پڑھنا:

(٦٧)**سوال:** صلاۃ التسبیح میں ''ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ العلي العظیم'' اصل تسبیح کے ساتھ ملا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ضمیر الدین خاں، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث کی روایتوں میں محض وہی الفاظ ہیں جن کو صلاۃ التسبیح میں لوگ پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ مگر بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں اس لیے اگر کوئی شخص ''ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ العلي العظیم'' بھی پڑھنا

---

(۱) التطوع المطلق یستحب أداءہ في کل وقت، کذا في محیط السرخسي. (جماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیۃ، ''کتاب الصلاۃ: الباب التاسع في النوافل'': ج۱،ص:۱۷۲، زکریا دیوبند)

چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (٢٦/٧/١٤١٩ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت میں وقت ہو تو تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟

(٦٨) **سوال:** جماعت میں اگر پانچ، سات منٹ باقی ہوں، تو تحیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد یامین، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقت مکروہ نہ ہو اور جماعت شروع ہونے میں اتنا وقت ہو کہ تحیۃ المسجد پڑھی جا سکتی ہو تو پڑھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (٢٦/٧/١٤١٩ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(١) قوله وأربع صلاة التسبيح الخ......وهي أربع بتسليمة أو تسليمتين، يقول فيها ثلاثمأة مرة سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر وفي رواية زيادة : ولا حول ولا قوة إلا بالله، الخ. (ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل": ج٢،ص:٤٧١، مکتبہ سعید کراچی)

عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال للعباس بن عبد المطلب: يا عباس يا عماه ألا أعطيك ألا أمنحك ألا أحبوك ألا أفعل بك عشر خصال......أن تصلي أربع ركعات الخ. (أخرجه أبو داؤد في سننه، كتاب الصلاة، باب صلاة التسبيح، ج١،ص١٨٣،١٨٤)

(٢) (وأداء الفرض أو غيره الخ:) قال في النهر: وينوب عنها كل صلاة صلاها عند الدخول فرضاً كانت أو سنة. وفي البناية معزيا أي مختصر المحيط أن دخوله بنية الفرض أو الاقتداء ينوب عنها، وإنما يؤمر بها إذا دخله لغير الصلاة، والحاصل أن المطلوب من داخل المسجد أن يصلي فيه ليكون ذلك تحية لربه تعالى: والظاهر أن دخوله بنية صلاة الفرض لإمام أو منفرد أو بنية الاقتداء ينوب عنها إذا صلى عقب دخوله، وإلا لزم فعلها بعد الجلوس وهو خلاف الأولى كما يأتي، (ينوب عنها بلانية) قال في الحلية: لو اشتغل داخل المسجد بالفريضة غيرنا وللتحية قامت تلك الفريضة مقام تحية المسجد...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام اپنی جگہ سے ہٹ کر نفل یا سنت پڑھتا ہے یہ کیسا ہے؟

(٦٩) **سوال:** امام اپنی جگہ سے ہٹ کر نفل یا سنت پڑھتا ہے یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ عبدالاحد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض نماز کے بعد سنن ونوافل پڑھنے کے لیے اپنی جگہ سے ہٹ کر حسب گنجائش جگہ بدلنا مستحب ہے۔ (١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۴/۵/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد کی کتنی رکعات ضروری ہیں؟

(٧٠) **سوال:** کیا نماز تہجد میں آٹھ ہی رکعت ضروری ہیں یا کم پڑھ لے تو بھی نماز تہجد ادا ہو جائے گی؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالکریم، شاہجہانپوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوں کہ اکثر تہجد میں آٹھ رکعت پڑھی ہیں، اور تین رکعت وتر پڑھی ہیں؛ اس لیے فقہائے احناف نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لحصول تعظيم المسجد، كما في البدائع وغيره. فلو نوى التحية مع الفرض فظاهر ما في المحيط وغيره أنه يصح عندهما. وعند محمد لايكون داخلا في الصلاة. (الحصكفي، رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في تحية المسجد: ج۲، ص:۴۵۹، زكريا ديوبند)

(١) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيعجز أحدكم إذا صلى أن يتقدم أو يتأخر أو عن يمينه أو عن شماله يعني في السبحة. (أخرجه أبوداؤد، في سننه: ص:۸۵۴؛ واخرجه ابن ماجه، في سنه: ص:۱۴۱۷)

عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايصلي الامام في الموضع الذى صلى فيه حتى يتحول. (أخرجه أبوداؤد، في سننه: ص:٦١٦)

مستحب قرار دیا ہے اور گنجائش نہ ہو، تو چار رکعت بھی کافی ہیں اس سے تہجد کا ثواب مل جائے گا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سفر سے واپسی پر مسجد میں نفل پڑھنا:

(۱۷) **سوال:** بعض حضرات کو دیکھا جاتا ہے کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں جا کر نفل نماز ضرور پڑھتے ہیں تو یہ فرض ہے یا واجب ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو گناہگار ہوگا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمال الدین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ طریقہ نہ واجب نہ فرض ہے؛ بلکہ بہتر اور مندوب ہے اس کو لازم سمجھنا درست نہیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۱۲/۲۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وصلاة الليل وأقلها ...... قال ويصلى ما سهل عليه ولو ركعتين، والسنة فيها ثمان ركعات بأربع تسليمات. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة الليل“: ج۲،ص:۴۶۷، ۴۶۸، زکریا دیوبند)

فينبغي القول بأن أقل التهجد ركعتان، و أوسطه أربع وأكثره ثمان. (ابن عابدين، رد المحتار ”باب الوتر والنوافل“: ج۲،ص:۴۶۸، زکریا دیوبند)

(۲)قال كعب بن مالك: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فصلى فيه. (الكشميري، فيض البارى على شرح البخارى، كتاب الصلاة، باب الصلاة إذا قدم من سفر ج۲،ص:۶۸، بيروت)

ومن المندوبات ركعتا السفر والقدوم منه: عن مطعم بن المقدام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ماخلف أحد عند أهله أفضل من ركعتين يركعهما عندهم حين يريد سفراً رواه الطبراني. وعن كعب بن مالك كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لايقدم من السفر إلا نهارا في الضحى، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز استسقاء کی دعا الٹے ہاتھوں کرنا:

(۷۲)سوال: سنا ہے کہ نماز استسقاء کی دعا الٹے ہاتھوں سے مانگی جاتی ہے یہ بات درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مستقیم، رامپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا بھی ثابت ہے کہ آپ نے بارش کی دعاء الٹے ہاتھ کی ہے۔(۱)

’’عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم استسقی فأشار بظهر کفیه إلی السماء‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۵/۷/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز استسقاء کا وقت کیا ہے؟

(۷۳)سوال: نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مسنون ہے یا بلا جماعت کے اور اس کا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإذا قدم بدأ بالمسجد فصلی فیه رکعتین ثم جلس فیه. رواه مسلم. شرح المنیة. ومفاده اختصاص صلاة رکعتي السفر بالبیت، ورکعتي القدوم منه بالمسجد، وبه صرح الشافعیة. (ابن عابدین، رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج:۲، ص:۴۶۶، زکریا دیوبند)

(۱) ثم السنة في کل دعاء لسوال شيء، وتحصیله أن یجعل بطون کفیه نحو السماء، ولرفع بلاء کالقحط یجعل بطونهما إلی الأرض، وذلك معنی قوله تعالی ویدعوننا رغبا ورهبا. کذا في شرح البدر العیني علی الصحیح. (حاشیة الطحطاوي علی المراقي، ’’کتاب الاستسقاء‘‘: ص:۵۵۱، دارالکتاب دیوبند)

(۲) أخرجه مسلم، في صحیحه، ’’کتاب صلاة الاستسقاء، فصل في الرفع البلیغ للأیدي في الاستسقاء و جعل ظهور الیدین إلی السماء‘‘: رقم:۸۹۵.

وقت کونسا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ناصر شامی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مفتی بہ قول کے مطابق نماز استسقاء جماعت کے ساتھ ادا کرنا مسنون ہے(۱) اس کا وقت اشراق کا وقت ہے یعنی طلوع آفتاب کے ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے، یہ ہی طریقہ متوارث ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۵/۷/۱۴۱۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عشاء کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے سے تہجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۷۴) **سوال:** عشاء کی نماز کے بعد وتر اور دو رکعت نفل پڑھ کر اور یہ نیت کر کے سو جائے کہ تہجد پڑھوں گا مگر آنکھ نہیں کھلی تو وہ نفل اس کے حق میں تہجد کے قائم مقام ہو گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: انصار خاں قاسمی، پربھنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عشاء کے بعد سے ہی تہجد کا وقت شروع ہو جاتا ہے، البتہ افضل یہ ہے کہ آدھی رات کے بعد تہجد پڑھی جائے، لیکن اگر کوئی سونے سے پہلے دو رکعت یا چار

---

(۱) وقال محمد: يصلي الإمام أو نائبه ركعتين كما في الجمعة، ثم يخطب: أي يسن له ذلك والأصح أن أبايوسف مع محمد. (قوله بل هي) أي الجماعة جائزة لامكروهة، وهذا موافق لما ذكره شيخ الاسلام من أن الخلاف في السنية لا في اصل المشروعية. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة، باب الاستسقاء'': ج۳، ص:۷۰، زکریا دیوبند)

(۲) وقال الحافظ بن رجب وقت صلاة الاستسقاء وقت صلاة العيد، ولايفوت وقتها بفوات وقت العيد بل تصلي في جميع النهار وذهب الجمهور إنها تجوز في أي وقت عدا أوقات الكراهة. (ابن حجر عسقلاني، فتح الباري، ج٦، ص:۲۹۲)

یا آٹھ رکعت پڑھ کر اس نیت سے سوگیا کہ تہجد میں بھی اٹھ کر نماز پڑھوں گا، لیکن بیدار نہیں ہوسکا تو اس کو اسی دو رکعت پر تہجد کا ثواب مل جائے گا۔

''أن رسول اللّٰہ علیه وسلم قال: لا بد من صلاة بليل ولو ناقة ولو حلب شاة وما كان بعد صلاة العشاء الآخرة فهو من الليل''[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۴/۱۴۴۳ھ)

رمضان میں نوافل باجماعت ادا کرنا:

(۷۵) **سوال:** رمضان المبارک میں نفلوں کی جماعت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمران ملک، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے نوافل کی جماعت ثابت نہیں ہے؛ اس لیے رمضان ہو یا غیر رمضان نوافل تنہا تنہا پڑھنے چاہئیں نوافل کی جماعت درست نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وماكان بعد صلاة العشاء فهو من الليل أخرجه الطبراني في الكبير، ج۱، ص: ۲۴۵، وهذا يفيد أن هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم. (الحصكفي، رد المحتار على الدرالمختار، ''كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة الليل'': ج۲، ص: ۴۶۷، زکریا دیوبند)

فينبغي القول بأن اقل التهجد ركعتان، وأوسطه أربع وأكثره ثمان والله اعلم. (أيضاً، ''مطلب في صلاة الليل'': ج۲، ص: ۴۶۸، زکریا دیوبند)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

صلاۃ التسبیح امام اجتماعی طور پر جماعت کے ساتھ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(٧٦)**سوال**: صلاۃ التسبیح امام اجتماعی طور پر جماعت کے ساتھ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالرحمٰن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اتفاقی طور پر کچھ لوگ جمع ہوکر صلاۃ التسبیح ادا کرلیں، تو شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن اس نماز کے لیے دعوت دے کر لوگوں کو جمع کرنا اور نماز پڑھانا بدعت ہے جس کی اصل خیر القرون میں نہیں ملتی۔(١)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (١٤١٦/٦/٢٦ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سورج گہن کے وقت اجتماعی طور پر امام کا مسجد کے اندر نماز پڑھانا کیسا ہے اور کس نیت سے یہ نماز پڑھی جائے؟

(٧٧)**سوال**: سورج گہن کے وقت اجتماعی طور پر امام کا مسجد کے اندر نماز پڑھانا کیسا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(٢) واعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعى مكروه. (إبراهيم الحلبي، حلبی كبيري، ''تتمات من النوافل'': ص: ۴۳۲، سہیل اکیڈمی)

ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك لوعلى سبيل التداعي، بأن يقتدى أربعة بواحد. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبيل باب إدراك الفريضة'': ج ٢، ص: ٥٠٠، زکریا؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب الخامس في الإمامة'': ج ١، ص: ١٤١، زکریا دیوبند)

(١) ولا يصلى الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أى يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدى أربعة بواحد كما في الدرر ولا خلاف في صحة الاقتداء. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب الوتر والنوافل'': ج ٢، ص: ٥٠٠، زکریا دیوبند)

ومثل ذلك يقال في صلاة التطوع جماعة اذا كان على غير وجه التداعي يحرر. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوى على المراقي، ''فصل في صلاة التراويح'': ص: ۴۱۲، اشرفیہ دیوبند)

ہے اور کس نیت سے یہ نماز پڑھی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحمٰن، بنگال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں سورج گہن کے وقت نفل نماز مسجد میں جمع ہو کر پڑھنا اور امام کا نماز پڑھانا مشروع وسنت ہے۔ دو رکعت نفل نماز کی نیت کی جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۶/۶/۱۴۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سورج گہن کی خبروں پر یقین کر کے اس کی نماز کا اعلان کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۷۸) **سوال:** ریڈیو اور اخباروں کی خبروں کو سن کر کئی روز پہلے ہی یہاں پر یہ اعلان ہو رہا ہے کہ فلاں تاریخ کو سورج گہن ہوگا؛ اس لیے آٹھ بجے صبح نماز ہوگی، تو کیا دین کے اعتبار سے یہ سب چیزیں درست ہیں، نفل نماز کے لیے اعلان کرنا اور جمع کرنا اور سورج گہن پر یقین کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید کو لکھنؤ جانا ہو اور ٹکٹ بنوا کر ریزویشن کرا چکا ہے پھر یہ کہے کہ فلاں تاریخ کو لکھنؤ جاؤں گا، تو اس کا کہنا صحیح اور درست ہے، اس کو کوئی بھی غلط نہیں کہہ سکتا، حالاں کہ بالیقین اس کو اپنے جانے کا علم نہیں ہے کیا خبر کیا بات پیش آجائے کہ نہ جا سکے۔ بس

(۱) سن رکعتان كهيئة النفل للكسوف .... ولاجماعة فيها إلا بإمام الجمعة أو مامور السلطان دفعاً للفتنة، فيصليهما بلا أذان ولا إقامة ولا جهر ولا خطبة، قال الطحطاوي: عن سمرة صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في كسوف الشمس لا تسمع له صوتاً. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، "باب صلاة الكسوف"، ص: ۵۴۳-۵۴۵، اشرفیہ دیوبند)

اسی طرح سائنس کے حساب سے اگر کسی چیز کا علم واندازہ لگایا جائے، تو غلط نہیں ہے، ہاں اس پر یقین کامل اعتقاد کے درجے میں درست نہیں، سورج گہن کے وقت خداوند قدوس کی صفت قہار کا اظہار ہوتا ہے اس وقت اہم عبادت نماز میں مشغول ہونا باعث اجر عظیم ہے تو اگر صرف یہ اطلاع ہو کہ سورج گہن ہوگا تو فلاں مسجد میں نماز ہوگی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لیے کہ یہ کبھی کبھی ہوتا ہے اس قسم کے مسائل اور ایسے وقت کی عبادات سے لوگ غافل رہتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۶/۶/۲۵ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا اوّابین، چاشت اور اشراق ایک ہی نماز ہیں؟

(۷۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میں نے ایک بیان میں سنا کہ اوابین، اشراق اور چاشت یہ الگ الگ نماز نہیں ہیں؛ بلکہ ایک ہی ہیں جب کہ میں نے بچپن سے سن رکھا ہے کہ یہ الگ الگ نمازیں ہیں اور ان کے اوقات بھی الگ الگ ہیں آپ مجھے صحیح صورت حال سے آگاہ کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد حسن، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: تینوں نمازیں الگ الگ ہیں اور اور ان کے اوقات مختلف ہیں اور ان کی فضیلتیں احادیث میں علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں اشراق کا وقت سورج طلوع ہونے کے تقریباً ۲۰/منٹ بعد شروع ہو جاتا ہے اور نصف النہار تک رہتا ہے، مگر شروع میں پڑھنا افضل ہے اور چاشت کا وقت سورج خوب روشن ہو جانے (دس گیارہ بجے) کے بعد سے شروع ہو کر نصف

(۱) قوله: وهو غلبة الظن، لأنه العلم الموجب للعمل لا العلم بمعنى اليقين. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصوم''؛ ج۳، ص:۳۵۶، زکریا دیوبند)

قوله: لايفيد إلا الظن بمعنى أنه لايحصل بخبر كل واحد اثر متجدد بحيث يخرج عن مرتبة الظن ويرتفع إلى مرتبة اليقين. (تفتازاني، شرح عقائد، ص:۱۵، حاشیہ ص:۱۱، مکتبہ بلال دیوبند)

النہار تک رہتا ہے۔ اور اوابین کا وقت مغرب کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے؛ البتہ احادیث میں دووقت کی نوافل پر اطلاق اوابین کا آیا ہے، ایک چاشت کی نماز پر اور دوسرے نوافل بعد المغرب پر پس مغرب کے بعد کی چھ رکعتوں کے علاوہ چاشت کو بھی صلاۃ اوابین کہہ سکتے ہیں اس معنی میں اوابین اور چاشت دونوں ایک نماز ہو سکتی ہیں۔

’’قال العلامة سراج أحمد في شرح الترمذي له:إن المتعارف في أول النهار صلاتان: الأولى بعد طلوع الشمس وارتفاعها قدر رمحٍ أو رمحين، يقال لها صلاة الاشراق. والثانية عند ارتفاع الشمس، قدر ربع النهار إلى ما قبل الزوال ويقال لها صلاة الضحى. واسم الضحى في كثير من الأحاديث شامل لكليهما،وقد ورد في بعضها لفظ الإشراق أيضًا‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۸/۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

رات میں ایک سلام کے ساتھ کتنے نوافل پڑھ سکتا ہے؟

(۸۰)**سوال**: رات میں ایک سلام کے ساتھ آدمی کتنی رکعتیں نوافل پڑھ سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد قاسمی

---

(۱)ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ’’كتاب الصلاة: باب النفل والسنن‘‘: ج۷،ص:۳۰،مکتبہ اشرفیہ دیوبند۔)

عن عاصم بن ضمرة السلولي، قال: سألنا علياً عن تطوع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالنهار، فقال: إنكم لاتطيقونه. فقلنا: أخبرنا به نأخذ ما استطعنا قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الفجر يمهل حتى إذا كانت الشمس من هاهنا يعني: من قبل المشرق بمقدارها من صلاة العصر من هاهنا يعنى: من قبل المغرب قام فصلى أربعاً. (أخرجه ابن ماجة،في سننه،’’كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيما يستحب من التطوع بالنهار‘‘:ج۱،ص:۸۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رات میں ایک سلام سے آٹھ رکعت تک پڑھنے کی اجازت ہے مگر حضرات صاحبینؒ کے نزدیک رات میں بھی دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۷/۳/۱۷؍۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد، اشراق، چاشت سنت ہیں یا نفل؟

(۸۱) **سوال:** تہجد کی نماز آیا سنت ہے یا نفل اسی طرح چاشت اشراق وغیرہ یہ سنت ہے یا نفل؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد معلم حسین، مدنا پوری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال نمازیں نوافل ہیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۳/۷/۱۷؍۱۴۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وتكره الزيادة على أربع في نفل النهار، وعلى ثمان ليلاً بتسليمة، لأنه لم يرد، والأفضل فيهما الرباع بتسليمة وقالا: في الليل المثنى أفضل، قيل وبه يفتى. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲،ص:۴۵۵،زکریا دیوبند)

وكره الزيادة على أربع في نوافل النهار، وعلى ثمان ليلاً بتسليمة واحدة، والأفضل فيهما رباع. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل'':ج۱،ص:۱۷۲،زکریا دیوبند)

(۲) ومن المندوبات صلاة الضحى وأقلها ركعتان وأكثرها ثنتا عشرة ركعة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الصلاة: الباب التاسع في النوافل'':ج۱،ص:۱۷۲،زکریا دیوبند)

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى الغداة في جماعة، ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين، كانت له كأجر حجة وعمرة. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تہجد کی پہلی رکعت میں بارہ بار سورہ اخلاص کا تکرار:

(۸۲) **سوال:** نماز تہجد کی بارہ رکعت ہیں پہلی رکعت میں بارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنا اور پھر ہر ہر رکعت میں ایک ایک کم کرتے رہنا یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالکریم، ارریہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ طریقہ احادیث سے تو ثابت نہیں ہے اسی طرح سورت کے تکرار کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، ہوسکتا ہے کہ کسی بزرگ عامل نے بطور عمل بتلایا ہو، لیکن شرعی نقطہ نظر سے اس تکرار کو غیر افضل ہی کہا جائے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۱/۲۸ھ)
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تامّة تامّة تامّة. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب السفر، باب ذكر ما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس''، ج۱، ص:۱۳۰، رقم:۵۸۶)

وندب أربع فصاعداً في الضحى على الصحيح من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار. وفي المنية: أقلها ركعتان، وأكثرها اثني عشر وأوسطها ثمان وهو أفضلها كما في الذخائر الأشرفيه، لثبوته بفعله وقوله عليه السلام. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب الوتر والنوافل'': ج۲، ص:۴۶۵، زکریا دیوبند)

(۱) ولم يتعين شيء من القرآن لصحة الصلاة. لإطلاق ما تلونا. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ''كتاب الصلاة: باب شروط الصلاة''، ص:۲۲۷)

ويكره تكرار السورة في ركعة واحدة في الفرائض ولابأس بذلك في التطوع. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، '' ''، ج۱، ص:۱۰۷، مطبوعہ، کوئٹہ)

ويكره التعيين الخ هذه المسألة مفرعة على ماقبلها، لأن الشارع إذا لم يعين عليه شيئاً تيسيراً عليه كره له أن يعين. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة''، ج۲، ص:۲۶۵، زکریا دیوبند)

تہجد اور وتر میں کون سی نماز مقدم ہے؟

(۸۳)**سوال**: اخیر شب میں تہجد اور وتر پڑھنا چاہتا ہے تو بیدار ہونے کے وقت قلت وقت دامن گیر تھا، تو ایسی صورت میں کیا پہلے وتر ہی پڑھنا چاہئے اور پھر تہجد پڑھے جیسا کہ سونے کے وقت اس کی نیت تھی یا تہجد پہلے پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: زاہد الرحمٰن، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل ہی تہجد کی نیت سے نماز تہجد پڑھنا چاہتا ہے تو پہلے نماز وتر ادا کرے اور پھر بہ نیت تہجد جو کچھ پڑھنا ہو پڑھے اور اگر آخر شب میں بیدار ہو کر نماز تہجد ادا کرنا چاہتا ہے تو پھر اگر وقت کم ہو تو وتر پہلے پڑھنی چاہئے اور وقت زیادہ ہو تو پہلے تہجد پڑھے اور پھر آخر میں وتر کی نماز ادا کرے اور حسب موقع جیسا بھی کرے درست اور جائز ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیو بندی غفرلہ (۲۷/۱/۱۴۰۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیو بند

صلاۃ استسقا میں عورتوں کی شرکت:

(۸۴)**سوال**: صلاۃ استسقا میں عورتوں کی شرکت کرنا کیسا ہے؟ جب کہ پردہ کا معقول انتظام کیا گیا ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: انصار حسین، سنبھل

---

(۱)عن عبداللّٰہ، عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وتراً. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''أبواب الوتر، باب ليجعل آخر صلاته وتراً'': ج۱،ص۱۳۶،رقم۹۹۸)

وتاخير الوتر إلى آخر الليل لو اثق بالانتباه، والا فقبل النوم.

قوله: فان فاق الخ. أي اذا أوتر قبل النوم ثم استيقظ يصلي ما كتب له، ولا كراهة فيه بل هو مندوب، ولا يعيد الوتر، لكن فاته الأفضل المفاد بحديث الصحيحين. (الحصكفي، الدر مختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: مطلب طلوع الشمس من مقربها'': ج۲،ص:۲۸،زکریا دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب فرض نمازوں، جمعہ وعیدین کی جماعت میں عورتوں کی شرکت مکروہ ہے تو صورت مسئولہ میں نماز استسقاء کے لیے عورتوں کی شرکت بدرجہ اولیٰ درست نہیں ہے، بلکہ مکروہ ہے۔

''ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقاً، ولو عجوزاً ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۶/۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نوافل کا ثبوت کس دلیل سے ہے؟

(۸۵) **سوال**: فرائض اور سنن کا ثبوت تو ہے، لیکن نوافل کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں آخر ہے کیا اور کہاں سے آیا کہ نوافل کا ادا کرنا ضروری ہے اور نہ کرنے والا گنہگار ہے بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرحمٰن، ۲۴ پرگنہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض نمازوں کے علاوہ تمام نمازوں پر نفل کا اطلاق ہوتا ہے اس لیے کہ نفل کے معنی زائد کے ہوتے ہیں اور نوافل فرائض پر زیادہ ہوتی ہے، ان نفل نمازوں میں بعض نمازوں کی بڑی فضیلت روایت میں آئی ہے اور بعض کے ترک کرنے میں وعید کا بھی تذکرہ ہے ایسی نمازیں فقہا کی اصطلاح میں واجب یا سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں، اس کے علاوہ دیگر نمازوں پر نفل یا مستحب کا اطلاق ہوتا ہے یہ نمازیں بھی احادیث سے ثابت ہیں اور ان کو ادا کرنے کی فضیلت روایت میں مذکور ہے، لیکن اگر کوئی نہ پڑھے تو آدمی گنہگار نہیں ہوگا، البتہ پڑھنے سے ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کے ذریعہ فرائض کے کوتاہی کی تکمیل ہوتی ہے، بندہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة'': ج۲،ص:۳۰۷.

''وما تقرب إلی عبدي بشيء أحب إلی مما افترضت علیه، وما یزال عبدي یتقرب إلي بالنوافل حتی أحبه''(۱)

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۶/۱۴۴۲ھ)

عشاء میں وتر سے پہلے اور بعد کی نفلوں کا حکم:

(۸۶)**سوال:** نماز عشاء میں جو قبل الوتر اور بعد الوتر چار نفل پڑھتے ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سلطان احمد، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: عشاء کے فرض کے بعد دو سنت مؤکدہ ہیں اس کے بعد چار رکعت یا دو رکعت نفل مستحب ہیں اس کے بعد وتر پڑھے وتر کے بعد نفل نہیں ہے جیسا کہ متوارث ہے۔ یعنی ان کے پڑھنے کا حکم نہیں ہے اگر پڑھنا چاہے تو پڑھ لے۔(۲)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۸/۹/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الرقاق، باب التواضع'': ج۲،ص:۹۶۳،رقم:۶۵۰۲۔)

سنة مؤکدة قویة قریبة من الواجب حتی أطلق بعضهم علیه الوجوب، ولهذا قال محمد: لو اجتمع أهل بلد علی ترکه قاتلناهم علیه، وعند أبي یوسف یجلسون وتضربون وهو یدل علی تأکده لا علی وجوبه. (ابن نجیم، البحر الرائق: ج۳،ص:۶)

ولهذا کانت السنة المؤکدة قریبة من الواجب في لحوق الإثم کما في البحر، ویستوجب تارکها التضلیل واللوم کما فی التحریر: أي علی سبیل الإصرار بلا عذر. (الحصکفي، رد المحتار علی الدرالمختار، ''کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل'': ج۲،ص:۴۵۱)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سواری پر نفل نماز پڑھنا:

(۸۷)**سوال**: ایک شخص دابۃ کے اوپر نفل نماز پڑھ رہا ہے، لیکن کسی مجبوری کی بنا پر نماز ترک کر دیا اب نماز واجب ہوگئی اب واجب نماز کو دابۃ پر ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: انور، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت میں ہر عمل کے لیے قاعدہ اور قانون ہے، مذکورہ نفل (فاسد شدہ نفل) کو بلا عذر دابۃ پر سوار ہو کر ادا کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۲۵/۷/۱۴۱۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ترکه لا يوجب إسائة ولا عتابا كترك سنة الزوائد، لكن فعله أفضل. (الحصكفي، ردالمحتار على الدرالمختار: ج١ص:٤٧٧)

(٢)(الوتر إلى آخر الليل لواثق بالانتباه) وإلا فقبل النوم، فإن فاق وصلى نوافل والحال أنه، أول الليل) فإنه الأفضل قوله: وتأخير الوتر إلخ) أى يستحب تأخيره، لقوله صلى الله عليه وسلم: من خاف أن لايوتر من آخر الليل فليوتر أوله،) ومن طمع أن يقوم آخره فليوتر آخر الليل، فإن صلاة آخر الليل مشهودة وذلك أفضل)، رواه مسلم والترمذى وغيرها.
وتمامه فى الحلية .وفى الصحيحين: اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا والأمر المندب بدليل ما قبله، بحر.
قوله: فإن فاق إلخ) أى إذا أوتر قبل النوم ثم استيقظ يصلى ما كتب له، ولا كراهة فيه بل هو مندوب، ولا يعيد الوتر،) لكن فاته الأفضل المفاد تحديث الصحيحين، إمداد.
ولا يقال: إن من لا يثق بالانتباه فالتعجيل في حقه أفضل، كما فى الحانية، فإذا انتبه بعدما عجل يتنقل ولاتفوته الأفضلية: لأن نقول: المراد بالأفضلية فى الحديث السابق هى المترتبة على ختم الصلاة بالوتر وقد فاتت، والتى حصلها هى أفضلية التعجيل عند خوف القوات على التأخير، فافهم وتأمل. (ابن عابدين، رد المحتار، ج١ص٣٦٩)

(١)عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسبح على الراحلة قبل أي وجه توجه، ويوتر عليها، غير أنه لا يصلى عليها المكتوبة. (أخرجه مسلم، في صحيحه "كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت"، ج١ص٢٤٤،رقم:٧٠٠)

اشراق کی نماز ایک سلام سے یا دو سلام سے ہے؟

(۸۸) **سوال:** طلوع سورج کے بعد اشراق کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھے یا چاروں رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالرازق، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بوقت اشراق احادیث میں دو رکعتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے اور چار رکعت پڑھنا بھی تاہم چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۸/۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صلاۃ التسبیح کا طریقہ:

(۸۹) **سوال:** افضل طریقہ صلاۃ التسبیح کا کیا ہے؟ کس وقت پڑھنا افضل ہے، اور بہشتی زیور میں جو طریقہ لکھا ہے وہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: صوفی عاقل خاں، مظفرنگر

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من صلى الغداة في جماعة، ثم قعد يذكر اللّٰه حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين، كانت له كأجر حجة وعمرة. قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تامة تامة تامة. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”ابواب السفر، باب ذكر ما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس“: ج۱،ص:۱۳۰، رقم:۵۸۶)

عن أبي الدرداء و أبي ذر عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن اللّٰه تبارك و تعالىٰ أنه قال: ابن آدم، اركع لي أربع ركعات من أوّل النهار أكفك آخره. (أخرجه الترمذي، في سننه، أبواب الوتر، باب ما جاء في صلاة الضحى، ج۱،ص۱۰۸، رقم:۴۷۵)

وتكره الزيادة على أربع في نفل النهار، وعلى ثمان ليلاً بتسليمة، لانه لم يرد والأفضل فيهما الرباع بتسليمة، وقالا: في الليل المثنى أفضل قيل، وبه يفتى. (الحصكفي، الدرالمختار مع رد المحتار، ”باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل“: ج۲،ص:۴۵۵، زكريا ديوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: صلاۃ التسبیح اوقات منہیہ کے علاوہ کسی بھی وقت میں پڑھ سکتے ہیں تہجد کے وقت اور جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل پڑھنا افضل اور بہتر ہے۔ اوراس کا طریقہ جو بہشتی زیور میں لکھا ہے۔ (۱) کہ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تسبیحات نہ پڑھیں؛ بلکہ دونوں سجدوں سے فارغ ہوکر بیٹھ کر پڑھیں اور پھر کھڑے ہوں اور ایسے ہی تیسری رکعت میں بھی کریں وہ درست ہے اورحدیث ابن عباس میں یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ علامہ شامی نے دوسرا طریقہ بھی ذکر کیا ہے اور اسی کو قول مختار بتایا ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۵/۳ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کے بعد نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے یا بیٹھ کر؟

(۹۰) **سوال**: رمضان شریف کے وتر کے بعد نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے یا بیٹھ کر؟

فقط: والسلام

المستفتی: شبیر احمد، رانچی

---

(۱) بہشتی زیور، ''سنت اورنفل نمازوں کا بیان'': ج ۱ص: ۳۰، کتب خانہ اختری.)

(۲) عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للعباس بن عبد المطلب: يا عباس، يا عماه، ألا أعطيك، ألا أمنحك، ألا أحبوك، ألا أفعل لك عشر خصال إذا أنت فعلت ذلك غفر الله لك ذنبك؛ أوله وآخره، وقديمه وحديثه، وخطأه وعمده، وصغيره وكبيره، وسره وعلانيته؟ عشر خصال: أن تصلي أربع ركعات تقرأ في كل ركعة بفاتحة الكتاب وسورة، فإذا فرغت من القراءة في أول ركعة قلت وأنت قائم: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر خمس عشرة مرة، ثم تركع فتقول وأنت راكع عشرا، ثم ترفع رأسك من الركوع فتقولها عشرا، ثم تهوى ساجدا فتقول وأنت ساجد عشرا، ثم ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا، ثم تسجد فتقولها عشرا، ثم ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا، فذلك خمسة وسبعون في كل ركعة تفعل في أربع ركعات، إن استطعت أن تصليها في كل يوم مرة فافعل، فإن لم تستطع، ففي كل جمعة مرة، فإن لم تفعل ففي كل شهر مرة، فإن لم تفعل ففي عمرك مرة. حكم الحديث: صحيح. (أخرجه ابن ماجه، في سننه ''كتاب الصلاة: ما جاء في صلاة التسبيح'': ص:۹۹)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھڑے ہوکر نفل پڑھنے میں پورا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں نصف ثواب ہے اس لیے کھڑے ہوکر پڑھنا ہی افضل ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اتباع رسول کی نیت سے بیٹھ کر پڑھے گا تو اس کو دو ثواب ملیں گے، نفلوں کا آدھا اور اتباع رسول کا علیحدہ۔

’’ویتنفل مع قدرته على القيام قاعداً لا مضطجعاً إلا بعذر ابتداء وكذا بناء بعد الشروع بلا كراهة في الأصح كعكسه. وفيه أجر غير النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على النصف إلا بعذر. قوله وفيه أجر غير النبي أما النبيﷺ فمن خصائصه أن نافلته قاعداً مع القدرة على القيام كنافلته قائماً، ففي صحيح مسلم عن عبد اللّٰه بن عمرو قلت: حدثت يا رسول اللّٰه أنك قلت : صلاة الرجل قاعداً علىٰ نصف الصلاة، وأنت تصلى قاعداً، قال: أجل ولكني لست كأحد منكم. قوله على النصف إلا بعذر، أما مع العذر فلا ينقص ثوابه عن ثوابه قائماً، لحديث البخاري في الجهاد إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيما صحيحاً‘‘(۱)

’’عن عمران بن حصين أنه سأل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن صلاة الرجل قاعداً فقال إن صلى قائماً فهو أفضل، ومن صلى قاعداً فله نصف أجر القائم ومن صلى نائماً فله نصف أجر القاعد‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۲/۲/۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(قوله وأربع صلاة التسبيح إلخ) يفعلها فى كل وقت لا كراهة فيه، أو فى كل يوم أو ليلة مرة، وإلا ففي كل أسبوع أو جمعة أو شهر أو العمر، وحديثها حسن لكثرة طرقه.(الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة التسبيح‘‘:ج۲،ص:۴۷۱، زکریا)

(۱)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’باب الوتر والنوافل‘‘: ج۲،ص:۴۸۳، ۴۸۴، زکریا، دیوبند.)

(۲)أخرجه البخاري في صحيحه، أبواب تقصير الصلاة، باب صلاة القاعد: ج۱،ص:۱۵۰، رقم ۱۱۱۵.)

استخارہ کب کریں؟

(۹۱)**سوال:** میں اپنے کچھ مسائل کو لے کر استخارہ کرنا چاہتا ہوں، استخارہ کب کروں بتادیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عالم، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: استخارہ جب چاہیں کرسکتے ہیں ایک دو روز قبل بھی درست ہے اور اس سے پہلے بھی درست ہے؛ لیکن یہ خیال رہے کہ استخارہ ایک امر مباح ہے، کریں تو بہتر ہے نہ کریں تو بھی گناہ نہیں ہے؛ لیکن اگر استخارہ کرلیا تو پھر اس کے خلاف نہیں کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۷/۳/۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(۹۲)**سوال:** تہجد کا وقت کب تک رہتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد وسیم، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔

’’وأید بما في معجم الطبراني من حدیث الحجاج بن عمرو رضي اللّٰہ عنه قال: بحسب أحدکم إذا قام من اللیل یصلي حتی یصبح أنه قد تهجد، إنما التهجد

---

(۱)روی ابن السني: یا أنس إذا هممت بأمر فاستخربك فیه سبع مرات، ثم انظر إلی الذي سبق إلی قلبك فإن الخیر فیه، ولو تعذرت علیه الصلاة استخار بالدعاء .... والمسموع من المشائخ أنه ینبغي أن ینام علی طهارة مستقبل القبلة بعد قراءة الدعاء المذکور، فإن رأی في منامه بیاضاً او خضرة فذلك الأمر خیر، وإن رأی فیه سواداً او حمرة فهو شر ینبغي أن یجتنب. (ابن عابدین، رد المحتار، ’’باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتي الاستخارة‘‘: ج۲،ص:۴۷۰،زکریا)

المرء يصلي الصلاة بعد رقدة‘‘(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۲/۲۸ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرض پڑھنے والا شریک جماعت ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

(۹۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ایک شخص نے عشاء کی سنت پڑھی اوراس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا فرض نماز ہوگئی ہے لوگوں نے کہا کہ عشاء کی نماز نہیں ہوئی ہے لیکن اس شخص نے یہ سمجھا کہ عشاء کی فرض نماز ہوگئی ہے تو اس نے علاحدہ عشاء کی نماز پڑھ لی، دوسری مرتبہ اس کی عشاء کی نماز جماعت سے ہوجائے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ولی اللہ، سیتاپوری

الجواب وباللہ التوفیق: فرض نماز دوبارہ نہیں پڑھی جاتی اگر تنہا فرض نماز پڑھ لی اور پھر جماعت شروع ہوئی تو اگر وہ نماز عشاء یا ظہر کی ہے تو نفل نماز کی نیت کر کے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہوجانا چاہئے۔ اوراگر فجر، عصر یا مغرب کی نماز ہے تو پھر جماعت میں شریک نہ ہو۔(۲)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۱۴/۱۱/۲۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة الليل‘‘: ج۲،ص:۴۶۷، زکریا دیوبند۔)

(۲) وصح اقتداء متنفل بمفترض. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ’’باب الإمامة‘‘: ج۲،ص:۳۳۸)
وإذا أتمها يدخل مع القوم، والذي يصلي معهم نافلة، لأن الفرض لايتكرر في وقت واحد. (المرغيناني، هدايه، ’’باب ادراك الفريضة‘‘: ج۱،ص:۱۵۲)

کیا نوافل کبھی کبھی ترک کرسکتا ہے:

(۹۴)**سوال:** فرض نمازوں کے ساتھ جو نوافل ہیں ان کو پابندی سے پڑھے یا کبھی کبھی ترک بھی کردے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری عبدالغفور، مظفر پور، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی کبھی ترک بھی کردے یا ہمیشہ نوافل سمجھ کر پڑھتا رہے۔ نوافل ترک کرنے کی عادت بنالینا ناپسندیدہ ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۱۷ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرائض میں نقصان کی تلافی کی نیت سے نفل پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۹۵)**سوال:** ایک شخص نوافل اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اس سے فرائض کا نقصان پورا ہوجائے یہ نیت صحیح ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمیم الرحمٰن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ مضمون حدیث شریف میں ہے کہ نوافل سے فرائض کا جبر نقصان ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ نیت اس کی صحیح ہے۔

---

(۱)ویجوز تأخیر الفوائت وإن وجبت علی الفور لعذر السعی علی العیال، و في ردالمحتار تحت (قوله وفي الحوائج) وأما النفل فقال في المضمرات الاشتغال بقضاء الفوائت أولی واهم من النوافل إلا سنن المفروضة وصلاة الضحی وصلاة التسبیح والصلاة التي رویت فیها الاخبار. اهـ. ط أي کتحیة المسجد والأربع قبل العصر والست بعد المغرب اهـ. (ابن عابدین، رد المحتار، ج۲،ص۷۴)

ترکه لا یوجب إسائة ولا عتابا کترك سنة الزوائد، لکن فعله أفضل. (ابن عابدین، رد المحتار: ج۱،ص:۴۷۷)

’’ویاتي بالسنة مطلقاً الخ لکونها مکملات؛ وأما في حقه علیه الصلاة و السلام فلزیادة الدرجات‘‘[(١)]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۹/۲۴ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مغرب کی دو رکعت سمیت صلاۃ الاوابین پڑھنا:

(۹۶) **سوال:** ایک شخص نے ہمیشہ نماز مغرب کے بعد صلاۃ الاوابین پڑھی ہیں مگر مغرب کی دوسنت ملا کر چھ رکعت پڑھی ہیں تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: خورشید احمد، کیرانہ، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چہ یہ بھی درست ہے؛ مگر بہتر یہ ہے کہ فرض کے بعد اول دوسنت مؤکدہ پڑھے اور پھر صلاۃ الاوابین چھ رکعت پڑھے۔ کیوں کہ صلاۃ الاوابین کی رکعت کم از چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ہیں۔

’’عن أبي سلمة عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینهن بسوء، عدلن له بعبادة ثنتي عشر سنة‘‘[(٢)]

’’عن عائشة رضي اللّٰه عنها، عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من صلی بعد المغرب عشرین رکعة، بنی اللّٰه له بیتا في الجنة‘‘[(٣)]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۲۰/۱۰/۲۳ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(١) الحصکفي، الدر المختار، ’’باب إدراك الفریضة‘‘: ج ۲، ص: ۵۱۵۔ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سورج گرہن ہونے کی صورت میں مسلمان کیا کریں؟

(۹۷)**سوال**: اگر سورج گہن ہو جائے تو مسلمانوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: صالح حسین، کشمیری

الجواب وباللہ التوفیق: جس روز سورج گہن ہو جائے تو دو رکعت نماز شریعت نے مقرر کی ہے اس کو نماز کسوف کہتے ہیں نماز کسوف جماعت سے ادا ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گہن کے وقت یہی عمل فرماتے تھے۔ سورج گہن اللہ کی ایک نشانی ہے تاکہ انسان اس پر غور کرے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اس سورج کو بے نور کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب چاہے تو اس پورے نظام شمس کو؛ بلکہ کل کائنات کے تمام نظام کو فناء کر دے اور قیامت آجائے بس اس طرح مومن کے دل میں خوف طاری ہوتا ہے اور وہ فوراً توبہ کرتا ہے۔ اور اپنی زندگی کی اصلاح کی فکر کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کو ہر ایسے موقع پر خوف طاری ہوتا تھا اور فوراً مسجد کی طرف چل دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا آپؐ اس خوف سے گھبرا کے باہر تشریف لائے کہ کہیں قیامت نہ آجائے۔ اور فوراً مسجد تشریف لے گئے اور حضرات صحابہؓ کو بلا کر دو رکعت نماز لمبے رکوع لمبی قرأت اور لمبے سجدے کے ساتھ ادا فرمائی۔ اس لیے تمام مسلمانوں کو شرعاً حکم ہے کہ وہ مسجد میں جمع ہو کر دو رکعت نماز با جماعت پڑھیں اس میں طویل سے طویل رکوع وسجدے کریں۔

پھر طویل دعا کریں اور سورج گہن ہونے تک دعاء میں مشغول رہیں؛ البتہ اس نماز میں سری قرأت لازم ہے اس میں نہ اذان اور نہ اقامت کہنا صحیح ہے اگر اعلان کر کے جمع کر لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے اگر اس دوران نماز کا وقت آجائے تو نماز فرض ادا کرنا بھی ضروری ہے اور عورتوں کو حکم کیا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاۃ باب ما جاء في فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب'': ج۱،ص:۹۸،رقم:۴۳۵ نعیمیہ۔)

(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، ''باب ما جاء في فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب'': ج۱،ص: ۹۸،رقم:۴۳۵ نعیمیہ۔)

جائے اپنے اپنے گھروں میں تلاوت، دعا، ذکر میں مشغول رہیں۔

”یصلي بالناس من یملك إقامة الجمعة للکسوف.........عند الکسوف رکعتین بیان لأقلها، وإن شاء أربعاً أو أکثر...... کالنفل بلا أذان ولا إقامة ولا جهر ولا خطبة...... ویطیل فیها الرکوع والسجود والقراءة والأدعیة والأذکار الذي هو من خصائص النافلة......حتی تنجلی الشمس کلها“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱/۱۱/۱۴۲۰ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الكسوف“: ۶۷،۶۸، زکریا دیوبند۔)

حدثنا محمد بن العلاء، قال: حدثنا أبو أسامة، عن بريد بن عبد الله، عن أبي بردة، عن أبي موسى، قال: خسفت الشمس، فقام النبي صلى الله عليه وسلم فزعا، يخشى أن تكون الساعة، فأتى المسجد، فصلى بأطول قيام وركوع وسجود مارأيته قط يفعله، وقال: هذه الآيات التي يرسل الله، لا تكون لموت أحد ولا لحياته، ولكن يخوف الله به عباده، فإذا رأيتم شيئا من ذلك، فافزعوا إلى ذكره ودعائه واستغفاره. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الكسوف، باب الذكر في الكسوف“: ج۱، ص: ۱۴۵)

يصلي بالناس من يملك إقامة الجمعة)، بيان للمستحب، وما في السراج لا بد من شرائط الجمعة إلا الخطبة، رده فى البحر عند الكسوف (ركعتين)، بيان لأقلها وإن شاء أربعا أو أكثر، كل ركعتين بتسليمة أو كل أربع، مجتبى، وصفتها: (كالنفل) أي بركوع واحد فى غير وقت مكروه، (بلا أذان و) لا (إقامة و) لا (جهر و) لا (خطبة)، وينادي: الصلاة جامعة ليجتمعوا، (ويطيل فيها الركوع) والسجود (والقراءة) والأدعية والأذكار الذي هو من خصائص النافلة ثم يدعو بعدها جالسا مستقبل القبلة أو قائما مستقبل الناس والقوم يؤمنون، (حتى تنجلي الشمس كلها وإن لم يحضر الإمام) للجمعة (صلى الناس فرادى) في منازلهم تحرزا عن الفتنة، (كالخسوف) للقمر.

(قوله: رده في البحر) أي بتصريح الإسبيجابي بأنه يستحب فيها ثلاثة أشياء: الإمام، والوقت: أي الذي يباح فيه التطوع، والموضع: أي مصلى العيد أو المسجد الجامع. اهـ. وقوله: الإمام أي الاقتداء به. وحاصله: أنها تصح بالجماعة وبدونها، والمستحب الأول، لكن إذا صليت بجماعة لا يقيمها إلا السلطان. و ما دونه كما مر أنه ظاهر الرواية، وكون الجماعة مستحبة، فيه رد على ما في السراج من جعلها شرطا كصلاة الجمعة. (قوله: عند الكسوف)، فلو انجلت لم تصل بعده، وإذا انجلى بعضها جاز ابتداء الصلاة، وإن سترها سحاب أو حائل صلى؛ لأن الأصل بقاؤه، وإن غربت كاسفة،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اوابین اور تہجد کی کم از کم کتنی رکعات ہیں؟

(۹۸) **سوال**: صلاۃ الاوابین اور تہجد کی کم سے کم کتنی رکعات ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعمان، تاؤلی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صلاۃ الاوابین کی علاوہ سنت مؤکدہ مغرب کے کم از کم چھ رکعات ہیں زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں اور تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہی تھا اور زیادہ بارہ تک ہیں اور کم سے کم دو رکعات ہیں۔

”عن أبی سلمة عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيها بينهن بسوء، عدلن له بعبادة ثنتي عشر سنة“(۱)

”عن عائشة رضي اللّٰه عنها،عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى اللّٰه له بيتا في الجنة“(۲)

”عن أبي سعيد وأبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا استيقظ الرجل من الليل وأيقظ امرأته، فصليا ركعتين كتبا من الذاكرين اللّٰه كثيرا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أمسك عن الدعاء وصلى المغرب، جوهرة (قوله: وإن شاء أربعا أو أكثر إلخ) هذا غير ظاهر الرواية، وظاهر الرواية هو الركعتان ثم الدعاء إلى أن تنجلى. شرح المنية. قلت: نعم فى المعراج وغيره: لولم يقمها الإمام صلى الناس فرادى ركعتين أو أربعاً، وذلك أفضل. (قوله: أي بركوع واحد) وقال الأئمة الثلاثة: في كل ركعة ركوعان، والأدلة في الفتح وغيره، (قوله: في غير وقت مكروه)؛ لأن النوافل لا تصلى في الأوقات المنهى عن الصلاة فيها، وهذه نافلة، جوهرة. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الصلاة، باب الكسوف“:ج۳،ص:۶۷-۶۹)

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب“:ج ۱،ص:۹۸،رقم ۴۳۵ نعیمیہ۔)

(۲)أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب“:ج۱، ص:۹۸،رقم ۴۳۵ نعیمیہ۔)

والذاكرات''(۱)

''وصلاة الليل وأقلها على ما في الجوهرة ثمان......قال يصلي ما سهل عليه ولو ركعتين، والسنة فيها ثمان ركعات بأربع تسليمات......فينبغي القول بأن أقل التهجد ركعتان وأوسطه أربع وأكثره ثمان''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ(۱۵/۱۲/۱۴۲۰ھ) نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صلاۃ التسبیح حدیث سے ثابت ہے کہ نہیں؟

(۹۹)**سوال:** صلاۃ التسبیح کی حقیقت شریعت میں ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد افضال، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صلاۃ التسبیح احادیث سے ثابت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس کی ترغیب دی ہے اس کی بڑی فضیلت ہے اس کا انکار کرنا جہالت ہے۔

''عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال للعباس يا عماه...... ألا أخبرك عشر خصال إذا أنت فعلت ذلك غفر اللّٰه لك ذنبك؛ أوله وآخره، قديمه وحديثه، خطأه وعمده، صغيره وكبيره، سره وعلانيته أن تصلي أربع ركعات تقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة فإذا فرغت من القراء ة في أول ركعة وأنت قائم قل سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إله إلا اللّٰه واللّٰه أكبر ...... فذلك خمس وسبعون في كل ركعة تفعل ذلك في أربع ركعات أن استطعت أن

(۱)أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن أيقظ أهله من الليل.'' ص۹۴،رقم ۱۳۳۵)

(۲)الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب الوتر والنوافل'':ج۲،ص:۴۶۷،۴۶۸.)

تصليها في كل يوم مرة فافعل فإن لم تفعل ففي كل جمعة مرة فإن لم تفعل ففي كل سنة مرة فإن لم تفعل ففي عمرك مرة، رواه أبوداود وابن ماجه والبيهقي في الدعوات الكبير وروي الترمذي عن أبي رافع نحوه‘‘(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ (۱/۲/۱۴۴۰ھ)

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فرض پڑھانے والے کی نفل کی نیت سے اقتداء کرنا:

(۱۰۰) **سوال:** زید نے یہ سمجھ کر عشاء کے فرض تنہا ادا کر لیے کہ جماعت ہوگئی، بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی جماعت نہیں ہوئی پھر زید نے نفل کی نیت سے عشاء کے فرض امام کے ساتھ ادا

---

(۱) أخرجه أبوداؤد، في سننه، ’’كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب التطوع و ركعات السنة، باب صلاة التسبيح‘‘: ج۱، ص:۱۸۴.

حدثناه أبو علي الحسين بن علي الحافظ إملاء من أصل كتابه، ثنا أحمد بن داؤد بن عبدالغفار بمصر، ثنا إسحاق بن كامل، ثنا إدريس بن يحيى، عن حيوة بن شريح، عن يزيد بن أبي حبيب، عن نافع، عن ابن عمر، قال: وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم جعفر بن أبي طالب إلى بلاد الحبشة، فلما قدم اعتنقه وقبل بين عينيه، ثم قال: ألا أهب لك، ألا أبشرك، ألا أمنحك، ألا أتحفك؟ قال: نعم، يا رسول الله. قال: تصلي أربع ركعات تقرأ في كل ركعة بالحمد وسورة، ثم تقول بعد القراءة وأنت قائم قبل الركوع: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، ولا حول ولاقوة إلا بالله خمس عشرة مرة، ثم تركع فتقولهن عشراً تمام هذه الركعة قبل أن تبتدئ بالركعة الثانية، تفعل في الثلاث ركعات كما وصفت لك حتى تتم أربع ركعات هذا إسناد صحيح لاغبار عليه، ومما يستدل به على صحة هذا الحديث استعمال الأئمة من أتباع من أتباع التابعين إلى عصرنا هذا إياه ومواظبتهم عليه وتعليمهن الناس، منهم عبدالله بن المبارك رحمة الله عليه. (أخرجه الحاكم، في مستدركه: ج۱، ص:۱۶۴)

قال الذهبي: أخرجه أبوداؤد والنسائي، وابن خزيمة في الصحيح ثلاثتهم عن عبدالرحمن بن بشر. (أخرجه الحاكم، في مستدركه، ج۱، ص:۳۱۹)

وينبغي للمتعبد أن يعمل بحديث ابن عباس تارةً، ويعمل بحديث ابن المبارك أخرى. (ملا عي قاري، مرقاة المفاتيح، ’’كتاب الصلاة: باب صلاة التسبيح‘‘: ج۳، ص:۳۷۷)

کئے، تو زید کا یہ عمل درست ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعمان، غازی آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرض پڑھنے والے کی اقتداء میں نفل نماز درست ہے اس لیے صورت مسئولہ میں زید نے اپنی عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد اگر فرض نماز پڑھانے والے کی اقتداء میں نماز نفل پڑھی تو نفل درست ہوگئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۸/۶/۱۴۲۴ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اشراق کی نماز کی فضیلت وتعداد:

(۱۰۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام: مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ اشراق کی نماز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس نماز کو کس وقت پڑھنا چاہئے؟ اشراق کی نماز میں رکعت کی تعداد متعین ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔ فقط: والسلام

المستفتی: محمد عاصم، شریف نگر، مراد آباد

---

(۱) ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضًا آخر؛لأن اتحاد الصلاتين شرط عندنا. وصح أن معاذاً كان يصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم نفلاً وبقومه فرضاً. (الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار،''باب الإمامة'': ج۲ ص۳۲۴،۳۲۵، زکریا دیوبند)

ولا يحتاج الإمام في صحة الاقتداء به إلى نية الإقامة حتى لو شرع على نية الانفراد فاقتدىٰ به يجوز. (إبراهيم، حلبي، غنية المستملى شرح منية المصلي المشتهر بشرح الكبير: ص:۲۵۱)

وهاهنا مسائل: إحداها اقتداء المتنفل بالمفترض فهو جائز بالاتفاق لقوله صلى الله عليه وسلم سيكون أمراء بعدي يؤخرون الصلاة عن مواقيتها فإذا فعلوا فصلوا أنتم في بيوتكم ثم صلوا معهم واجعلوا صلاتكم معهم سبحة أي نافلة، ولأن المقتدي بنى صلاته على صلاة إمامه كما أن المنفرد يبني آخر صلاته على أول صلاته، وبناء النفل على تحريمة انعقدت للفرض يجوز وكذلك اقتداء المتنفل بالمفترض فأما المفترض إذا اقتدى بالمتنفل عندنا فلا يصح الاقتداء. (السرخسي، المبسوط: ج۱، ص:۱۳۶)

الجواب وباللہ التوفیق: احادیث مبارکہ میں اشراق کی نماز کی بے حد فضیلت وارد ہوئی ہیں، اشراق میں افضل یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر انسان اسی جگہ پر بیٹھ کر ذکر واذکار اور تلاوت کرتا رہے اور طلوعِ آفتاب کے تقریباً پندرہ یا بیس منٹ کے بعد کم از کم دو رکعت نماز پڑھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ: جو شخص فجر کی نماز جماعت سے ادا کرے پھر اپنی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، پھر اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کو کامل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے، تو گھر آ کر یا کوئی دوسرا کام کر کے بھی اشراق کی رکعتیں پڑھ سکتا ہے۔ ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، ”إن شاء اللّٰه“.

”عن أنس قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: من صلى الغداة في جماعة، ثم قعد يذكر اللّٰه حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تامة تامة تامة.“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۷/۴/۱۴۴۳ھ)

سنت اور فرض کے درمیان نفل نماز پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۱۰۲)**سوال**: سنت مؤکدہ قبل الفرض پڑھ کر جماعت میں دیر ہو تو نفل نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شکیل احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وقت ہے تو اس صورت میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے البتہ سنت فجر پڑھنے کے بعد جماعت میں یا فرض نماز پڑھنے میں کتنی ہی دیر ہو تب بھی دونوں کے

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب السفر، باب ذكر ما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس“: ج۱، ص: ۱۳۰، رقم: ۵۸۶.)

درمیان نفل نماز پڑھنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت فجر اور فرض فجر کے درمیان کسی نفل کا ثبوت نہیں۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۳/۱۸ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک کپڑے میں نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(۱۰۳) **سوال:** ایک شخص نے نفل نماز شروع کی، ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے اس نے نماز توڑ دی تا کہ کپڑا پاک کر کے کیا اس نماز کا اعادہ لازم ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مصلیان مسجد املی والی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے پس جب کسی نے نماز نفل شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے بشرطیکہ شروع کرنا صحیح ہو مگر یہاں پر شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا اس لیے کہ مصلی کے کپڑے شروع سے ہی ناپاک تھے لہٰذا اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے۔

"ولزم نفل شرع فيه .... شروعاً صحيحاً" (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۸/۲/۲۷ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد نفل ہے یا سنت مؤکدہ:

(۱۰۴) **سوال:** (۱) تہجد کی نماز نفل ہے یا سنت مؤکدہ کسی مستند حوالہ سے جواب دیجئے؟

(۱) وكره نفل قصدا ...... بعد صلاة فجر ...... سوى سنته لشغل الوقت به تقديراً. (الحصكفي، الدر المختار، ج۲ص: ۳۷،۳۶ زکریا دیوبند)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل": ج۲ص:۴۷۴،۴۷۵.)

(۲) نفل نماز باجماعت درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالحسنات، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) تہجد نوافل میں شمار ہے اس نماز کا پڑھنا افضل اور باعث ثواب ہے۔

(۲) سوائے فرض ووتر تراویح کے کسی دوسری نماز کی جماعت ثابت نہیں ہے۔

”واعلم أن النفل بالجماعةعلى سبيل التداعي مكروه“(۱)

”ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة بواحد“(۲)

الجواب صحیح:　　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　　**کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ (۱۴۰۹/۱۰/۲۹ھ)

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا عشاء کی چار سنتوں کا ثواب تہجد کے برابر ہے؟

(۱۰۵) **سوال:** ہمارے گاؤں میں ایک واعظ صاحب نے بیان کیا کہ نماز عشاء سے قبل جو چار رکعت سنت ہیں ان کا ثواب تہجد کے برابر ہے حالاں کہ یہ سنت مستحب ہیں تو ان کی یہ بات کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد وصی اللہ، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز عشاء سے قبل چار سنت غیر مؤکدہ ہیں جیسا کہ

---

(۱) إبراهيم الحلبي، حلبي كبيري، ”تتمات من النوافل“: ص: ۴۳۲.)

(۲) الحصكفي، الدر المختار مع رد المحتار، ”باب الوتر والنوافل، قبيل باب إدراك الفريضة“: ج ۲، ص: ۵۰۰، زکریا دیوبند.)

مظاہر حق میں ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز عشاء سے قبل چار رکعت پڑھے گویا اس نے تہجد کی نماز پڑھی اس رات میں اور جو کوئی بعد عشاء چار رکعت پڑھے گویا اس نے چار رکعت شب قدر میں پڑھی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۸/۱۵ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تہجد سے محرومی کا سبب:

(۱۰۶) **سوال**: میں تہجد کا پابند تھا کبھی قضاء نہیں ہوتی تھی، اب کچھ عرصہ سے نماز تہجد بالکل ہی ترک ہوگئی ہے، اب اگر پڑھنا چاہتا ہوں تو اٹھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے اسی بات کو لے کر میں نہایت پریشان ہوں میری رہنمائی فرمائیں کہ میں کیا کروں؟

فقط: والسلام

المستفتی: رفیق احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس کی اصل وجہ گناہ اور خدا کی نافرمانی ہے لہٰذا گناہ کو یاد کرکے اس سے سچی پکی توبہ کریں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کو شب بیداری کی توفیق نہیں ہوتی اور حضرت شعبان اسکری ایک گناہ کے سبب پانچ ماہ تک تہجد سے محروم رہے فرمایا وہ گناہ یہ تھا کہ ایک شخص کو روتا دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا یہ شخص مکار ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوکر تہجد کی توفیق سلب کر لی تھی۔ اور حرام روزی سے بھی بچنا چاہئے کہ اس سے بھی نیک اعمال میں سستی اور بداعمالیوں میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۷/۲۸ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن التطوع بالأربع قبل العشاء حسن، لأن التطوع بها لم يثبت أنه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنت وفرض کے درمیان بات کرنا کیسا ہے؟

(۱۰۷)**سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب نے وعظ میں کہا کہ سنت مؤکدہ ادا کرنے کے بعد فرض نماز سے پہلے دنیاوی باتوں میں مشغول ہونے سے سنت باطل ہوجاتی ہے، یہ بات شرعاً درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالستار، نیا گاؤں، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعض فقہاء کہتے ہیں کہ سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں کرنے سے سنت باطل ہوجاتی ہیں مگر اقویٰ یہ ہے کہ سنت کا بطلان نہیں ہوتا البتہ ثواب کم ہوجاتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۲۰/۷/۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صلاۃ التسبیح کا ثواب عام ہے یا نہیں؟

(۱۰۸)**سوال**: صلاۃ التسبیح کا ثواب عام ہے یا خاص ہے جو ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... من السنن الراتبة ولو فعل ذلك فحسن. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: ج۱، ص:۲۸۴)

(۲) ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (سورة الأنفال:۳۳)

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْيَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورة النساء:۱۱۰)

هي الندم بالقلب، وترك المعصية في الحال، و العزم علىٰ ألا يعود إلىٰ مثلها، وأن يكون ذلك حياءً من اللّٰه. (القرطبي، في تفسير القرطبي، ''سورة النساء'': ج۵، ص:۹۱)

(۱) يكره تاخير السنة إلا بقدر اللّٰهم أنت السلام الخ. قال الحلواني: لا بأس بالفصل بالأوراد، واختاره الكمال. قال الحلبي: إن أريد بالكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف. (الحصكفي، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة'': ج۲، ص:۲۴۶، ۲۴۷)

نے خاص اپنے چچا حضرت عباسؓ کے بارے میں فرمایا تھا امتی کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالتواب، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں ہے ’’إنما الاعمال بالنیات‘‘ اس ثواب کا مدار نیت پر ہے۔ اگر خالص اللہ کے لیے کوئی شخص پڑھے گا تو ثواب بھی اسی قدر ملے گا اور حضرت ابن عباسؓ کو جو تسبیح سکھائی تھی وہ صرف ان کی خصوصیت نہیں تھی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۷/۱۴۱۹ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فجر کے وقت اور خطبہ جمعہ سے قبل تحیۃ المسجد پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۰۹) **سوال:** عموماً لوگ تحیۃ المسجد تو پڑھتے نہیں ہیں؛ لیکن اگر کچھ لوگ پڑھنا چاہیں تو کیا وہ فجر کی نماز سے پہلے اور خطبہ جمعہ کے وقت تحیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شفیع الدین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صبح صادق کے بعد صرف فجر کی دو سنت مؤکدہ پڑھ سکتے ہیں فجر کی نماز سے قبل اور نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے۔

’’ویکره التنفل بعد طلوع الفجر بأكثر من سنة قبل أداء الفرض لقوله صلى الله عليه وسلم ليبلغ شاهدكم غائبكم. الا لاصلاة بعد الصبح الا ركعتين ليكون

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم: للعباس بن عبدالمطلب: يا عباس، يا عماه ألا أعطيك، ألا أمنحك، ألا أحبوك، ألا أفعل بل عشر خصال، إذا أنت فعلت ذلك غفر الله لك ذلك أوله وآخره، قديمه وحديثه، خطأه وعمده، صغيره وكبيره، سره وعلانيته، أن تصلى أربع ركعات. تقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب. الخ. (أخرجه أبوداؤد، في سننه، كتاب الصلاة، باب صلاة التسبيح، ج۱، ص۱۸۴، رقم ۱۲۹۸)

جمیع الوقت مشغولاً بالفرض حکماً ولذا تخفف قراءة سنة الفجر "[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۱۴۱۹/۶/۲۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

☆☆☆

(۱) حسن بن عمار، مراقي الفلاح، ص:۱۰۱.

إحياء تراث السلف

مجمع حجة الإسلام

ـ للبحث والتحقيق ـ

Ḥujjat al-Islām Academy

Al-jamia al-Islamia Darululoom Waqf, Deoband

Eidgah Road, P.O. Deoband-247554, Distt: Saharanpur U.P. India

Tel : + 91-1336-222352, Mob: + 91-9897076726

Website: www.dud.edu.in

Email: hujjatulislamacademy@dud.edu.in, hujjatulislamacademy2013@gmail.com